قیمت فی نسخہ عہ

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ شہرت لاثانی امام محبت النبی مرجع حضرت اقدس حافظ قاری مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف کثیرہ جو ہر ایک فن میں عالم میں آفتاب کی طرح سے معروف مشہور ہیں۔ یہ کتاب بدایع عجیب و غریب جس کا نام نامی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

ہے۔ اور اس میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کے حالات ابتدا سے ہوئے وفات تک سب تحریر و ثابت ہوئے ہیں جس کو بڑا قوی منصب مالک کتب خانہ اشرفیہ کوچہ شیخ ولایت علی کا دہلی ایڈیشن کے باہتمام خواجہ محمد عبد الاحد

مطبع انتظامی کانپور میں طبع ہوئی

اور کتابیں جن جن حضرت مولانا مدظلہ العالی کی ہیں۔ ملنے کا پتہ محمد عبد الاحد مالک کتب خانہ اشرفیہ کوچہ شیخ ولایت علی کا دہلی —

منصور حیدر راجہ

قیمت پختہ عہ

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام بہجت التیام مین حضرت اقدس حافظ قاری مولانا شاہ اشرف علی
صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف کثیرہ سے جو ہر ایک خاص و عام مین آفتاب کی طرح
سے معروف مشہور ہین۔ یہ کتاب نہایت عجیب و غریب جس کا نام نامی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

ہے۔ اور اسمین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت سچے حالات ابتدائے
نور سے وفات تک معتبر روایتون سے درج ہیں جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتبخانہ
اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کی فرمایش سے باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

مطبع انتظامی کانپور میں طبع ہوئی

ام کی کتابین ہین شائقین [illegible] اللہ [illegible] ۔ ملنے کا پتہ۔ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور ―

اس مبارک کتاب (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب) کے مضامین کی فہرست

مضمون	صفحہ
مضمون از طرف محمد انعام اللہ تاجر کتب کانپور طبع کنندہ کتاب ہذا	۴
وجہ تالیف رسالہ ہذا از صفحہ ۵ تا صفحہ ۷	۵
مقدمہ کتاب مشتمل تین مضمون پر	۸
مضمون اول ان کتابوں کے نام مین جو وقت تحریر رسالہ ہذا پیش نظر تھین۔	″
مضمون دوم اُن استدعاؤں کے اظہار مین جو لوگون کے فرمایشی خطوط مین تھین اور انکی وجہ ابواب پر مضامین کے تقسیم کی تجویز اور اُسکے مصالح۔	″
مضمون سوم مین بعض بعض مقام پر اشعار کے لکھنے کی وجہ اور پڑھنے والے کو مستورات کے مجمع مین پڑھنے کے متعلق ہدایت۔	۱۰
پہلی فصل نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین اور اسمین حدیث شریف کی سات روایتین صفحہ ۱۶ تک۔	″
دوسری فصل سابقین مین آپکے فضائل ظاہر ہونے مین صفحہ ۲۰ تک	۱۶
تیسری فصل آپکے شرف نزاہت نسب مین۔	۲۱
چوتھی فصل آپکے آباء مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے مین آپکے والد ماجد وجد امجد مین۔	۲۳

مضمون	صفحہ
پانچوین فصل آپکے بعض کمالات مین جو آپ بصورت حمل بطن مادر مین مستقر ہوئے	۲۵
چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ مین۔	۲۶
ساتوین فصل یوم وماہ وسنہ ووقت ومکان ولادت شریفہ مین۔	۳۱
آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین۔	″
نوین فصل اُنکے نامون مین جنکے متعلق آپکی تربیت ورضاع یکے بعد دیگرے ہوتا رہا۔	۳۷
دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین۔	۳۹
گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین۔	۴۱
بارھوین فصل واقعات معراج شریف مین۔ اور اس فصل کا لقب ہے السراج فی لیلۃ المعراج	۴۵
واقعہ اول۔	″
واقعہ دوم۔	۴۶
واقعہ سوم وچہارم۔	۴۷
واقعہ پنجم۔	۴۸
واقعہ ششم صفحہ ۵۴ تک	۴۹
واقعہ ہفتم۔	۵۴

مضمون	صفحہ
واقعہ ہشتم صفحہ ۵۹ تک	۵۴
واقعہ نہم صفحہ ۶۱ تک	۵۹
واقعہ دہم صفحہ ۶۲ تک	۶۱
واقعہ یازدہم صفحہ ۶۵ تک	۶۲
واقعہ دوازدہم صفحہ ۶۶ تک	۶۵
واقعہ سیزدہم صفحہ ۶۷ تک	۶۶
واقعہ چہاردہم صفحہ ۶۸ تک	۶۷
واقعہ پانزدہم وشانزدہم	۶۸
واقعہ ہفدہم۔	۶۹
واقعہ ہشدہم صفحہ ۷۴ تک	۷۰
واقعہ نوزدہم۔	۷۴
واقعہ بستم۔	۷۵
واقعہ بست ویکم	۷۷
واقعہ بست ودوم۔	۸۰
واقعہ بست وسوم	۸۳
واقعہ بست وچہارم وبست وپنجم	۸۶
معراج شریف کے فوائد حکمیہ تا صفحہ ۹۲	۸۹
معراج شریف کے فوائد حکمیہ بعنوان تفسیر آیۃ الاسراء صفحہ ۱۰۱ تک	۹۳
تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین	۱۰۳
چودھوین فصل مختصر تذکرہ اُن بعض مہم واقعات مین جو نبوت کے بعد اقامت مکۂ معظمہ کے زمانہ مین پیش آئے صفحہ ۱۰۵ تک۔	۱۰۳
پندرھوین فصل ہجرت مدینۂ طیبہ کے بیان مین	۱۰۵
سولھوین فصل قدوم مدینۂ طیبہ کے	۱۱۰

مضمون	صفحہ
بعض اہم متفرق واقعات مین۔	
سترھوین ۱۷ فصل آپکے غزوات مین اور اُنکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بہ ترتیب سنین صفحہ ۱۳۱ تک۔	۱۱۱
اٹھارھوین ۱۸ فصل وفود کے بیان مین	۱۳۲
اُنیسوین ۱۹ فصل حکام اور اہلکارون کے تعیین کرنے کے بیان مین۔	۱۳۴
بیسوین ۲۰ فصل فرمانون کی روانگی مین ملوک وسلاطین کی طرف۔	۱۳۵
اکیسوین ۲۱ فصل آپکے بعض شمائل واخلاق وعادات کے بیان مین صفحہ ۱۹۱ تک۔	۱۳۸
بائیسوین ۲۲ فصل آپکے بعض معجزات مین صفحہ ۲۰۶ تک۔	۱۹۲
تیئیسوین ۲۳ فصل آپکے بعض اسماے شریفہ مین مع اُنکی مختصر تفسیر کے۔	۲۰۷
چوبیسوین ۲۴ فصل آپکے بعض خصائص مین۔	۲۰۹
پچیسوین ۲۵ فصل آپکے ماکولات و مشروبات ومرکوبات وغیرہ کے بیان مین صفحہ ۲۲۰ تک	۲۱۱
چھبیسوین ۲۶ فصل آپکے اہل وعیال وحشم وخدم کے بیان مین صفحہ ۲۲۳ تک	۲۲۰
ستائیسوین ۲۷ فصل وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر نعمت ورحمت الٰہیہ کے تام اور کامل ہونے کے بیان مین صفحہ ۲۳۷ تک	۲۲۴
اٹھائیسوین ۲۸ فصل آپکے عالم برزخ مین تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل کے بیان مین صفحہ ۲۴۰ تک	۲۳۸
اُنتیسوین ۲۹ فصل آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو میدان قیامت مین ظاہر ہون گے صفحہ ۲۴۵ تک	۲۴۱
تیسوین ۳۰ فصل آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہون گے صفحہ ۲۴۸ تک	۲۴۶
اکتیسوین ۳۱ فصل آپکے افضل المخلوقات ہونے مین صفحہ ۲۵۱ تک۔	۲۴۹
بتیسوین ۳۲ فصل اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے صفحہ ۲۵۶ تک۔	۲۵۲
تینتیسوین ۳۳ فصل آپکے بعض لوازم عبدیت کے بیان مین جو کہ آپکے مراتب علیا سے ہے صفحہ ۲۵۹ تک	۲۵۷
چونتیسوین ۳۴ فصل آپکی شفقت مین امت کے ساتھ صفحہ ۲۶۳ تک	۲۶۰
پینتیسوین ۳۵ فصل آپکے حقوق مین جو امت کے ذمہ ہین۔	۲۶۴
چھتیسوین ۳۶ فصل آپکی توقیر واحترام وادب کے وجوب مین صفحہ ۲۷۷ تک	۲۶۸
سینتیسوین ۳۷ فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت کے بیان مین صفحہ ۲۸۴ تک۔	۲۷۸
اڑتیسوین ۳۸ فصل آپکے ساتھ توسل حاصل کرنے مین دعا کے وقت صفحہ ۲۸۸ تک۔	۲۸۵
اُنتالیسوین ۳۹ فصل آپکے اخبار و آثار کی کثرت ذکر وتکرار کے بیان مین صفحہ ۲۹۲ تک	۲۸۹
چالیسوین ۴۰ فصل زیارت فی المنام کے بیان مین صفحہ ۲۹۵ تک	۲۹۳
اکتالیسوین ۴۱ فصل حضرات صحابہ واہل بیت وعلما کی محبت وعظمت کے بیان مین۔	۲۹۶
فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین	″
فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم	۲۹۷
فضائل علماے باعمل	۲۹۹
چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام۔	۳۰۲
صلوٰۃ کے صیغے	″
سلام کے صیغے۔	۳۰۶
قصیدہ بردہ کے برکات	۳۰۹
ایسے درود شریف جنکے ورد سے خواب مین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے نصیب ہونے کی امید کیجاسکتی ہے	۳۱۰
الروض النظیف کی ایک عربی عاشقانہ نظم جو اُسکے مصنف نے خاتمہ پر لکھی ہے مع اردو ترجمہ کے۔	۳۱۴
ختم کتاب و اعلان کتب	۳۱۵
فہرست کتب مفیدہ اور نشر الطیب کے چھپوانے والے کی مُہر وپتہ وغیرہ۔	۳۱۶

بسم اللہ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد عرض کرتا ہے خیر خواہ خلق اللہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کہ یہ مبارک کتاب (**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب**) جناب رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں جسقدر مستند اور معتبر ہے اسکا بیان نہیں ہو سکتا اور اِسکے مثل دوسری کتاب نظر سے نہیں گذری اسکو بھی حضرت اقدس جناب مولنا محمد **اشرف علی** صاحب تھانوی ظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے جنکی مفید و معتبر تصانیف سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ چونکہ جناب موصوف کی اکثر کتابیں احقر نے طبع کی ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے وہ سب لوگوں کو نسبت دوسری جگہوں کے بہت پسند ہوئی ہیں اسلیے اکثر شائقین حضرات نے مجھ سے اِسکے طبع کی بھی درخواست کی چنانچہ اُنکی درخواست کی منظوری کے بعد اسکی کتابت وغیرہ کا اہتمام کیا گیا اور اسکی تقطیع $\frac{۲۰}{۲۶}$ اسوجہ سے رکھی گئی کہ یہ تقطیع لوگوں کو نہایت پسند ہے اور اس قسم کی کتابیں جیسے آلاسلام کامل تینوں حصّے اور تواریخ حبیب اِلٰہ وغیرہ اسی تقطیع پر ہیں۔ اور اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکی تصحیح کا انتظام جناب مولوی محمد اکرام اللہ خانصاحب و مولوی محمد عبد العزیز صاحب مصححان مطبع مجیدی و قیومی کانپور (صینت عن الفتن و الشرور) کے سپرد کیا گیا اِن دونوں صاحبوں نے نہایت کوشش سے اسکی تصحیح (کاپی و پروف دونوں کی) بخوبی انجام دی۔ اگر بمقتضاے بشریت اب بھی کسی جگہ غلطی رہ گئی ہو تو وہ قابل الزام نہیں اور اِس سے بڑے بڑے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اِس کتاب کے علاوہ حضرت مولانا صاحب کی دوسری کتابیں بھی جیسے **بہشتی زیور کامل**۔ اور **مناجات مقبول** گلابی و سفید مع ٹیٹل طلائی مینا کار کے میرے کتب خانہ سے باہتمام خاص طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے آجکل مولانا روم کی مثنوی کے چھٹے دفتر کی شرح کلید مثنوی بزبان اُردو حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کی تصنیف کی ہوئی نہایت عمدہ طیار ہو رہی ہے اور اِسکے ہر شعر کے نیچے اُردو با محاورہ ترجمہ بھی لکھا گیا ہے جسقدر تصوّف اور درویشی کی باتیں اس دفتر اور اسکی شرح کلید مثنوی میں ہیں دوسرے دفتروں میں نہیں ہیں۔ چونکہ یہ بہت بڑی شرح ہے اسلیے اسکے متعدد حصّے کر دیے ہیں پہلا حصّہ پہلے ملیگا اسکے بعد دوسرے حصّے ملینگے

ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور مورخہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء

LIBRARY

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ الذی من علی المؤمنین۔ اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

امابعد یہ گرسنۂ رحمت غفار و تشنۂ شفاعت سید الابرار صلے اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار۔ واصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمایش تھی کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاوین کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپکے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنون اتفاق سے پیہم چند دیندار دوستون کے خطوط عہ اسی استدعا مین آئے جنمین مجموعا اس غرض کی اسطرح تقریر کی گئی

عہ بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خانصاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبد الحکیم خانصاحب کا اور الہ آباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ

کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل مین لکھے ہین کوئی شخص اُسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ مین نمازی جمع ہوگئے اُن کو سُنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور اُن کو سُنا دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت واہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھدیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد باُمید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد محبت بر رعایت طرق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہوگیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک مین یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اسمین مناسب مواعظ ونصائح بھی بڑھا دیے جاوین سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ[ع] وگرانی وتشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات والحاد وکثرت فسق وفجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہین ایسے آفات کے اوقات مین علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت احادیث وتالیف روایات اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہین چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین[ع] کی تالیف اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور ومعروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد

ع یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کردیے ۱۲ منہ

ع جیسا کہ اس سال کے شروع کرنے سے پہلے سے زلزلے آچکے تھے ۱۲ منہ

ع حصن حصین کی تو خود خطبہ مین لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہوگیا تھا جب کوئی تدبیر مؤثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہوگئی ۱۲ منہ

ہوئی کہ اس رسالہ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگی جابجا اُس مین درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سُننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے کہ حق تعالے ان تشویشات سے نجات عہ دین چنانچہ اسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اَب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے عہ الحمد للہ علے ذلک اور نیز رسالۂ ہذا مین جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت مین معیت اور شفاعت کی اُمید ہے یہ اعظم مقاصد سے ہین غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے اِن وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالی اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا وما بطن کا دونون عالم مین فرما دین آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ تعالی علیہ وبارک وسلم ابد الآبدین و دہر الداہرین۔ اور رسالۂ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہون مقدمہ مین

عہ چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالی یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے کیونکہ اَب تک یہ رسالہ شائع نہین ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد و امصار و قری مین طاعون کا اشتداد اور امتداد رہا اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک ساتوان مہینہ ہے امن نہین ہوا مگر بفضلہ تعالی یہان خود کچھ بھی اثر نہین ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہان طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہون کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا سو مین یہ بھی امید کرتا ہون کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہان جہان اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالی ہر قسم کا امن و سکون میسر ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی بی حدیث قدسی مین ارشاد ہے ۱۲ منہ

عہ ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے مضامین فضائل مین ہے اُس مین اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہے ۱۲ منہ

رسالۂ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول مین مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہین خاتمہ مین بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہونگے و باللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ و نعم الرفیق

مقدمہ مشتمل تین مضمون پر

مضمون اول اس رسالہ کے لکھنے کیوقت یہ کتابین میرے پیش نظر تھین۔ مشکوٰۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔ زاد المعاد ابن القیم۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہ[عہ] فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو انھون نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب آلہ۔ قصیدہ[عہ] بردہ۔ الروض النظیف۔ (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔

مضمون دوم۔ ان خطوط فرمائشی مین سے ایک خط مین اس استدعا کا تو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اسمین مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاوین اور ایک خط مین یہ استدعا تھی کہ کہین کہین مناسب لطائف و نکات بھی لکھدیے جاوین اور سیر و احوال کی استدعا تو سب مین مشترک و در اصل مضمون تھا اسلیے احقر نے اول اس رسالہ کو بلحاظ انہی تینون مضامین کے تین باب پر منقسم کرنے کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ مین ہو اور اس باب کا نام **باب الاخبار** ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ مین ہو اور اسکا نام **باب الانوار** ہو

[عہ] یہ رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن مین آئی لہذا یہ فرمائش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ مین رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن مین ظاہریت غالب ہے نواب صاحب کے انتساب سے ان کے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ

[عہ] رسالہ مین جہان من القصیدہ کہون گا مراد اس سے یہی قصیدہ ہوگا اور جہان من الروض کہون گا اس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ مین ہوا اور اُسکا نام **باب الاسرار** ہوتا کہ اگر کبھی وقت کم ہوا اور مجمع مین اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوے جنکو صرف حالات کا سُننا بھی نافع ہوسکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کرلیا جاوے۔ اور اگر کہین مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہین اہل علم و اہل فہم جمع ہوگئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کرلیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب اخیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام انتفاع مین تکلف ہوتا اسلیے یہ تجویز موقوف کرکے اخبار کو متن مین اور کسی کسی موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی مین رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہین موقع ہوا اُسکو حاشیہ مین دیکھکر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کرکے چند فصلین لکھی تھین پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا (یاد نہین رہا) توقف ہوگیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندھلہ مین نظر پڑا اُسکی جزالت و بلاغت کو دیکھکر دل چاہا کہ اِسکو تمامہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اِس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم مین سمجھا جاوے پس جہان سے وہ شروع ہوگا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کردونگا ایک مین اصل رہیگا دوسرے مین ترجمہ اور اُتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھدینا مناسب معلوم ہوا اور بمصلحت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خانصاحب سلمہ بستوی

مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کیجاوے اور طبع کے لیے اُن کو دیا جاوے چنانچہ اسکا وعدہ[عہ] کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۳۲۸ھ میں اسکا قصد کیا گیا۔ **مضمون سوم** اس رسالہ میں بعض بعض مقام[عسہ] پر شوق میں اشعار لکھدیے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاویں فقط۔ اللّٰہُ المُستَعَانُ وَعَلَیہِ التُّکلَانُ۔

الفصول

پہلی[سہ] فصل نور محمدی کے بیان میں۔ **پہلی روایت** عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجکو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر[للعہ] اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اُسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اُسوقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے

[عہ] مگر اُنکی اجازت سے مدرسہ دیوبند میں طبع کرایا گیا ۱۲ [عسہ] اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہیں اور اُنکے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہیں ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ اروفو الخطیف کے اشعار ہیں اور اسی طرح اُن کے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اُسکا نہیں ہے ۱۲ منہ

[سہ] روایات ہذا الفصل کلھا من المواہب ۱۲ منہ [للعہ] الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالےٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ

چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے **ف** اس حدیث سے نور محمدیؐ کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے اُن اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اِس حدیث میں منصوص ہے

دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے عــہ (یعنی اُنکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے

عــہ ظاہرا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہراً اُس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اس مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اُس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اسطرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اُسکا جزو نہ ہو بلکہ کسی طریق سے محض اُسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ

عــہ اور اُسوقت ظاہر ہے کہ آپکا بدن تو بنا ہی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدیؐ کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تو تمام اشیاء مخلوقہ کی اُن کے وجود سے متقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اِسکی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہ تھا اسلیے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ اُسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد میں مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد ۱۲ منہ

اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے **ف** اور مشکوٰۃ مین شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے **تیسری**[عـ] **روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان مین تھے (یعنی اُنکے تن مین جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذیؒ نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے **ف** اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبیؓ کی روایت مین بھی آئے ہین امام احمدؒ نے اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ مین اور ابو نعیمؒ نے حلیہ مین اُسکو روایت کیا ہے اور حاکمؒ نے اُسکی تصحیح کی ہے **چوتھی روایت** شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان مین تھے جبکہ مجھ سے میثاق[عـه] (نبوۃ کا) لیا گیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح الآیۃ) روایت کیا اسکو ابن سعدؒ نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق **پانچوین روایت** احکام ابن القطان مین منجملہ اُن روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہین حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدینؒ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور مین ایک نور تھا **ف** اس عدد مین

[عـ] اس حدیث مین بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ

[عـه] حدیث بالا مین جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب مین نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقینا موقوف ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر مین میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہے نہ عقل ۱۲ منہ۔

کم کی نفی ہے زیادتی کی نہین پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہہ نہ کیا جاوے رہگئی تخصیص اسکے ذکر مین سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اُسکو مقتضی ہو **چھٹی روایت** ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو مین سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؓ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیا سے تقدم کیسے ہوگیا حالانکہ آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے اُنھون نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتون مین سے اُنکی اولاد کو (عالمِ میثاق مین) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو سب سے اوّل (جواب مین) بلیٰ (یعنی کیون نہین) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب انبیا سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر مین مبعوث ہوے **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہوگیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہین اسی لیے اس روایت کو کیفیات نور مین لانا مناسب سمجھا اور شعبی کی روایت مین آپ سے قبل آدمؑ میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیر سے ہو جب اُس حدیث کے ذیل مین اسطرف اشارہ بھی کیا گیا ہے **ساتوین روایت** جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینۂ طیبہ مین واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دیجیے کہ کچھ آپکی مدح کرون (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اسلیے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمھارے منھ کو سالم رکھے اُنھون نے یہ اشعار آپکے سامنے پڑھے

من قبلها طبت فی الظلال وفی　　مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهیمن عه من خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق عه

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ مین خوش حالی مین تھے اور نیز ودیعت گاہ مین جہان (جنت کے درختون کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔ (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام مین تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایون مین تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت مین مفسرین نے کہا ہے فمستقر ومستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصے کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اُتر گیا تو درختون کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اُسوقت بھی آپ مستودع مین تھے) اسکے بعد آپنے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اُسوقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق کیونکہ یہ حالتین جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہین اور ہبوط کے وقت جنین ہونیکا انتفا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ

عه قوله المهیمن صفة للبیت وعلیاء مفعول لاحتوی وتحتها النطق جملة حالیة من علیاء والنطق نواح و اوساط من الجبال شبهت بالنطق التی تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا فی ارتفاعه وتوسطه فی عشیرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب عه نقطع المفازة ۱۲

آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آبا مین محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) مین سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بُت اور اُسکے ماننے والون کے لبون تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

زجودش گر نگشتی راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آبا کے مختلف طبقات مین یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ اسی سلسلہ مین) آپ نے نار خلیل مین بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکی صلب مین مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہان تک کہ آپکا خاندانی شرف جو کہ (آپکی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف مین سے ایک ذروۂ عالیہ پر جاگزین ہوا جسکے تحت مین اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقون کے) تھے خندف لقب ہے آپکے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہؒ کا یعنی اُنکی اولاد مین سے آپکے خاندان اور دوسرے خاندانون مین باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ مین اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجون مین ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اسطرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو اِن سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپکے نور سے آفاق

عـــھ کذا فی القاموس ۱۲

منور ہوگئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستون کو قطع کر رہے ہین۔

ومن القصیدة

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ
فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ اور ہر معجزہ جسکو رسولان کرام لائے سوائے اسکے نہین کہ وہ معجزہ اُن کو صرف بدولت حضور پُرنور ہوا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہین اور انبیاء علیہم السلام اُس آفتاب کے اقمار و کواکب ہین ۱۲ عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

دوسری فصل سابقین مین آپ کے فضائل ظاہر ہونے مین

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح مین روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

عہ ظاہر ہے کہ جنت کے سایون مین ہونا اور کشتی نوح مین ہونا اور نار خلیل مین ہونا یہ سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے گو کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہراً ان مراتب مین صرف آپ کا وجود بالقوہ مراد نہین ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام مین مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اورون کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزء مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح امادہ کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو تو یہ قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا بسبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اُس جزء مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزو کے وارد فی النار ہونیکے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہین وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہین کہا جاتا۔ پس یہ امر خارجی آپ کی روح مبارک ہے جسکا تعلق اُس جزو مادی سے ہے کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل والخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپکے نور مبارک کے لیے ثابت ہوگئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلیے حدیث تقریری ہے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا ۱۲ منہ عہ بجز احادیث مشکوٰۃ کے اسمین سب روایات مواہب سے منقول ہے ۱۲ منہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو مین تمکو پیدا نہ کرتا **ف** اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو اُنھون نے (جناب باری تعالیٰ مین) عرض کیا کہ اے پروردگار مین آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہون کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز مین نے اُنکو پیدا بھی نہین کیا۔ عرض کیا کہ اے رب مین نے اسطرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو مین نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایون پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط سو مین نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپکے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع مین وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہین اور جب تم نے اُنکے واسطے سے مجھسے درخواست کی ہے تو مین نے تمھاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو مین تمکو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل مین عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبد الرحمن متفرد ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہی کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمھاری اولاد مین سب انبیا سے آخری نبی ہین **ف** یہان بھی مثل فائدہ

بالا کے سمجھنا چاہیے **تیسری** روایت ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان مین ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوّا علیہما السلام سے قربت کرنا چاہا تو اُنھون نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب مین انکو (مہر مین) کیا چیز دون؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ **چوتھی** روایت احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث مین جسکا اوّل کا حصہ فصل اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط[عہ] حصّہ یہ ہے کہ آپنے) فرمایا کہ مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہون اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (کا محکی عنہ) ہون **ف** اسمین اشارہ ہے دو آیتون کے مضمون کی طرف **اوّل** ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا اُمۃ مسلمۃ لک الی قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم الخ **ثانی** یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی اوّل آیت مین ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا ہے کہ ہماری اولاد مین ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت مین ایک ایسا پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ بجز آپ کے اور کوئی پیغمبر ایسے نہین کہ دونون حضرات کی اولاد مین ہون۔ اور دوسری آیت مین عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ مین بشارت دینے والا ہون

[عہ] اور اسکا آخری حصّہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آوے گا ۱۲ منہ

ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آوینگے جنکا نام احمد ہوگا۔ **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ تورات مین آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہمنے تمکو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمّیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے امت محمدیہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک اُمّی جماعت ہین) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہین مین نے آپ کا نام متوکّل رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہین اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازارون مین شور مچاتے پھرتے ہین اور بُرائی کا بدلہ بُرائی نہین کرتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور بخشدیتے ہین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہان تک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدّل بہ ایمان نہ کردین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگین اور یہان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھون کو اور ناشنوا کانون کو اور سربستہ دلون کو کشادہ نہ کردین (مطلب یہ ہے کہ جب تک دین حق خوب پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) **چھٹی روایت** مشکوٰۃ مین مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے نقل کرتے ہین اُسمین لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہین ۔ بدی کا بدلہ بدی نہین دیتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور درگذر فرماتے ہین مکہ اُن کی جائے ولادت ہے اور مدینہ اُنکا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے

ف چنانچہ بعد خلفائے راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہان سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی **ساتوین روایت** مشکوٰۃ مین ترمذی سے بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ توریت مین نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپکے ساتھ مدفون ہونگے **ف** ان اخیر تین روایتون کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہین اول اور اخیر صحابی ہین اور اوسط تابعی ہین اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہین چنانچہ دو آیتون کا مضمون تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح مین مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتین اور مذکور ہوتی ہین پہلی آیتونکو ملاکر پانچ ہو گئین **تیسری آیت** سورۂ اعراف مین فرمایا اللہ تعالے نے ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہین رسول نبی امی کی جنکا ذکر اسطرح لکھا ہوا پاتے ہین توراۃ مین اور انجیل مین کہ اُن لوگون کو نیک کام بتلاوینگے اور بُری بات سے منع کرینگے اور ستھری چیزون کو اُنکے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزون کو حرام کرینگے اور جو احکام بہت سخت اور گران تھے اُنکو موقوف کر دینگے **چوتھی**[عہ] **آیت** سورۂ فتح مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول ہین اور اُنکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہین اور ان سب کی صفت توریت وانجیل مین اس اس طرح سے موجود ہے **پانچوین آیت** سورۂ بقرہ مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُنکے علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ مین آپکے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُنپر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُنکے پاس جانی پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن وصاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہو گئے **ف** یہ استفتاح اور معرفت ان لوگون کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم ہوا اسی معرفت کو اسی سورۂ بقرہ کی ایک آیت مین اسطرح فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم

[عہ] ترددہ للاختلاف فی التفسیر ۱۲ منہ

وَمِنَ الْقَصِيدَة

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ ۱۲
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ
وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ
مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم صورت وسیرت مین سب انبیا علیہم السلام سے بڑھ گئے ہین اور وہ سب حضرات آپ سے علم و کرم مین لگّا نہین کھاتے اور تمام انبیاء علیہم السّلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہین آپ کے دریاے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ لے آپ کے علم کے باران بسیار یا ہمیشہ برسنے والے سے۔ اور تمام انبیاء علیہم السّلام آپ کے حضور مین اپنی حد اور مرتبہ کے مواق کھڑے ہین اور وہ اُنکی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتون کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲ عطر الوردہ

تیسری فصل آپ کے شرف و نزاہت نسب مین

پہلی روایت مشکوٰۃ مین ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین محمد ہون عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجکو اچھے گروہ مین بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان مین دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجکو اچھے فرقے یعنی عرب مین بنایا پھر عرب مین کئی قبیلے بنائے اور مجکو سب سے اچھے قبیلہ مین پیدا کیا یعنی قریش مین پھر قریش مین کئی خاندان بنائے تو مجکو سب سے اچھے خاندان مین پیدا کیا یعنی بنی ہاشم مین پس مین ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہون اور خاندان مین بھی سب سے اچھا ہون الخ **دوسری روایت** حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہین پیدا ہوا ہون آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک

یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھکو نہین پہونچا (یعنی زمانۂ جاہلیت مین جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُمہات سب اُس سے منزہ رہے پس میرے نسب مین اسکا کوئی میل نہین ہے) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگون مین سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہین ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب مین بھی دخل نہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہین ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھکو ہمیشہ اصلاب طیّبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفّٰی مہذّب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علیٰ ہذا) مین بہترین شعبہ مین رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابو نعیم مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہین اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین تمام مشارق و مغارب مین پھرا سو مین نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط مین بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایان ہین کذا فی المواہب **ف** حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر مین گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچوین روایت مشکوٰۃ مین مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد مین سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ مین سے قریش کو اور قریش مین سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجکو اور ترمذی کی روایت مین یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا من الروض۔

أَكْرِمْ بِهِ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُهُ أَصْلًا وَفَرْعًا وَقَدْ سَادَتْ بِهِ الْبَشَرُ
آپکا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اس کے مواد پاکیزہ ہین اصل مین بھی اور فرع مین بھی اور آپکے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا
مُطَهَّرٌ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَشُوبُهُ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَلَا كَدَرُ
وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اس مین کبھی آمیزش نہین ہوئی نہ نقص کی نہ کدورت کی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
اے پروردگار ابد الآباد تک درود اور سلام بھیجیے اپنے حبیب پر جن سے زمانون کی زینت ہوگئی

چوتھی فصل آپ کے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے مین آپ کے والد ماجد وجد امجد مین

پہلی روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور اُنھون نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اُنھون نے اپنے باپ سے اور اُنھون نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب مین منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم مین سوگئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہے سر مین تیل پڑا ہوا ہے اور حسن وجمال کا لباس زیب بر ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہین یہ کس نے کیا ہے انکے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ معلوم کرلو کہ رب السموات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اُنھون نے اول قیلہ سے نکاح کیا اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپکے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئین اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا نور اُنکی پیشانی مین چمکتا تھا اور جب قریش مین قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالی کے ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالی ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم رحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب **دوسری روایت** ابو نعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے بطریق عطا سے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اُس نے عبد اللہ کے چہرے مین نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کر دیا کذا فی المواہب **تیسری روایت** جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکے پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اُسوقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی مین گول بطور ہلال کے نمود ہو کر خوب درخشان ہوا یہان تک کہ شعاع اُسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے یہ بات دیکھکر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اسطرح میری پیشانی مین جو چمکا یہ دلیل ہے اِس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہین گے۔ اور عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبد المطلب اُنکے چھڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہی اُسنے باین حیثیت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی اُنکے چہرے سے نمایان تھی اُنکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُنکو اپنے برابر بٹھلا لیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُسکے بادشاہ ہیبت مین آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب آلہ لمولانا عنایت احمد رحمہ من الروض

مَا فِيهِ إِلَّا هُمَامٌ قَدْ سَمَا عِظَمًا أَوْ سَيِّدٌ نَحْوَ فِعْلِ الْخَيْرِ مُبْتَدِرٌ

آپکے سلسلۂ نسب مین بڑے ہی بڑے ہین جو عظمت مین انتہا کو پہنچ گئے ہین یا ایسے سردار ہین کہ محل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہین

حَتّٰی بَدَا مُشْرِقًا مِّنْ وَّالِدَیْہِ وَقَدْ
یہانتک کہ آپ منور ہو کر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اور حالت یہ تھی
تَجَمَّلَتْ بِحُلَاہُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
کہ آپکے انوار سے شمس و قمر بھی صاحب جمال ہو گئے تھے
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

پانچویں فصل آپ کے بعض برکات میں جب آپ بصورت حمل بطن مادر میں مستقر ہوئے

پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل میں آئے تو اُن کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقۂ شام کے محل اُن کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا **تیسری روایت** نیز آپکی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک و سہل ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **ف** محاورہ میں اس عبارت کے معنی مساوات کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبک یہ کہ گراں نہ تھا اور سہل یہ کہ اسمیں کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ میں ہے کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایسا ثقل ہو جسکی شکایت عورتوں سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل ابتدائے علوق (یعنی حمل) میں تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال میں یہ حمل

ع میں کہتا ہوں کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہیں ہوتا پس عین ثقل میں بھی باین معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات میں تعارض نہ رہا ۱۲ منہ

عادت معروف سے خارج تھا الخ من الروض۔

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِيْبِ بِهٖ ‏ وَلَيْسَ فِيْ حَمْلِهَا كَرْبٌ وَّلَا ضَرَرٌ
یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہو گئین ‏ اور اُن کے حمل مین نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ‏ عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ مین

پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُسمین سے عطاء اور ابن عباس بھی ہین کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہین کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جُدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھون پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب **ف** اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث مین اسطرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے عــہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے ورؤیا امی التی رأت اور اُس مین یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذلک امہات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائین ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہین۔ اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی

عــہ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جسکا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ مین لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آنے مین اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے مین جیسا آگے تیسری روایت مین آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم و شام مکے سے بہت فاصلہ پر ہین اور اتنے فاصلے پر نظر آنے مین خود کرویت مانع ہے۔ جواب یہ ہے کہ بعض نور کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹوری مین پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع وغروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہین پس اگر اس نور کی خاصیت ہے اور زیادہ مرتفع نظر آجاوین تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

عن العرباض بن ساریۃ و قال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان و الحاکم۔ کذا فی المواہب **دوسری روایت** عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان الثقفیہ سے جنکا نام فاطمہ بنت عبد اللہ ہے روایت کرتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپکے تولد کے وقت مین نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہوگیا اور ستارون[ع] کو دیکھا کہ زمین سے اسقدر نزدیک آگئے کہ مجکو گمان ہوا کہ مجھپر گر پڑینگے روایت کیا اسکو بیہقی نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھون پر آئے اور (موافق معمول بچون کے) آپ کی آواز نکلی تو مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے رحمك الله (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالی کی رحمت ہو) شفا کہتی ہین کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہان تک کہ مین نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر مین نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہین بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات مین ذکر نہین کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھپر ایک تاریکی اور رعب اور لرزہ چھاگیا اور آپ میری نظر سے غائب ہوگئے سو مین نے ایک کہنے والے کی آواز سُنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہان لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہین کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل مین رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نے آپکو مبعوث

[عہ] اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس خبر کے واقعہ مین کوئی تردد ہی نہین اور اگر دن مین ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستارون کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا اور احقر کے نزدیک سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اُسوقت ستارے بھی نمایان ہوتے ہین اور اسکو عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہین پس دونون قول مطابق بھی ہوجاوینگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

فرمایا پس اول اسلام لانے والون مین ہوئی۔ کذا فی المواہب **ف** مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہین ہوئی دوسری روایات مین مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمامة شاید تخصیص ذکری اس روایت مین بنابر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفت مین رب المشارق فرمایا گیا ہے **چوتھی روایت** اور منجملہ آپکے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہین کسریٰ کے محل مین زلزلہ پڑجانا اور اُس سے چودہ کنگرون کا گر پڑنا۔ اور بحیرۂ طبریہ کا دفعۃً خشک ہوجانا۔ اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابو نعیم نے اور خرائطی نے ہواتف مین اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **ف** یہ واقعات اشارہ ہین زوال سلطنت فارس و شام کی طرف واللہ اعلم **پانچوین روایت** فتح الباری مین سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپنے شروع ولادت مین کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبرین دینا آپکے تولد شریف سے مذکور ہین۔ [ع]

چھٹی روایت بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی سے نقل کیا ہے کہ مین سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا ایکدن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی سو سب جمع ہوگئے اور مین سن رہا تھا کہنے لگے تجکو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب مین طلوع ہوگیا جسکی ساعت مین آپ پیدا ہونیوالے تھے۔ [ع]

[ع] اور اہل تنجیم و کہانت کی خبرین اس نظر سے ذکر نہین کین کہ یہ دونون خبرین شرع مین معتبر ہین اور کتب سابقہ کی خبرین فی نفسہٖ صحیح ہین جبکہ اُنمین تحریف کا احتمال نہو اور ظاہر ہے کہ اپنی مضر خبر دینا دلیل یقینی ہے کہ اسمین تحریف نہین ہوئی اور جن علما نے انکے اقوال ذکر کیے ہین بقصد حجت الزامیہ ذکر کیے ہین اور یہ قصد صحیح ہے ولکل وجهة هو موليها ۱۲ منہ

[ع] اس سے شبہہ فن تنجیم کے صحیح ہونیکا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپکی تولد مین مؤثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہین آیا بلکہ معنی یہ ہین کہ اُسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپکے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلادے کہ ہمارا فلان نائب ہمارا فرستادہ فلان ماہ کی فلان تاریخ کو پہونچے گا تو اسکے وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

کذا فی المواہب سیرۃ ابن ہشام مین یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہین کہ مین نے سعید بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی اُنھون نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر مین تشریف لائے ہین تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال عمر مین زیادہ ہوئے تو اُنھون) نے یہ قول یہودی کا سات سال کی عمر مین سُنا **ساتوین روایت** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکے مین آرہا تھا سو جس شب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُسنے کہا اے گروہ قریش کیا تم مین آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اُنھون نے کہا کہ ہم کو معلوم نہین کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اسکے دونون شانون کے درمیان مین ایک نشانی ہے (جسکا لقب مُہر نبوت ہی) چنانچہ قریش نے اسکے پاس سے جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اُنھون نے آپ کو اُن لوگون کے سامنے کردیا جب اُس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرین گے کہ مشرق و مغرب سے اسکی خبر شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری مین کہا ہے۔ کذا فی المواہب

مِنَ الْقَصِیْدَۃ

---

[1] اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاٍ مِّنْہُ وَمُخْتَتَمٖ
[2] یَوْمٌ تَفَرَّسَ فِیْہِ الْفُرْسُ اَنَّہُمْ

[1] آپکے زمان ولادت نے (بسبب ظہور امور غریبہ کرامات عظیمہ) آپ کی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کردیا اے قوم (پس) کیسی خوشبو تم حاضر ہوا اور آپ کے حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دیکھو (اور اسے زمان ۶۲)

[2] آپ کی پیدائش کا روز وہ مبارک روز ہے کہ اہل فارس

قد اُنذروا بحلول البؤس والنقم
وبات ایوان کسریٰ وهو منصدع
کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم
والنار خامدة الانفاس من اسف
علیه والنهر ساهی العین من سدم
وساء ساوة ان غاضت بحیرتها
ورد واردها بالغیظ حین ظمی
کأن بالنار ما بالماء من بلل
حزناً وبالنار ما بالماء من ضرم
والجن تهتف والانوار ساطعة
والحق یظهر من معنی ومن کلم
عموا وصموا فاعلان البشائر لم
تسمع وبارقة الانذار لم تشم
من بعد ما اخبر الاقوام کاهنهم
بأن دینهم المعوج لم یقم
وبعد ما عاینوا فی الافق من شهب
منقضة وفق ما فی الارض من صنم
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

تھے اپنی فراست سے (کہ اسوقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور کچھ اوضاع فلکیہ) دریافت کرلیا کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ آگیا زوال سلطنت اور پیش آنے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) وہ آگیا ۱۲ ع سہ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت با سعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا ۱۲ ع کہ (آپکے میلاد شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر روشن تھی) بسبب رنج کے (جو بطلان کی دلیل ہے) سرد ہوگئی اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود ہوئی کہ گویا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے کھالے میں جا پڑی ۱۲ ع شہ اور اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُسکے دریاچہ کا پانی خشک ہوگیا اور اُسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹایا گیا یا اُسنے اسکو تشنہ لوٹایا ۱۲ ع ثہ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہوگئی جو پانی میں ہوتی ہے بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب حاصل ہوگیا جو آگ میں تھا ۱۲ ع شہ اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کررہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر ہو رہے ہیں اور حق ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے (مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل آواز ہاتف کے) ۱۲ ع شہ منکرین اندھے ہوگئے اور بہرے ہوگئے کسو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ ع شہ اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا اس امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ اُن کا ناراست و کج دین آئندہ قائم نہیں رہے گا اور (وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے اور بہرے ہوگئے) بعد دیکھنے شعلہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے مثل اوندھے اور منہ کے بل گرنے بتہائے روے زمین کے ۱۲ عطر الوردہ۔

ساتویں فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ میں **یوم و تاریخ** سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارھویں كذا في الشمامة۔ **ماہ** سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ **سنہ** سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس^عہ دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد كذا في الشمامة۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قاله الزركشي بعض نے طلوع فجر كذا في الشمامة۔ **مکان** بعض کے نزدیک مکہ میں بعض کے نزدیک شعب^للعہ میں بعض کے نزدیک ردم میں بعض کے نزدیک عسفان میں كذا في الشمامة عن المواهب۔

بالدال موضع بمکہ کذا فی القاموس

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهٗ اَيْضًا وَنَقْلَتُهٗ لِيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرُ

اور آپ کی ولادۃ شریفہ اور وفات شریف دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

آٹھویں فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت میں **پہلی روایت** ابن شیخ نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ (كذا في المواهب) **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ کہتی تھیں کہ انھوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے

عہ اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل میں نور محمدی عبدالمطلب کی جبین میں نمایاں ہوا تھا یہ شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہیں جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اسکا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ عسہ چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل میں وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ مسہ اشہر قول اول ہے دوسرے اقوال یا ضعیف ہیں یا قابل تاویلات مناسبہ ۱۲ منہ للعہ شاید یہ وہی شعب ہے جس میں قریش ملاعین کے تعاہد و تحالف کے وقت ابوطالب آپ کو لے کر رہے تھے جسکا قصہ گیارہویں فصل میں آتا ہے ۱۲ منہ

دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اوّل جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللّٰہ اکبر کبیرا والحمد للّٰہ کثیرا وسبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لیجاتے اور لڑکون کو کھیلتا دیکھتے مگر اُن سے علٰحدہ رہتے (یعنی کھیل مین شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہین دور نہ جانے دیا کرتین ایک بار اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی (رضاعی) بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش مین نکلین یہان تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگین کہ اِس گرمی مین (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ امّان میرے بھائی کو گرمی ہی نہین لگی مین نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو اِن پر سایہ کیے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہان تک کہ اِس موقع تک اسی طرح پہونچے۔ کذا فی المواہب **چوتھی روایت** حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے روایت ہے کہ مین (طائف سے) بنی سعد کی عورتون کے ہمراہ دودھ پینے والے بچون کی تلاش مین مکے کو چلی (اِس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اُس سال سخت قحط تھا میری گود مین میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُسکو کافی ہوتا رات بھر اُسکے چلاّنے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا مین ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکے آئے تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سُنتی کہ آپ یتیم ہین کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر اِن کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) مین نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہین

معلوم ہوتا کہ مین خالی جاؤن مین تو اُس یتیم کو لاتی ہون شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالےٰ برکت کرے غرض مین آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود مین لیکر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا غرض اُسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری اور اسکے قبل سونا میسر نہین ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچے کو لائی مین نے کہا ہان مجکو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکّے سے روانہ ہوئے اور مین آپ کو لیکر اُسی درازگوش پر سوار ہوئی پھر تو اُسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتین تعجب سے کہنے لگین کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جسپر تم آئی تھین مین نے کہا ہان وہی ہے وہ کہنے لگین کہ بیشک اسمین کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہونچے اور وہان سخت قحط تھا سو میری بکریان دودھ سے بھری آتین اور دوسرون کو اپنے جانورون مین ایک قطرہ دودھ نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہون سے کہتے کہ ارے تم بھی وہان ہی چراؤ جہان حلیمہ کے جانور چرتے ہین مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ مین کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہان تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور مین نے آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچون سے بہت زیادہ تھا یہان تک کہ دو سال کی عمر مین اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپکو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہین اسلیے آپ کی والدہ سے اصرار کرکے وبا کے بہلانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے

ساتھ مواشی مین پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھسے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیون نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ مین اسی حال مین چھوڑ کر آیا ہون سو ہم دونون گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہین مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے مین نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجکو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُسمین کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہین کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو اِن کے گھر پہونچا آ۔ مین والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگین کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیون لے آئی؟ مین نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور مین اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اسلیے لائی ہون۔ اُنھون نے فرمایا یہ بات نہین سچ بتلا؟ مین نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگین تجکو انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگین ہرگز نہین واللہ شیطان کا انپر کچھ اثر نہین ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر اُنھون نے بعض حالات حمل و ولادت کے بیان کر کے کہا (جو پانچوین فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر مین مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرة ابن ہشام **ف ۱** اس روایت مین متعدد واقعات پُر کرامات مذکور ہین جیسا کہ ظاہر ہے **ف ۲** اور حلیمہؓ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور حذامہ کے بھائی ہین اور یہ حذامہ شیما کے نام سے مشہور ہین اور یہ سب اولاد ہین حارث بن عبدالعزیٰ کی جو شوہر ہین حلیمہؓ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامة و زاد المعاد **پانچوین روایت** محمد بن اسحٰق نے

ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعًا ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی امت کے دس آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو مین بھاری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر انکو انکی تمام اُمت سے وزن کروگے تب بھی یہی وزنی نکلینگے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف ۱** اِس جملہ مین آپ کو بشارت سُنادی کہ آپ نبی ہونے والے ہین **ف ۲** اور شق صدر اور قلب مطہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا مین ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے بماہ[ع۵] رمضان غار حرا مین۔ چوتھی بار شب معراج مین اور بار پانچوین ثابت نہین کذا فی شمامۃ بتغیر یسیر۔ شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ نے تفسیر سورۂ الم نشرح مین اِسکے متعلق نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اِسلیے تھا کہ آپکے دل سے حب لہو ولعب جو لڑکون کے دل مین ہوتی ہے نکال ڈالین۔ اور دوسری بار اِسلیے کہ جوانی مین آپکے دل مین رغبت ایسے کامون کی جو بمقتضاے جوانی خلاف مرضی آلہی سرزد ہوتے ہین نہ رہے۔ اور تیسری بار اِسلیے کہ آپکے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت[ع۶] کی ہو کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہؓ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت مین تھا۔ اور لڑکپن مین کبھی آپنے بول و براز کپڑے مین نہین کیا بلکہ دونون کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپکو اُٹھا کر جا ضرور

[ع۵] یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول مین کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ

[ع۶] عطف ہے عالم ہیئۃ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ناسوتی مقدر ہے اور لاہوت مراتب آلہیہ سے ہے ۱۲ منہ

پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقًا اُٹھ جاتا تو فرشتے فورًا ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ مین ایک بار بچون کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لُنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے مین نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن مین انسان مکلّف بھی نہین ہوتا اور طبعًا و عرفًا بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہین سمجھا جاتا) دفعةً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس مین نے فورًا باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرة ابن ہشام۔ **ساتوین روایت** ابن عساکر نے حلیمہؓ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ مین مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط مین تھے قریش نے کہا اے ابوطالب چلو پانی کی دعا مانگو ابوطالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اسقدر حسین جیسے بدلی مین سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُسوقت ابوطالب کی پرورش مین تھے) ابوطالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان مین کہین بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغر سنی مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ **آٹھوین روایت** ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر مین سفر تجارت شام کو گئے راہ مین بحیرا راہب نصاریٰ کے پاس اتفاقِ قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلے کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالمون کے ہین اور اہل کتاب اور یہود اور نصاریٰ انکے دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابوطالب نے مال تجارت

وہین بیچا اور بہت نفع پایا اور وہین سے مکے کو پھر آئے کذافی تواریخ حبیب الٰہ ف سیرۃ ابن ہشام مین یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔ **نوین روایت** آپ جب ابوطالب کی کفالت و تربیت مین تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہوجاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذافی الشمامۃ۔

من الروض

وَبَاهَنَا ابْنَةِ سَعْدٍ وَهِيَ قَدْ سَعِدَتْ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی کہ اُنکو ایسی سعادت
سَعَادَةً قَدْرُهَا بَيْنَ الْوَرٰى خَطِرُ
حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق مین عظیم ہے

اِذْ اَرْضَعَتْ خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمُ
کیونکہ اُنھون نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا
هٰذَا هُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْكٌ وَّلَا وَزَرُ
یہ بڑی کامیابی ہے اسکی برابر بادشاہی نہ وزارت

رَاَتْ لَهُ مُعْجِزَاتٍ فِي الرَّضَاعِ بَدَتْ
اُنھون نے آپکے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت میں ظاہر ہوئے
وَشَاهَدَتْ بَرَكَاتٍ لَيْسَ تَنْحَصِرُ
اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصر نہیں ہو سکتا

وَحَدَّثَتْ قَوْمَهُ اَهْلُ الْكِتٰبِ بِمَا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے
يَكُوْنُ مِنْ شَاْنِهٖ مُذْ شَخْصَهُ نَظَرُوْا
حالات بیان کیے جب سے کہ آپ کو دیکھا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

نوین فصل اُنکے نامون مین جنکے متعلق آپ کی تربیت رضاع یکے بعد دیگرے ہوتا رہا۔ آپ زمانہ حمل مین تھے کہ آپکے والد عبداللہ کی وفات ہوگئی کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلۂ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہان سے پھرتے ہوئے مدینہ مین اپنے ماموں کے پاس بیمار ہوکر ٹھہر گئے تھے کہ وہان ہی وفات پائی کذافی تواریخ حبیب الٰہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی والدہ آمنہؓ آپ کو لیکر مدینہ مین اپنے اقارب سے ملنے گئین تھین مکے کو واپس آتے ہوئے

درمیان مکے و مدینے کے موضع ابواء مین اُنھون نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اُسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھین کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش مین رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہوئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اُنھون نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ اُنکی کفالت مین رہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہان تک کہ اُنھون نے نبوت کا زمانہ بھی پایا۔ اور سات روز تک آپنے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ پھر چند روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اِنکے اسلام مین اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ و حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ اور اُسوقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہؓ نے پلایا اور اس دودھ کے شریک بھائی بہنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھوین فصل کی چوتھی روایت کے ذیل مین کچھ مضمون مذکور ہوا ہے اور ان ہی حلیمہؓ نے آپ کے ساتھ آپکے چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح مین مسلمان ہوئے اور بہت پکے مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانے مین حضرت حمزہ بھی بنی سعد مین کسی عورت کا دودھ پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہؓ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دو عورتون کے دودھ کی وجہ سے آپکے رضاعی بھائی ہین ایک ثویبہ کے دودھ سے دوسرے اِس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذا فی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش مین آپ پلے ہے وہ یہ ہین۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہؓ۔ اور شیماء آپکی رضاعی بہن اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہے یہ آپ کو آپکے والد سے میراث مین ملی تھین اور آپنے

انکا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ۵

شاباش آن صدف کہ چنان پرورد گہر
آبا ازو مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین۔ **پہلی روایت** جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان مین ایک لڑائی ہوئی تو اس واقعہ کے بعض تاریخون مین آپ بھی تشریف فرمائے معرکہ ہوئے مین اور آپنے فرمایا ہے کہ مین اپنے اعمام کو عدو کے تیرون سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس سے آپ کا اوّل ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ **دوسری روایت** جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے جو کہ قریش مین ایک مالدار بی بی تھین اور تاجرون کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیا کرتی تھین آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سُنکر آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجایئے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپنے قبول فرمایا یہان تک کہ آپ شام مین پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہان ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپکو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہین میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم مین سے ایک شخص ہین راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہین اُترا آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکے پہونچے تو حضرت خدیجہؓ کو اُنکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دُگنا یا اسکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپکے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے

اُس راہب کا قول اور فرشتون کے سایہ کرنے کا قصّہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہین اور مجکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ اس امت مین ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہؓ بڑی عاقل تھین یہ سب سنکر آپکے پاس پیغام بھیجا کہ مین آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہون آپنے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اُس راہب کا نام نسطورا تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ۔ تیسری روایت جب آپ پینتیس ۳۵ سال کے ہوئے قریش نے خانۂ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر مین رکھون قریب تھا کہ اُنمین ہتیار چلے آخر اہل الراے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب مین پہلے آوے اُسکے فیصلے پر سب عمل کرو سو سب سے اوّل حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہین امین ہین اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کیا آپنے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپنے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانۂ کعبہ تک لاوین جب وہان تک پہونچا آپنے خود اُسکو اُٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپنے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اُسکے موقع پر رکھنے کے لیے

اپنا وکیل بناوین کہ فعل وکیل کا بمنزلہ مؤکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے مین بھی سب شریک ہوگئے۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ بتغییر الالفاظ۔

من الروض

وَفِی خَدِیْجَۃِ الْکُبْرٰی وَقِصَّتِہَا	عَجَائِبُ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ فَاعْتَبِرُوْا
اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصے مین	عجائب امور ہین اے اہل بینش سوخیال کرو
اِخْتَارَتِ الْمُصْطَفٰی بَعْلًا وَقَدْ نَظَرَتْ	فِیْ مُعْجِزَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَنْتَشِرُ
اور انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے	معجزات مین جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہوگئی آپ غار حرا مین تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھوین دوشنبے کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرأ کی شروع کی آیتین آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہوگئے۔ اسکے ایک عرصہ کے بعد سورۂ مدثر کی آیتین اول کی نازل ہوئین تو آپ نے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی پس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایکبار کفار نے جمع ہوکر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمد کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے لڑین گے انھون نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی مین واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کردی اور سوداگرون کو

منع کر دیا کہ اِن لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ اِس قطع علاقہ کے عہد کا لکھکر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب مین نہایت تکلیف مین رہے آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اُس عہدنامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے کہ اُسمین کہین کہین تھا ایک حرف نہین چھوڑا آپنے یہ حال ابوطالب سے کہا۔ اُنھون نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنھین تمھارے حوالے کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اِس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبے پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کر ڈالا ابوطالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب عہ کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ مین مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہدنامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرۂ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُسکا ہاتھ خشک ہوگیا اور نبوت سے سال دہم مین شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال مین حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور اُن کے تین دن بعد

عه عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۱۔ مطلب۲۔ عبدشمس۳۔ نوفل۴۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد مین ہین اور مطلب کی اولاد مین بنی مطلب ہین۔ عبدشمس کی اولاد مین بنی اُمیہ ہین۔ حضرت عثمانؓ بنی امیہ مین ہین۔ اور نوفل کی اولاد مین حضرت جبیرؓ بن مطعم ہین۔ بنی مطلب حالت کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت عثمانؓ اور جبیر بن مطعمؓ نے اِس باب مین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح ہمین انکار نہین اِس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اُن مین پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپسے ایک سی قرابت رکھتے ہین اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہین۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی کذا فی الشمامۃ بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے آپکے دو نکاح قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اُسوقت چھ سال کی تھین مکے مین اُنکا نکاح ہوا اور مدینے آکر نو برس کی عمر مین رخصت ہوکر آئین اور دوسرا نکاح حضرت سودہؓ بنت زمعہ ہے کہ بیوہ تھین مکے مین نکاح ہوا اور آپکے ساتھ مدینے مین آئین اور ہمیشہ ازواج مین رہین۔ کذا فی تاریخ حبیب الٰہ۔ اس سال دہم مین آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور یہ جانا دعوتِ اسلام کے لیے اور نیز اسلیے تھا کہ اُنسے کچھ مدد لین (کیونکہ بعد وفات ابوطالب کے کوئی باوجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہان کے سردارون نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سفلے لوگون کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہان سے ملول ہوکر مکے کو واپس ہوئے جب آپ بطن نخلہ مین کہ ایک دن کی راہ پر مکے سے ہے پہونچے رات کو وہان رہ گئے آپ قرآن مجید نماز مین پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل مین وہان پہونچے اور کلام اللہ سُنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنھین اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان ہوگئے اور اُنھون نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی دعوت دی سورۂ احقاف آیۃ واذ صَرَفنا الیك نفرا من الجن مین اسی قصے کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکے تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ مین مشغول ہوئے اور آپ عکاظ و مجنہ و ذی المجاز مین کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہان تک کہ سن گیارہ نبوت مین آپ موسم حج مین اسلام کی طرف دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپنے اُن کو دعوت اسلام کی کی اُنھون نے یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہون گے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہون گے ہم اُنکے ساتھ ہوکر تم کو

قتل کرین گے انصار نے آپ کی دعوت سُنکر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہین جن کا ذکر یہود کرتے ہین لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملین اور چھہ آدمی اُنمین سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ مین ہم پھر آوینگے مدینے مین جاکر اُنھون نے آپکا ذکر کیا اور ہر گھر مین آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھوان سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون مین کے اور سات اور اور اُنھون نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبۂ اُولیٰ ہے آپنے حسب درخواست اُنکی مصعب ابن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینے کو بھیجا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار مین کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُنمین سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھوان سال تھا ستر آدمی شرفاے انصار مین سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپکے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینے کو تشریف لیجاوینگے ہم خدمت گذاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینے پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑینگے اور جان نثاری مین قصور نہ کرینگے اسکا نام بیعت عقبۂ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین ایک گھاٹی ہے یہ دونون بیعتین ہوئی تھین کذا فی تاریخ حبیب الٰہ و سیرۃ ابن ہشام

من الروض

وَعِنْدَ مَا جَاءَ جِبْرِيلُ وَقَالَ لَهُ ۔۔۔ اِقْرَأْ وَأُنْزِلَتِ الْآيَاتُ وَالسُّوَرُ

اور جب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ ۔۔۔ پڑھیے اور آیات اور سورتین نازل ہونے لگین

دَعَا إِلَىٰ دِينِ إِلٰهِ الْعَرْشِ فَابْتَدَرَتْ ۔۔۔ لَمَّا دَعَا زُمَرٌ مِّنْ بَعْدِهَا زُمَرُ

آپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپکی دعوت پر ۔۔۔ بہت سی جماعتین دوڑین اور اُنکے بعد اور جماعتین دوڑین

وَقَامَ يُنْذِرُ قَوْمًا خَالَفُوا سَفَهًا ۔۔۔ وَكَذَّبُوا حَسَدًا وَالْحَقَّ هُمْ بَطِرُوا

اور آپ مستعد ہو گئے کہ ایسی قوم کو ڈراوینگے جنھون نے جہالت سے مخالفت کی ۔۔۔ اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا

فَبَرَّأَ اللّٰهُ مِمَّا قَدْ رَمَوْهُ بِهِ ۔۔۔ وَزَوَّرُوهُ فَافْتَرَوا الْعِدَىٰ هَذَرُ

سو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُن تہمتون سے بری کیا ۔۔۔ جو اُنھون نے آپ پر لگائی تھین اور اُن کو اختراع کیا تھا

وَقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَۃٍ مِّنَ الدُّرُوْعِ وَمَا الْاَرْمَاحُ وَالْبُتُرْ

حمایت خداوندی نے زرہوں کے اوپر تلے پہننے کی ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلواریں کیا چیز ہیں

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

فصل[عہ] بارھوین واقعہ معراج شریف مین (اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب[عہ] تنویر السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہون)

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکے مین بقول زہری سنہ ۵ ہجری[سہ] نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہین حضرت[۱] عمرؓ حضرت[۲] علیؓ۔ حضرت[۳] ابن مسعودؓ حضرت[۴] ابن عباسؓ۔ حضرت[۵] ابن عمرؓ حضرت[۶] ابن عمروؓ۔ حضرت[۷] اُبی بن کعبؓ۔ حضرت[۸] ابوہریرہؓ۔ حضرت[۹] انسؓ۔ حضرت[۱۰] جابرؓ۔ حضرت[۱۱] بریدہؓ۔ حضرت[۱۲] سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت[۱۳] حذیفہؓ بن الیمان۔ حضرت[۱۴] شداد بن اوسؓ۔ حضرت[۱۵] صہیبؓ۔ حضرت[۱۶] مالک بن صعصعہؓ حضرت[۱۷] ابی امامہؓ حضرت[۱۸] ابو ایوبؓ۔ حضرت[۱۹] ابو حبہؓ۔ حضرت[۲۰] ابوذرؓ۔ حضرت[۲۱] ابوسعید خدریؓ حضرت[۲۲] ابوسفیان بن حربؓ۔ مردون مین سے اور حضرت[۲۳] عائشہؓ۔ حضرت[۲۴] اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت[۲۵] ام ہانیؓ۔ حضرت[۲۶] ام سلمہؓ۔ عورتون مین سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہون۔ واقعۂ اوّل آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین حطیم مین لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ شعب ابی طالب مین تھے (رواہ الواقدی)

[عہ] اس فصل کی روایتین مواہب سے ہین اور جو دوسری کتاب کی ہین وہان انکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اسکی تمہید مین مذکور ہے جیسا حاشیۂ آئندہ مین معلوم ہوگا ۱۲ منہ

[عہ] اس تلقیب مستقل مین یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جداگانہ چھاپا جاوے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت مین اسکے اول مین بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰۃ یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف مین جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جسکو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ

[سہ] مگر چونکہ مشہور بارھوان سنہ تھا اسلیے یہ فصل ترتیب مین فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ۱۲ منہ

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ ام ہانیؓ کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ اپنے گھر مین تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) **ف** جمع اِن روایات مین یہ ہے کہ ام ہانیؓ کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا وہان سے آپ کو مسجد مین حطیم مین لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہان پہونچکر پھر لیٹ گئے **ف** اور چھت کھولنے مین حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتداے امر ہی سے معلوم ہو جاے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارقِ عادت ہونے والا ہے۔ **واقعۂ دوم** کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آپ مسجد حرام مین سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت مین ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) مین سے کون سے ہین دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہین تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو آیندہ شب کو پھر وہی تینون آئے او کچھ بولے نہین اور آپ کو اُٹھا لے گئے (رواہ البخاری) **ف** یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا مین تھی اور اِسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ مین بیدار رہے۔ اور بعض روایت مین جو معراج کے اخیر مین آیا ہے کہ پھر مین جاگ اُٹھا مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اِس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ اِن حاضرین مین سے کون سے ہین وجہ اُسکی یہ ہے کہ قریش خانۂ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی مین ہے کہ اوّل جبرئیلؑ و میکائیلؑ آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم مین ارشاد نبوی ہے کہ مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے کہ ان تین مین ایک شخص ہین جو دو شخص کے بیچ مین ہین اور مواہب مین ہے کہ مراد ان دو شخصون سے حضرت حمزہؓ و حضرت جعفرؓ ہین کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ان دونون کے درمیان سو رہے تھے۔ واقعۂ سوم اوّل آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت مین زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس مین ایمان اور حکمت تھا وہ قلب مین بھر دیا گیا اور اُسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن روایتین عن ابی ذر ومالک بن صعصعۃ) **ف** ملائکہ کا زمزم شریف سے آپکے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علما کے نزدیک اسکی دلیل ہے کہ آب زمزم اُس سے افضل ہے (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے اوّل یہ کہ تحریم ذہب مدینے مین ہوئی تو اُسوقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت مین استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپنے استعمال نہین کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلّف نہین (عن ابی جمرۃ) اور ایمان وحکمت کا طشت مین ہونا اِسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت مین ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر تلبس و استعمال قلب اور دماغ مین قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ وہ سبب تھا حکمت و ایمان کا اسلیے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ النووی) **واقعۂ چہارم** پھر آپکے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو بُراق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہاے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین و لگام رکھا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھکو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھپر سوار نہین ہوا بس وہ عرق عرق ہوگیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور

اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہین اور جب وہ کچلے جا چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر ہوجاتے ہین اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہین ہوتا آپنے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہین۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ اُنکی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقّوم اور جہنم کے پتھر کھارہے تھے آپنے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہین ادا کرتے اور انپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہین کیا اور آپ کا رب اپنے بندون پر ظلم کرنے والا نہین۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا مین پکّا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اُس سڑے ہوئے کچّے گوشت کو کھارہے ہین اور پکّا ہوا گوشت نہین کھاتے آپنے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت مین سے وہ مرد ہے جسکے پاس حلال طیّب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہان تک کہ صبح ہوجاوے اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیّب شوہر کے پاس سے اُٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے یہان تک کہ صبح ہوجاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیون کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اُسکو اُٹھا نہین سکتا اور وہ اُسمین اور لالاکر رکھتا ہے آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت مین ایسا شخص ہے جسکے ذمے لوگون کے بہت سے حقوق و امانت ہین جنکے ادا پر قادر نہین اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے کاٹے جارہے ہین اور جب وہ کٹ چکتے ہین تو پھر حالتِ سابقہ پر

ہو جاتے ہین اور یہ سلسلہ بند نہین ہوتا آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمرہی مین ڈالنے والے واعظ ہین۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جسمین سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہین جا سکتا آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بُری بات مُنھ سے نکالے پھر نادم ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہین۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہان ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپنے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھسے وعدہ کیا ہے مجکو دیجیے کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور تشتریان اور دستے دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سکّان جنت) مجکو دیجیے (کہ وہ اِن نعمتون کو استعمال کرین) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھپر اور میرے رسولون پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اور جو مجھسے ڈریگا وہ مامون رہیگا اور جو مجھسے مانگے گا مین اُسکو دونگا اور جو مجکو قرض دیگا مین اُس کو جزا دونگا اور جو مجھپر توکل کریگا مین اُسکو کفایت کرونگا مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین مین وعدہ خلافی نہین کرتا بیشک مومنون کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے با برکت ہے جنت نے کہا کہ مین راضی ہو گئی۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھسے جو وعدہ کیا ہے (یعنی

دوزخیون سے بھرنے کا کام مجکو عطا فرما کیونکہ میری زنجیرین اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہوگئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک و مشرکہ اور کافر و کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہین رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ مین راضی ہوگئی۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت مین بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجکو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرتا ہون مین نے اُسکی بات کا جواب نہین دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائین طرف سے اسی طرح پکارا مین نے اُس کو بھی جواب نہین دیا اور اُس مین یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھون کو کھولے ہوے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرایش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرونگی مین نے اُسکی طرف التفات نہین کیا۔ اور اُسی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُسکے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر[عه] آچکا ہے) اور ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السمٰوٰت دیکھے[عه] گئے اور بعضے واقعات مین

[عه] یعنی سرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ

[عه] چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع مین یہ الفاظ وارد ہین فقال لہا جبرئیل مہ یا براق فواللہ ما رکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا ہو بعجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب بُراق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ) اُسی حدیث بالا مین ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہان آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہان بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہین اور دوسرے خوانون پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُسپر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو حلال کو چھوڑتے ہین اور حرام کو کھاتے ہین اور اُسی مین یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریون جیسے ہین جب اُنمین سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُنکے لب اونٹ کے سے ہین وہ چنگاریان نگلتی ہین اور وہ اُنکے اسفل سے نکل رہی ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپکا گذر ایسی عورتون پر ہوا کہ پستانون سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھین اور وہ زنا کرنے والیان تھین۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہین ہو مگر انکشاف اُسکا مشروط نہین صاحب کشف کے اُس مکان مین ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتون کے نظر آئے ہون جو آدم علیہ السلام کے یسار مین تھین جن کا ذکر واقعۂ دہم مین آویگا۔ اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہین کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیا پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسون پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے

ع مقتضا ترتیب کا انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ اقتران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہان تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا اپ نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا گیا کہ موسیٰؑ اور اُنکی قوم ہین لیکن اپنا سر اوپر اُٹھائیے اور دیکھیے سو دیکھتا گیا ہون کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمّت ہے اور اِنکے علاوہ آپکی اُمّت مین سے ستر ہزار اور ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہون گے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہین جو داغ نہین لگاتے اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اور شگون نہین لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہین (کذا رواہ الترمذی)

واقعۂ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہونچے حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیا علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہؓ سے روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر مین جو کہ بیت المقدس مین ہے اُنگلی سے سوراخ کرکے اُس سے بُراق کو باندھ دیا **ف** دونون روایتین اس طرح جمع ہوسکتی ہین کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو جبرئیل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھولدیا ہو اور دونون حضرات باندھنے مین شریک ہون۔ اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی کہ وہ تو مسخر کرکے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم مین آنے سے اُسمین کچھ آثار یہان کے پیدا ہو گئے ہون اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو تاہم اُسکی شوخی وغیرہ سے آپکے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتون کا احاطہ کون کرسکتا ہے۔

واقعۂ ہشتم تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جسکا نام باب محمدؐ ہے تو بُراق کو باندھ کر دونون صاحب فنا مسجد مین پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلاوے آپ نے فرمایا ہان جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اِن عورتون کے پاس جائیے اور اِن کو سلام کیجیے آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُن کو سلام کیا تو اُنھون نے میرے سلام کا جواب دیا مین نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم نیک ہین حسین ہین اور ایسے مردونکی بیبیان ہین جو پاک ہین صاف ہین اور میلے نہون گے اور ہمیشہ رہینگے کبھی جنت سے جُدا نہ ہون گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے اور کبھی نہ مرینگے سو وہان سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا مین نے سب کو نماز پڑھائی جب مین فارغ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگون نے آپکے پیچھے نماز پڑھی مین نے کہا نہین اُنھون نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوے سب نے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بیہقی نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اور جبرئیل بیت المقدس (کی مسجد) مین داخل ہوے اور دونون نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت مین اتنا اور زیادہ ہے (۵) کہ مین مسجد مین گیا تو انبیا علیہم السلام کو مین نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہین کوئی رکوع مین ہین کوئی سجدہ مین پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست کر کے اِس انتظار مین کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہین سو جبرئیل علیہ السلام نے

میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور مین نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور مین اُنکا امام بنا اور ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ مین پہونچے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاؑ آپکے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی مین ابو سعیدؓ سے اسطرح روایت ہے کہ آپنے داخل ہوکر فرشتون کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اُس جماعت کے آپ[1] امام ہوے) جب نماز پوری ہوگئی تو ملائکہ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمھارے ہمراہ کون ہین اُنھون نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہین ملائکہؑ نے کہا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بُلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اِن پر تحیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہین (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سبھون نے اپنے رب پر ثنا کی سو ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو خلیل بنایا اور مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو مقتدا اصحاب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھکو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اُسکو میرے حق مین خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھکو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری اُمّت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہین

---

[1] کیونکہ جب آپ امام الانبیا ہین اور انبیا ملائکہؑ سے افضل ہین تو امام الملائکہ بدرجۂ اولیٰ ہونگے ۱۲ منہ

اور اُسی کے موافق عدل کرتے ہین پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑون کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین اور پرندون کو بھی (تسبیح کے لیے مسخر فرمایا) اور مجھکو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہین اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز مین چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالی شان اور مجسم تصاویر (کہ اُسوقت درست تھین) اور مجھکو پرندونکی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھکو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکرونکو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے شایان نہ ہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُسکے متعلق مجھسے کچھ حساب ہی نہ ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بناکر کہدیا کہ تو (ذی روح) ہوجا اور وہ (ذی روح) ہوگیا اور مجھکو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بناکر اُسمین پھونک مار دیتا تھا تو وہ خدای تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین بحکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مُردون کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھکو پاک کیا اور مجھکو

اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہین چلتا تھا۔ راوی کہتے ہین کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تمنے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور مین بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون۔ جمیع محامد اللہ تعالی کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگون کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جسمین ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری اُمّت کو بہترین امت بنایا کہ لوگون کی نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہین (یعنی رتبہ مین) اور آخر بھی ہین (یعنی زمانہ مین) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور مین اول اور ظہور مین آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہوگئے۔ پھر آپ کے عروج الی السمٰوات کا ذکر کیا اور ایک وقت مین آپ نے بالخصوص تین پیغمبرون کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حُلیہ بیان فرمایا اور اُسمین یہ بھی ہے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمدؐ یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہین ان کو سلام کیجیے مینے اُنکی طرف دیکھا تو اُنھون ہی نے پہلے مجھکو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے لیلۃ الاسرا مین دجّال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس

اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا یعنی اُسکی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہان اُسکا نہ ہونا ظاہر ہے۔ **واقعۂ نہم** ۹ اور ایک روایت مین ہے کہ جب آپ فارغ ہوکر مسجد سے باہر تشریف لائے جبرئیل علیہ السلام آپکے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے آپ فرماتے ہین مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا (کذا رواہ مسلم) اور احمد کی حدیث مین بروایت ابن عباسؓ ایک ظرف دودھ کا ایک شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت مین تین ظرف آئے ہین دودھ اور شراب اور پانی اور شدّاد بن اوس کی حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھکو پیاس لگی اُسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ مین نے دودھ کو اختیار کیا تو ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تمہارے دوست نے فطرت کو اختیار کیا **ف** براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات

متعلق از دفعۂ ہشتم و نہم ۱۲

مذکور ہین اُنمین ترتیب اسطرح مفہوم ہوتی ہے۔ نمبر ا۔ فنار مسجد مین پہونچکر حورون سے ملنا بات کرنا۔ ۲۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دو دو رکعت پڑھنا غالبًا یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالبًا بعض دوسرے انبیا علیہم السلام پہلے سے جمع تھے جن کو آپنے مختلف حالتون مین دیکھا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالبًا یہ سب تحیۃ المسجد پڑھتے تھے اور انمین سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمام ہم اپنی نمازون سے فارغ ہوکر اسی تحیۃ المسجد مین بھی آپکے مقتدی ہوگئے ہون گے ۳۔ پھر بقیہ انبیا علیہم السّلام کا جمع ہوجانا ۴۔ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت

ہونا جسمین آپ امام تھے اور تمام انبیاء علیہم السّلام اور بعض ملائکہ آپکے مقتدی تھے انمین سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اِسکی واسطے جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ جمیع انبیاء مبعوثین نے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اُسکی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی واقعۂ نسبت وسوم کے ذیل مین آوے گی اور اذان واقامت یا تو ایسی ہی ہو گو عام حکم اُسکا مدینہ مین پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو ۵ پھر ملائکہ سے تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن مین ہوئی ہو جسمین اُنھون نے پوچھا کہ یہ کون ہین اور نام سُنکر فرشتون کا پوچھنا کہ کیا انکے پاس پیام بھیجا گیا دلیل اسکی ہے کہ اِن فرشتون کو آپکے متعلق یہ علم تھا کہ آپکے لیے ایسا ہونیوالا ہے آگے اسمین دو احتمال ہین یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہین دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہین ہوتا اور یا ثبوت کا علم پہلے سے ہوا ور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے اُنکے پاس حکم پہونچ چکا اور اسی طرح آگے جو سمٰوات مین سوال ہوا ہے وہان بھی یہی تقریر ہے ۶ پھر حضرات انبیاء علیہم السّلام سے ملاقات ہونا ۷ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا ۸ پھر پیالونکا پیش ہونا جن کی روایات مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہون ایک پیالے مین پانی ہو کہ شیرینی مین شہد جیسا ہو کہ کبھی اُس کو شہد کہدیا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اُسوقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ مین حرام ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اِسلیے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلذذ کے لیے پیا جاتا ہے غذا کے لیے نہین تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف

ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہیں جس طرح دنیا مُعین دین ہے مقصود نہیں اور دین خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذائین اور بھی ہین مگر دودھ کو اورون پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونون کا کام دیتا ہے اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہیٰ کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے آویگا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اسمین مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید تحذیر ہو ع۹ پھر آسمان کا سفر۔ اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہو گئے اور روایات جمع ہو گئین ولعلّ عند غیری احسن من ہذا۔ اور شاید یہان پر انبیا اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم

واقعۂ دہم اسکے بعد آپ کا آسمانون پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بُراق پر تشریف لے گئے بخاری مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھونے اور اُس مین ایمان و حکمت بھرنے کے مجھکو بُراق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُسکے منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھکو جبرئیلؑ لے چلے یہان تک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی بُراق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان مین بیت المقدس مین بھی اُترے۔ اور بیہقی مین ابو سعیدؓ کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہین سو اُس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہین گذرا تم نے (بعض) میت کو آنکھین پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہوگا سو وہ

اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفیٰ مین ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُسکے داہنے بائین ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوے تھے اور کعبؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہان تک کہ آپ اور جبرئیلؑ اُسپر چڑھے۔ اور ابن اسحٰق کی روایت مین آپ کا ارشاد ہے کہ جب مین بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ (جبرئیلؑ) نے مجھکو اُسپر چڑھایا یہان تک کہ دروازۂ آسمان تک پہونچے

ف براق اور زینہ کی روایات مین اسطرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جسطرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریان حاضر کیجاتی ہین اُسکو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور بُراق ہر چند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اسکی سُرعت اور بطور راکب کے قبضہ مین ہوگا کیونکہ براق پر سوار ہونیکے بعد مختلف مواقع و مقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع وغیرہ ظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ **واقعۂ یازدہم**۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اوّل آسمان دنیا تک پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ بوّابین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث مین ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آسمانون کے دروازون مین سے ایک دروازے پر پہونچے اُسکا نام باب الحفظہ ہے اُسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُسکا نام اسماعیل ہے اُسکی ماتحتی مین بارہ ہزار فرشتے ہین اور شریک کی

روایت مین حدیث بخاری مین یہ بھی ہے کہ اہل سمٰوات کو خبر نہین ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے اھ جیسے یہان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتون کے اِس پوچھنے کی وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا انکے پاس پیام الٰہی پہونچا ہے اور اس پوچھنے مین جو دو احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اُسکی واقعۂ ہشتم ھ مین مذکور ہوئی ہے اور وہان خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید ہوگئی۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہین کہ مین وہان پہونچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے باپ آدم ہین ان کو سلام کیجیے مین نے اُن کو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان دنیا مین ایک شخص کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتین نظر آتی ہین اور کچھ صورتین بائین طرف ہین جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہین ہنستے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین روتے ہین مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا آدم علیہ السلام ہین اور یہ صورتین داہنی اور بائین انکی اولاد کی روحین ہین سو داہنی طرف والے جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہین اور بائین طرف دیکھکر روتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اُنکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائین طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے بدبو دار

ہوا آتی ہے جب داہنی طرف دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین۔ اور جب بائین طرف دیکھتے ہین مغموم ہوتے ہین۔ اور شریک کی روایت بالا مین یہ بھی ہے کہ آپ نے سماء دنیا مین نیل اور فرات کو دیکھا اور اسی روایت مین یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا مین ایک اور نہر بھی دیکھی کہ اُسپر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہین اور وہ کوثر ہے۔ ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء مین اسکے قبل بیت المقدس مین بھی مل چکے ہین اور اسیطرح وہ اپنی قبر مین بھی موجود ہین اور اسی طرح بقیہ سموات مین جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ قبر مین تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہین اور دوسرے مقامات پر اُنکی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہین روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد مین تعدد بھی اور ایک وقت مین روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن اِنکے اختیار سے نہین بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ اور ظاہرا یہ جسم مثالی جو دونون جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان مین نہین پہچانا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہین اُنکو وہان دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس مین دیکھا جیسا واقعہ ہشتم مین مذکور ہے وہ مع الجسد نہین تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس مین مع الجسد ہون اور آسمان سے وہ آ گئے ہون یا دونون جگہ مع الجسد ہون کہ اوّل آسمان سے بیت المقدس آئے ہون پھر یہان سے وہان پہونچ گئے ہون مگر خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائین جو صورتین نظر آئین وہ بھی ارواح کی صورتین مثالیہ تھین اور بزّار کی روایت مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھین بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھین اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن صورتون کا عکس اس مقام پر پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہی اُس مین خاصیت انطباع وانعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعون سے متکیف ہو کر قابل رویت کے ہوجاتی ہے کیونکہ اُس روایت مین دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہرا قرینہ ہے اس کا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہان تک اُن صورتون کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اسمین یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہین جاسکتین پھر آسمان دنیا پر یہ روحین کافرون کی جو بائین طرف تھین کیسے پائی گیئن۔ اور نیل و فرات کا دوسری روایات مین ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا جواب کہ یہ نہرین تو دنیا مین ہین وہان پہونچ گئے کیسا یعنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاویگا یہان صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے کہ اصل سرچشمہ انکا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہوا اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہان سے زمین مین آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کرلیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت مین ہونا منصوص ہے یعنی اصل وہان ہو اور یہان اُسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُسکی میدان قیامت مین ہوگی۔ **واقعۂ دوازدہم** ۱۲۔ بخاری کی حدیث مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت یحیٰی و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خلیرے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحیٰی و عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا اُن دونوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **ف** حضرت یحیٰی علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السّلام کی خالہ ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں چونکہ نانی بمنزلۂ ماں کے ہوتی ہے اِسلیے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحیٰی علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام خلیرے ہوتے اِسلیے مجازاً اُنکو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحیٰی علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے نہیں مگر نواسے ہیں - اور ان دونوں نے بھائی اِسلیے کہا کہ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں - واقعۂ سیر دہم[۱۳] بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہیں اُنھوں نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسفؑ ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا ایک (بڑا) حصہ

عطا کیا گیا ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث مین بروایت ابوسعیدؓ اور طبرانی کی حدیث مین بروایت ابوہریرہؓ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہی کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگون پر حُسن مین ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھوین شب کا چاند باقی کواکب پر فقط اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہون اور قرینہ اسکا ایک حدیث ہی جسکو ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہوا ور تمھارے نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب مین زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہی اور فضل جزئی فضل کُلّی مین قادح نہین۔ یا یون کہا جاوے کہ حُسن کے انواع مختلف ہین ایک نوع مین حضرت یوسف علیہ السلام احسن ہون اور ایک نوع مین ہمارے آقاے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہون اور خود ان دونون نوعون مین یون تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہراً وبدایۃً ابہر واظہر۔ اور واقف عند حدّ ہوا ور نوع محمدی معنیً و اسعانًا الطف وادق اور لا تقف الی حدّ ہو اول نوع کا لقب حُسن صباحت مناسب ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎ یزیدک وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا ؂ واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب واقعہ ۱۴ چہاردہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چوتھے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین انھون نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ

بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجودیکہ ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد مین ہین پھر اُنکا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہے اور ابن پر اسکو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے جو برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہین آور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ مین مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور یہی ملے ہین اور یہ اجداد نبویہ مین سے نہین واللہ اعلم۔ **واقعۂ پانزدہم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ پانچوین آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **واقعۂ شانزدہم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا اُنکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب مین آگے بڑھا تو وہ روئے اُن سے پوچھا گیا آپکے رونے کا
کیا سبب ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین اِسلیے روتا ہون کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث
ہونگے جنکی اُمت کے جنت مین داخل ہونے والے میری اُمت کے جنت مین داخل ہونیوالون سے
بہت زیادہ ہون گے (تو مجکو اپنی امت پر حسرت ہو کہ اُنھون نے میرا اسطرح اتباع نہ کیا جسطرح
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپکی اطاعت کرے گی اور اسلیے میری اُمت کے ایسے لوگ
جنت سے محروم رہے تو اُنکے حال پر رونا آتا ہے) **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپکے اتباع تھوڑی ہی مدت مین کہ اُسوقت
تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچین گے اتنی کثرت سے ہو جاوین گے کہ اورونکے
سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہین ہوے و نیز آپ کی کُل عمر ترسٹھ سال کی ہوئی
اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیاء) **واقعہ**
ہفتدہم صحیح بخاری مین ہے کہ پھر مجکو جبرئیل آگے لیکر ساتوین آسمان کی طرف چڑھے اور
دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین
کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آدمی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا
آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہین
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے جدامجد ابراہیم ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا
اُنھون نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور بیت المعمور مین
ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ جنکی باری پھر نہین آتی (یعنی اگلے روز
اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم اور دلائل بیہقی مین ابو سعید سے

روایت ہے کہ جب مجھکو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہین بہت حسین ہین اور اُنکے ساتھ اُنکی قوم کے کچھ لوگ ہین اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہین اور ایک وہ جنپر میلے کپڑے ہین مین بیت المعمور مین داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوے اور دوسرے روک دیے گئے سو مین نے اور میرے ساتھ والون نے وہان نماز پڑھی ف بعض روایات مین ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا **واقعہ ہشتدہم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہان چار نہرین ہین دو اندر کو جا رہی ہین اور دو باہر کو آ رہی ہین مین نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہین یہ جنت مین دو نہرین ہین اور باہر جو آ رہی ہین یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ مین یہ چار نہرین ہین اور مسلم مین یہ ہے کہ اُسکی جڑ سے یہ چار نہرین نکلتی ہین اور ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھکو ساتوین آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے یہان تک کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جسپر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے

رکھے تھے اور اُسپر سبز لطیف پرندے بھی تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپکے رب نے آپ کو دی ہے اُسکے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہین اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزون پر چلتی ہے اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے مین نے ایک برتن لے کر اسمین سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بیہقی کی حدیث مین ابو سعیدؓ کی روایت سے ہے کہ وہان ایک چشمہ تھا جسکا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہرین نکلتی تھین ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مجھکو سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان مین ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ اُس تک پہونچتے ہین اور وہان سے اوپر اُٹھا لیے جاتے ہین اور جو احکام اوپر سے آتے ہین وہ (اول اُسی پر نزول کرتے ہین اور وہان سے نیچے (عالم دنیا مین) لائے جاتے ہین (اور اسی واسطے اُسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے) اور بخاری مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسے رنگون نے چھالیا کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور مسلم مین ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث مین ہے کہ ٹڈیان تھین سونے کی اور ایک حدیث مین ہے کہ اُسکو فرشتون نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُسکو ایک عجیب چیز نے چھالیا تو اُسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق مین سے اُسکا وصف بیان نہین کرسکتا۔ اور ایک روایت مین سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے اور برتنون کے پیش کیے جانے کے درمیان مین یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت مین بعد سدرۃ المنتہیٰ دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا تو اُسمین موتیون کے گنبد ہین اور مٹی اُسکی مشک ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین

ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتوین آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے مین ہونے کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اُسکی جڑ ممکن ہے چھٹے مین ہوا ور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ چار نہرین چھٹے مین ہون جیسا کہ روایات مین ہے کہ یہ نہرین اُسکی جڑ سے نکلتی ہین اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتوین کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتوین مین ہے تو وہ نہرین اس دوسری جڑ سے نکلین اور یہ جو اندر کو جاری تھین یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونون سلسبیل کی شاخین ہین ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اُسکا وہ موقع جہان سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ مین ہون اور ابن ابی حاتم کی حدیث بالا سے ظاہراً کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے سو غالباً خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ مین ہے باقی زیادہ حصہ اُسکا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثون مین اُسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا مین جو نیل و فرات ہین ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہوکر تہہ سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ کے الوان کی نسبت فراش و جراد کہنا تشبیہاً ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہین وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو یہ ہین کہ اوّلاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجباً ہے کہ اُسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہین معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے

معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع مؤخر ہے سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے جیسے کلمۂ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہی کا مقام ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کا اور یہ مؤخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمۂ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا واقعۂ ہفدہم مین ہے سو اسکی توجیہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اسکی ساتوین آسمان مین ہو اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہون مگر ارتفاع اسکا رفیع سے بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی ہے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہوا اور واقعۂ ہفدہم مین جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والون کے مذکور ہے اسمین بھی اشکال نہین کیونکہ نماز نیچے کے درجہ مین ہوگی جیسا اکثر مساجد مین ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان مین مقابل خانۂ کعبہ کے اسطح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اسمین ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہین اور جب وہ نکل آتے ہین تو انکی باری دوبارہ نہین آتی اور جنت مین داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہو اور ممکن ہے کہ بعد مین ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہی کے قریب ہے اور اسمین دونون احتمال ہین کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہ جنت قریب سدرۃ المنتہی کے ہے

مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری رض سے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھکو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس مین اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اُسمین پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اُسکو بھی کھالے پھر وہ بند کردیا گیا اھ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پہ رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا **واقعۂ نوزدہم**[۱۹] بخاری مین بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنون کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھپر پچاس نمازین ہر یوم مین فرض کی گئین اور ایک روایت مین بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھکو عروج کرایا گیا یہان تک کہ مین ایک ہموار میدان مین پہونچا جہان مین نے قلمون کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سُنی سو مجھپر اللہ تعالے نے پچاس نمازین فرض کین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) **ف** پہلی روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمۂ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا اُس میدان مین پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونون مین غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ مین آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان مین پہونچنا ہوا اور اُس میدان مین پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہوگئین واللہ اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہین جو احکام

تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہین اور سدرہ کی نسبت واقعۂ مذکورہ مین آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہین وہ اوّل وہان آتے ہین تو سدرہ اُسکے تحت مین ہوا اسیطرح بیت المعمور کی اصل ساتوین آسمان مین ہے اور وہان فرشتے عبادت مین مشغول ہین اور سمٰوات اس عموم مین داخل ہین یتنزل الامر بینہن تو بیت المعمور بھی اُسکے تحت مین ہوا واقعہ التتمہ بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب مین ایک حدیث ذکر کی ہے اور اُسمین جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہان تک کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے مین پیدا ہوا ہون مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا اور حالانکہ مین خلائق مین رتبہ کے اعتبار سے بہت مقرب ہون اور دوسری حدیث مین ہے کہ مجھسے جبرئیل علیہ السلام نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازین مجھسے منقطع ہوگئین (کذا فی شرح النووی لمسلم) اور ابو الحسن بن غالبؒ نے ابو الربیع بن سبعؒ کی طرف شفاء الصدور مین حدیث ابن عباسؓ سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے مین میرے ہم سفر رہے یہان تک کہ ایک مقام تک پہونچے پھر ٹھہر گئے مین نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام مین کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے اُنھون نے کہا کہ اگر مین اس مقام سے بڑھون تو نور سے جل جاؤن اھ شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎ بدو گفت سالار بیت الحرام ✤ کہ اے حاملِ وحی برتر خرام ✤ چو در دوستی مخلصم یافتی ✤ عنانم ز صحبت چرا تافتی ✤ بگفتا فراتر مجالم نماند ✤ بماندم کہ نیروی بالم نماند ✤ اگر یکسر موئی برتر پرم ✤ فروغِ تجلی بسوزد پرم ✤ اور اُسی

حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ پھر مجھکو نور مین پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو طے کرائے گئے کہ اُن مین ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام انسانون اور فرشتون کی آہٹ منقطع ہو گئی اُسوقت مجھکو وحشت ہوئی تو اُسوقت مجھکو ایک پکارنے والے نے ابو بکرؓ کے لہجے مین پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ مین مشغول ہے اور اُسمین یہ بھی ہے کہ مین نے عرض کیا کہ مجھکو ان دو امر سے تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابو بکر مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوٰۃ سے بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ آیت پڑھو هو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما سو میری صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے آپکے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے۔ اور ابو بکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابو بکر کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُنکے لہجے مین پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت مین ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیے آتاری گئی اور مین اُسپر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اُٹھایا گیا یہان تک کہ مین عرش تک پہونچا تو مین نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو بیان نہین کر سکتی مواہب مین ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے والعہدۃ علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عروج سمٰوات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی توجہ کے لیے جو آپ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اسکا یہ مطلب نہین کہ آپ کا آگے بڑھنا نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح

مخلوق کے لیے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ اِس وقت خاص رحمت فرما رہے ہیں آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اُسمیں مشغول ہو جیے کیونکہ شغل سیر مانع ہوگا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے میں واللہ اعلم **واقعۂ بست و یکم حق تعالیٰ کی رویت اور کلام**۔ ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطۂ معمر کی حسن سے روایت کیا کہ انھوں نے حلف کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام اصحاب اِسکے قائل ہیں اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اِسکا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے اُنھوں نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہوا اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلال نے کتاب السنہ میں مروزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمدؒ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اُس نے اللہ تعالےٰ پر بڑا افترا کیا سو کونسی دلیل سے حضرت عائشہؓ کے قول کا جواب دیا جاوے انھوں نے فرمایا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے رأیت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمدؒ کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی) اور کلام کرنا صحاح میں ان امور کے ساتھ وارد ہے

پانچ نمازین فرض کی گئین اور خواتیم سورۂ بقرہ عنایت ہوئین اور جو شخص آپ کی امت مین سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اُسکے گناہ معاف کیے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُسکو کر لیا تو (کم از کم) دس حصے کر کے لکھی جاوے گی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کر لے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑون کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس و جن و شیاطین و ہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراء اکمہ و ابرص و احیاء موتی کا عطا ہونا اور اُنکا اور اُنکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگون کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمہارا بھی ہوتا ہے اور تمہاری امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اوّل بھی اور آخر بھی بنایا اور اُنکا کوئی خطبہ درست نہین جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور تمہاری امت مین ایسے لوگ پیدا کیے جن کے سینے مین اُنکی کتاب رکھی اور تمکو پیدائش (عالم نور) مین سب سے اوّل اور بعثت مین سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ مین سب سے مقدم بنایا اور مین نے تمکو سبع مثانی اور خواتیم سورۂ بقرہ بلا شرکت دوسرے

انبیا کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تمکو فاتح اور خاتم بنایا اسکی اسناد مین ابوجعفر ہین جنکو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے **ف** بعض صحابہؓ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی اراہ محمول اسپر ہے کہ نور جس درجہ مین مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہین ہوا اور آخرت مین یہ عادت مبدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہین اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہین - اور خواتیم سورۂ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ مین ہونا اس روایت کے منافی نہین کہ اسوقت اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ مین نزول تفصیلاً عطا ہو گیا اور پانچ نمازون کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر مین پانچ رہ گئین اور ظاہراً یہ سب کلام مقام رویت مین ہوے ہین قرینہ اسکا یہ ہے کہ واقعۂ نوزدہم مین مقام صریف الاقلام کے بعد نمازونکا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہراً یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صریف اقلام کے ہوئی ہو اور خود یہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہراً متحد الوقت ہین جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب

ع کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشۃؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ انہا سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل وفی روایۃ ابن مردویہ فقلت یا رسول اللہ ہل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال وہو ای جزم النووی بان عائشۃ لم تنف الرؤیۃ بحدیث مرفوع عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرؤیۃ الخاصۃ المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ لا مطلق الرؤیۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

مکالمات کا یہی ہوگا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثون مین کعبؓ کا قول ہے ان اللہ قسم رؤیتہ وکلامہ بین محمدؐ وموسیٰؑ (کذا رواہ الترمذی) اِس سے نفی کلام کی لازم نہین آتی کیونکہ مراد اِس سے عادت کلام کی ہے جو مرۃً بعد اُخریٰ ہو اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث مین کعبؓ کا قول ہے فکلم موسیٰؑ مرتین ورآہ محمدؐ مرتین اور یہ رؤیت مرتین جو فرمایا و ظاہر یہی ہے جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہ جو حدیث مین حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہے کہ انکے قبل کسی سے مشافہۃً کلام نہین ہوا مراد اِس سے یہ ہے کہ ایسے درجہ کے آدمیون مین پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہین ہوئی اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلّت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مراد اس سے بعض آثار خاصّہ خلت کے ہین تو اُنکے اختصاص بابراہیم علیہ السلام سے انتفاء نفس خلّت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہین آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہین لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہین وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی مین بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبۂ تمنّی ہے جبکہ ارادہ پختہ نہوا ہو لیکن نیکی کی تمنّی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا اور بدی کی تمنّی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت مین نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔ واقعۂ بست و دوم واپسی فوق سمٰوات سے سمٰوات کی طرف۔ بخاری مین بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر ولبن وعسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہشتدہم مین ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھپر ہر رات دن پچاس نمازین فرض ہوئین پھر مین واپس ہوا آپ فرماتے ہین کہ مین واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو اُنھون نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا مین نے کہا کہ پچاس نمازونکا

رات دنمین حکم ہوا اُنھون نے فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہرگز رات دنمین نہ پڑھی جاوینگی واللہ مین آپ سے پہلے لوگون کا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہون اپنے رب کے پاس (یعنی اُس مقام کو جہان یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امّت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے مین واپس گیا سو اللہ تعالیٰ نے دس نمازین کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا تو مجھکو ہر روز مین دس نمازونکا حکم ہوا مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو ہر روز مین پانچ نمازونکا حکم رہ گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دن مین پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکیگی اور مین آپکے قبل لوگونکا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہون پھر اپنے رب کے پاس جائیے اور اپنے لیے اور تخفیف مانگیے آپ نے فرمایا مین نے اپنے رب سے بہت درخواست کی یہانتک کہ مین شرما گیا گو پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہون اور تسلیم کرتا ہون آپ فرماتے ہین جب وہان سے آگے بڑھا ایک پکارنیوالے نے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا مین نے اپنا فرض جاری کردیا اور اپنے بندون سے تخفیف کردی۔ اور مسلم کی روایت مین پانچ پانچ کا کم ہوتا آیا ہے اور اُسکے اخیر مین یہ ہے کہ اے محمدؐ یہ پانچ نمازین ہین دن اور رات مین اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئین۔ اور نسائی مین ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازین فرض کی تھین سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیے۔ اور

اُس حدیث مین موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھین مگر اُنسے نہو سکین اور اُسکے آخر مین یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کرین آپ فرماتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے کہا پھر جائیے (اور تخفیف کرائیے) مگر مین پھر نہین گیا۔ اور شیخین کی روایت مین ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئین تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور (ثواب مین) پچاس ہین میرے یہان بات نہین بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اُسمین تبدیل اور کمی نہین ہوئی اور پچاس نمازونکا بدلنا ہی مقدر تھا اِسلیے اُسمین بھی تبدیل نہین ہوئی) کذا فی المشکوٰۃ **ف** فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان مین رویت و مکالمت وغیرہ ہوکر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونیکے معنی یہ ہین کہ دو دو بار مین یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہین۔ اور نسائی کی روایت سے اور مشکوٰۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہے اُس سے آپکے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے اور میرے یہان بات نہین بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونیکا سمجھے گو اسمین تصریح نہین ہے کہ اس سے کمی ممکن نہین کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب مین کمی نہین ہوئی اسمین اور کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کی برابر ہوجاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہین آیا تھا

کہ اِس سے کم عدد اُس فضیلت کو نہین پہونچ سکتا بلکہ اُسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد اُس سے کم فضیلت نہین رکھتا۔ **واقعہ بست وسوم** واپسی سموات سے زمین کی طرف محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ مجھکو اُم ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہے معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر مین سوتے تھے آپنے عشا کی نماز پڑھی پھر سوگئے اور ہم بھی سوگئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے اُم ہانی مین نے تم لوگون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر مین بیت المقدس پہونچا اور اُسمین نماز پڑھی پھر مین نے اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیے اُٹھے مین نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبیؐ اللہ لوگون سے یہ قصہ نہ کہیے آپ کی تکذیب کرین گے اور آپ کو ایذا دین گے آپنے فرمایا واللہ مین ضرور اُنسے اسکو بیان کرونگا مین نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ جو آپ لوگون سے کہین اور لوگ آپ سے کہین اُسکو سُنے جب آپ باہر تشریف لے گئے اُن کو خبر دی اُنھون نے تعجب کیا اور کہا اے محمدؐ اسکی کوئی نشانی ہے (جس سے ہمکو یقین آوے) کیونکہ ہمنے ایسی بات کبھی نہین سُنی آپنے فرمایا نشانی اسکی یہ ہے کہ مین فلان وادی مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُن کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور مین نے اُنکو بتلا دیا تھا اُسوقت تو مین شام کو جا رہا تھا (یعنی سفر اسراء آغاز تھا) پھر مین واپس آیا یہانتک کہ جب ضجنان مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر پہونچا مین نے لوگون کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جسمین پانی تھا اور اُس کو

ڈھانک رکھا تھا مین نے ڈھکنا اُتار کر اُس مین کا پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا اور اُسکی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اُس پر دو بوری لدے ہین ایک کالا دوسرا دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہین ملا جیسا آپنے فرمایا تھا اور اُنسے برتن کا قصہ پوچھا اُنھون نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکنا ہوا تو ملا مگر اُسمین پانی نہ تھا اور اُن دوسرون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگتا بیان فرمایا تھا) اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھون نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی مین ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اونٹ کی طرف ہمکو پکار رہا ہے یہان تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپسے نشانی کی درخواست کی تو آپنے اُنکو بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہان تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا یہان تک کہ وہ لوگ جیسا آپنے بیان فرمایا تھا آگئے **ف** اِن روایات سے چند امور ثابت ہوے اول عشا اور فجر کے درمیان سفر ذہاباً و ایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے مومنین بھی آپکے ساتھ پڑھ لیتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی ابتدا اُسوقت بہ ظہر ہوگی۔ اور بیت المقدس مین جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات مین

آیا ہے حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالبًا یہ تہجد کی نماز ہو گی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہو گی جیسا رمضان المبارک مین حضرت بلالؓ کی اذان اُسوقت مین وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگونکی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب مین آپکے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہین ہے بلکہ روحانی ومنامی ہے جسمین مستبعد سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجایش رکھتا ہے، تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام مین جن قافلون کا ذکر ہے ظاہرا وہ دونون الگ الگ ہین اور بیہقی کی روایت مین جنکا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن دونون مین سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہرًا اسکا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے، اور مواہب مین بلا سند دونون قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہین تو غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ تینون قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہین یہ دو قصے دو جماعتون مین ہوے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجموعہ کے آحاد ہین اسلیے دو قصونکو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہے اور حبس شمس مین کوئی اشکال عقلی نہین ہے اس سے یہ وجہ انکار کی نہین ہو سکتی ہے اور عام چرچا اسکا اسلیے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور یہ امر باوجود تلاش کے مجھکو نہ ملا کہ واپسی آپ کی بُراق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اس مین ملحق کردے

واقعہ بست و[٢٤] چہارم معاملۂ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شبا شب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا (اسمین آگے کی نفی نہین) تو صبح کو لوگون سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوے تھے مرتد ہوگئے اور بعضے مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یون کہتے ہین کہ مجھکو رات ہی رات بیت المقدس مین لے جایا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہین لوگون نے کہا ہان اُنھون نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہین تو ٹھیک کہتے ہین لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر مین اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کسقدر دور ہے۔) اُنھون نے فرمایا ہان مین تو اس سے زیادہ بعید امر مین اُنکی تصدیق کرتا ہون یعنی آسمان کی خبر کے بارہ مین جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار مین کم ہے) اُنکی تصدیق کرلیتا ہون اسی لیے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن اسحٰق نے **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری مین جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہوجاتے۔ **واقعۂ بست و[٢٥] پنجم** مطالبۂ حجت از کفار و اقتش از سید الابرار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے کو حطیم مین دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھون نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتین پوچھین کہ جن کو مین نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ نے

اُسکو میرے لیے ظاہر کر دیا کہ مین اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ سے پوچھتے تھے مین اُنکو تبلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا یہان تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپنے سب بیان فرمایا اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعدؒ نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میرے لیے متخیل (متمثل) کیا گیا اور مین اُن لوگون کو اُسکے نشان تبلا رہا تھا۔ اور اُم ہانی کی اسی حدیث مین ہے کہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کے دروازے ہین آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہین کہ بس مین اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی روایت مین ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری مین مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمائیے کیونکہ مین نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکرؓ تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) تو اسمین کچھ تعارض نہین کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیے نہ تھا بلکہ اس لیے تھا کہ کفار سُن لین اور کفار کو حضرت ابو بکرؓ پر اس امر مین اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوے ہین اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات مین خلاف واقع کی تصدیق نہ کرینگے اور کفار کا دریافت کرنا اگر اُسی مجلس مین ہو پھر یا دی خواہ وہ ہون حضرت ابو بکرؓ ہون اور دوسرا مؤید سوال کا ہو گو قصہ ہر ایک کا مختلف ہوا اور زیادہ مجلس مین یا ہو

اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہکر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اُسکی مثال کا منکشف ہونا انمین جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُسکی مثال منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایان ہوئی جیسا نسائی کی حدیث مین آپکے سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُسکو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہان آتا تو اپنی جگہ سے اُتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ مین منقول ہوتا۔ وہذا آخر ما اردت ایرادہ فی ہذا الجزء ومضی اللیل وبدا السحر۔ وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ ہذا النبی خیر الخلائق والبشر۔ وعلےٰ آلہ واصحابہ مصابیح الغرر۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ یہ[2] واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلیے برخلاف دوسرے فصول کے (کہ اُنکے فوائد متعلقہ کو حواشی مین لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ مین مذکور ہے) اِسکے بعض فوائد

---

[1] اور تین قصے روایات معراج مین اور آئے ہین ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخونوں سے اپنا مُنھ نوچتے ہین پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کے لیے مشورہ دیجیے اسوقت مجکو یہ حدیثین نہین ملین جس کو ملجاوین حاشیہ مین ملحق کردین ۱۲ منہ

[2] اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اس لیے اس کے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء جس کا حاصل احکام عملیہ ہین اور دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جس کا حاصل تحقیقات علمیہ ہین اِسکے بعد سرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

کو بھی اِسکے بعد متن ہی مین لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الاسرار تجویز ہوا تھا۔ قسم اول عملیات ہین قسم ثانی علمیات ہین۔

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالضم

نمبر ۱۔ احادیث اسرا مین مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مُبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ و انوثۃ سے منزّہ ہین مگر اطلاقات شرعیہ مین انکا ذکر بصیغ ذکور آیا ہی اسلیے یہ استنباط چسپان ہو گیا نمبر ۲۔ اور اُسمین یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر بُراق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اِس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔ نمبر ۳۔ اور اُس مین یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب مین اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہین کہا کہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب مین ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف مین کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہین ہوتا ایک حدیث مین اسپر انکار بھی آیا ہے۔ نمبر ۴۔ اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر مین گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیے۔ نمبر ۵۔ اُس مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور

قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لیے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کرین۔ نمبر ۶۔ اور اُنہین یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائین طرف دیکھکر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو۔ نمبر ۷۔ اور اُنہین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہکر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت مین میری امت کے لوگون سے زیادہ جاوین گے چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور پر تھا اِس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر مین غبطہ محمود ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہین کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے ہین اور اِنکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال مین آئے لکھے جاتے ہین۔ نمبر ۸۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اِس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خدم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُسکو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براے کبر نہ ہو۔ نمبر ۹۔ اُنہین یہ بھی ہے کہ آپ نے راہ مین بعض مقامات متبرکہ مین نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ مین نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اُس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔ نمبر ۱۰۔ اور اُنہین یہ بھی ہے کہ راہ مین آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا

جیسا کہ واقعۂ ششم مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب و عابر کسی جالس وراجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اُسکے لیے افضل ہے کہ راکب و عابر کو سلام کرے۔ نمبر ۱۱۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپنے بعض اعمال پر لوگونکو جزا ملتے ہوے اور بعض کو سزا ملتے ہوے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے نمبر ۱۲۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ آپنے بیت المقدس مین داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ نمبر ۱۳۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ بیت المقدس مین آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے۔ نمبر ۱۴۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس مین اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی نعمتون کو بطور شکر و تحدیث بالنعمۃ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔ نمبر ۱۵۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اِس سے ثابت ہوا کہ توسع مآکل و مشارب مین خصوص ضیف کے لیے جائز ہے۔ نمبر ۱۶۔ اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین مین امتحان لینا جائز ہے۔ نمبر ۱۷۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو دونون طرف گھیرے ہوے تھے جیسا واقعۂ دہم مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کے لیے خادم دونون طرف گھیرے ہون تو مذموم نہین۔ نمبر ۱۸۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانون پر پہونچے تو فرشتون نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُسکے آنے پر مطلوب ہے۔ نمبر ۱۹۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانون مین خود انبیاء

علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو نمبر ۲۰ - اور انمین یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کرکے اپنے لیے دعا فرمائی اس سے مقام قرب مین پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نمبر ۲۱ - اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ مین بڑا ہی ہو۔ نمبر ۲۲ - اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے نمبر ۲۳ - اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت اُم ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصّہ کو لوگون سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۳ مین مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنیٰ ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔ نمبر ۲۴ پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل مین تفصیل ہے یعنی جو امر دین مین ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری مین فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفّار وثوق کرین گے جیسا کہ واقعہ ۲۵ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو مین ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے یہ کل پچیس ہوئے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی پچیس ہین پندرہ تنبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور

پانچ دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آتا ہے اور قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسراء لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کردیا ہے وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اُس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اسواسطے) لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جنمیں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُنکی باتیں سُننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سُنتے احوال کو دیکھتے تھے اسلیئے اُن کو اسطرح مکرم و مقرب بنایا) ف اِس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیئے

مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہے اسلیے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ مین لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا بُراق پر تھا جیسا صحاح مین ہے جسکی برق رفتاری بھی عجیب تھی۔ تنبیہ دُوم اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجانے کو اسراء کہتے ہین اور آگے آسمانون پر جانے کو معراج کہتے ہین اور گاہے دونون لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہین۔ تنبیہ سوم یہان بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہین ایک تو اظہار آپکے قرب وقبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر الوہیت کا شبہہ نکر سکے تنبیہ چہارم ہر چند کہ اسرار رات ہی کے چلنے کو کہتے ہین لیکن لیلاً کی تصریح اسلیے ہے تاکہ باعتبار عرف ومحاورات کے تبعیض پر دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات مین اتنا دراز کام کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبد القاہر سے اور اسکی توجیہ سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے اللیل والنہار اذا عرفا کانا معیاراً للتعمیم وظرفا ممدودا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہان دونون معنی صحیح ہو سکتے ہین کیونکہ بعض حدیثون مین آیا ہے کہ آپ اُسوقت حطیم مین تشریف رکھتے تھے اور بعض مین آیا ہے کہ اُم ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو دونون پر محمول کر سکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہے کیونکہ اُم ہانی کے گھر سے حطیم مین آجانا اور وہان سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہین۔ تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی مین ہین بہت دور

چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اِسلیے اقصیٰ کہا گیا تنبیہ ہفتم ہر چند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپکے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمین اور اسی طرح رکوب مین اور زیادہ اکرام واظہار شان ہے اِسلیے آپ کو اسطرح لے گئے تنبیہ ہشتم رات کی تخصیص مین یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس مین بلانا دلیل ہے زیادت اختصاص کی تنبیہ نہم یہان مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت مین مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان مین اُسکی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقصینا الی بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اِسلیے ظاہراً اسپر شبہہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا جب اُسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کے تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اِس کے کیا معنی تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اِس کے اُس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد بیت المقدس کے بنائی تھین اُس سے بھی سوال ممکن ہے تنبیہ دہم الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اِس سے خود اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجۂ اولےٰ مفہوم ہوگیا کیونکہ جب اُسکے آس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس مین تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ آس پاس دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت

ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیا ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہے اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہان ہی رہکر عبادت کرین کہ جسم کا تلبس بھی ہوجاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاؑ کا مسجد اور محل عبادت بھی رہا ہے پس اس طرح خود اُس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگئی پس بعض کتب مین جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم **تنبیہ یازدہم** ١١ لنریہ من ایاتنا مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً عظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانون پر انبیاؑ بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہے آیات ارضیہ سے اعظم اور اکمل ہین اِس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے گئے اسی لیے روح المعانی مین یون تفسیر کی ہے لنریہ من ایاتنا ای لنرفعہ الی السماء حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہے اور انکار اُسکا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا رحمت ہے ضعفا کے ساتھ **تنبیہ دوازدہم** ١٢ مِن کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے ہے کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح مین ہے کہ اسمع صریف الاقلام کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہراً اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہین دیکھے وعلی ہذا۔ **تنبیہ سیزدہم** ١٣ اسرا مین ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا اور انہ ھو السمیع پر کہ اُسمین بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان مین ضمیر متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اسمین یہ نکات ہین اوّل تجدید کلام

وتنشیط سامع دوم برکات اور آیات اور ارادت کا عظیم ہونا سوم اسریٰ کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہے تنبیہ چہاردہم انہ ھو السمیع البصیر کو بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمھاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سُنتے ہین خوب سزا دینگے تنبیہ پانزدہم لنریہ من آیاتنا کے بعد اس کا بڑھانا مشیر اس طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم مین ہمارے برابر نہین ہوگئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم بالذات سمیع بصیر ہین دوسرے اُنھون نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہین۔ **تحقیقات تحقیق اول** یہان مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے اندر جانا احادیث مین مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السّلام سے ملے اور آپ نماز مین اُنکے امام بنے **تحقیق دوم** آگے آسمانون کی طرف جانا اس آیت مین مصرح نہین ہے گو اُسکی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورۂ والنجم مین ہے ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ یعنی آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اسکے قبل وھو بالافق الاعلیٰ مین مذکور ہوا ہے سو اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق رأی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونون سدرہ کے پاس ہون گے پھر حدیثون مین تو اسکی اسقدر تصریح ہے کہ مجال انکار ہی نہین **تحقیق سوم** جمہور اہل سنت وجماعت کا

مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اول** حق تعالیٰ نے جس اہتمام سے قصۂ اسراء کو بیان فرمایا ہے اُس سے اسکا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہے۔ **دوسری** بِعَبْدِہٖ سے ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاء فی عبد فلان کے یہی ہین کہ وہ بیداری مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصح علی خلاف ذلک **تیسری** اگر یہ خواب کی حالت مین یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کفّار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیساکہ حدیثون مین آیا ہے بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُسوقت بہت سہولت سے جواب دیتے کہ مین بیداری مین اسکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر مین نہ پڑتے جیسا حدیثون مین ہے کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے منکشف کردیا اور آپ نے تبلا دیا رواہ مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہے سو اول تو وہان احتمال ہے کہ واقعۂ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے ہین جنکا ذکر اجمالاً اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنَامِكَ اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا مین آیا ہے اور اگر واقعۂ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہے کیونکہ رأی کے دونون مصدر ہین مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب سے رویت کو رؤیا کہتے ہین گو بیداری مین ہو یا تشبیہاً رؤیا کہدیا ہو اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے

اور یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے آخر میں ثم استیقظتُ ہے شبہ پڑ گیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ حدیث نہیں اور دوسرے حفّاظ کے خلاف کیا اِسلیے وہ زیادت غیر مقبول ہے کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علما نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلے خواب میں عروج ہوا ہے جسکی حکمت یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اِس معراجِ اعظم کی استعداد اور برداشت ہوسکے اور بعض کو حضرت معاویہؓ و حضرت عائشہؓ کے اقوال سے شبہ ہوگیا ہے سو حضرت عائشہؓ تو اُسوقت تک پ کے نکاح میں بھی نہ آئی تھیں اور حضرت معاویہؓ اُسوقت تک اسلام بھی نہ لائے ے خدا جانے کسی سے سُنکر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **تحقیق چہارم** بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے اور مأوّل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور مأوّل مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورۂ نجم میں قریباً تصریح ہے لیکن عندہ میں احتمال ہے کہ وہ رأٰہ کے مفعول کا حال ہو اِس لیے آپ کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچنے میں نص نہیں ہے **تحقیق پنجم** اسمیں اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اُس شب میں آپ نے دیکھا یا نہیں اس میں سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو ہیں کیونکہ روایتِ مثبتہ رویت میں احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت میں جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس

مسئلہ میں توقف بہتر ہے **دفع اشکالات**۔ **دفع اشکال اوّل** بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے نُرِیْ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آپ کے لیے مِنْ تبعیضیہ کیوں فرمایا جواب یہ ہے کہ ملکوت السمٰوات والارض کل آیات تو نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اس بعض سے اعظم ہو **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہہ کرتے ہیں کہ خرق و التیام افلاک پر محال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے محل میں مذکور ہے **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہیں کہ اسقدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہیں اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہیں ہے **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہیں رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہے **دفع اشکال پنجم** بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں جواب یہ ہے کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

من القصیدۃ

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ عہ
وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَۃً
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ عہ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

ترجمہ سلہ آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس دن کے سفر کا ہے) ایسے (ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت ارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے ۱۲ عہ اور آپ نے بحالت ترقی رات گذاری اور یہاں تک ترقی فرمائی اور ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جس مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی حص

عہ الملقبۃ بالبردۃ ۱۲ عہ لم تقصد تفسیر القرآن او قصدہ علی البعض لا قوال ۱۲ منہ

سہ وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

کہ وَأَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِي مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

شہ حَتَّى إِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِمُسْتَنِمِ

طہ خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

عہ كَيْمَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ أَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ أَيِّ مُكْتَتَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ع نہیں پہونچایا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب عالیتہ رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا ۱۲ سہ اور آپ کو مسجد بیت المقدس مین تمام انبیا و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادمون کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

کہ اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ سات آسمانون کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہیں ایسے لشکر ملائکہ مین (جو بلحاظ آپ کی عظمت و شان کے تالیف قلب مبارک آپکے ہمراہ تھا اور) جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲ شہ (آپ رتبۂ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانون کو برابر طے کرتے رہے) یہان تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ طہ جسوقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ پہونچ گئین تو اپنے ہر مقام انبیا گویا ہر صاحب مقام کو) نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی اسے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ اُوپر کو واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے ۱۲ عہ (یہ ندا یا محمد کی اسلیے تھی) تاکہ آپکو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھون سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اُسکو دیکھ نہین سکتی) اور تاکہ آپ کامیاب ہون اُس بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

ولنختم الكلام على وقعة الاسراء
بالصلوة على سيد اهل الاصطفاء
وآله واصحابه اهل الاجتباء
ما دامت الارض والسماء

تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین یہ نبوت کے پانچوین سال مین ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانون کو بہت تکلیف دیتے تھے اُسوقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانون کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھون نے کئی شخصون کو تحف و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانون کو اپنے پاس جگہ نہ دے –

جب انھون نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار مین مسلمانون کو بمواجہہ ان لوگون کے بُلاکر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالی نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ سب بھلے کامون کا حکم کرتے ہین اور بُرے کامون سے منع کرتے ہین۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر اُترا ہے اُس مین سے کچھ پڑھو اُنھون نے سورۂ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانون کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کردیا۔ کذا فی تواریخ حبیب اله۔

حدیثون مین تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہوگئے تھے اور زاد المعاد مین ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اُن لوگون کو پہونچی تو ۳۳ آدمی حبشہ[عہ] سے لوٹ آئے سات تو مکہ مین روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوۂ خیبر مین مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبون کو دو ہجرتون کی وجہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہین۔

من القصیدة

[١] وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ
بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ
[٢] اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ
كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِيْ اَجَمِ
[٣] كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ

١ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپکے دوست کو کہ اسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو اُنکا کوئی ایسا دشمن دیکھے گا کہ اسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۱۲ ٢ آپنے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ مین اتارا (اُنکو کوئی مغلوب ومقہور نہین کرسکتا) جیسا کہ شیر اپنے بچون کو لیکر اپنے بیشہ مین فروکش ہوتا ہے اگر کسی کا مقدور نہین کہ اُنکو وہان ستا سکے ٣ اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈال دیا

عہ یعنی مکہ کو تا کہ وہان سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ

فِيهِ وَلَوْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ ۱

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جھگڑا کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوئین دلائل آپ کی اثبات رسالت کی مُنکر شدید الخصومۃ پر ۱۲ عطر الوردہ چنانچہ اس موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ

چودھوین[عہ] **فصل** زمانۂ اقامت مکہ بعد النبوۃ کے بعض متفرق مہم واقعات مین مختصرًا۔ **واقعہ پہلا** جب آپ پر وحی اوّل نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ رضہا سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ[عہ] کے پاس لے گئین اُنھون نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہ رض دولت ایمان سے مشرف ہوئین۔ اور عورتون مین سب سے اوّل حضرت خدیجہ رض اور جوانان احرار مین سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رض اور لڑکون مین حضرت علی رض اور غلامون مین حضرت بلال رض اور آزاد شدہ غلامون مین حضرت زید بن حارثہ رض اور بعد ازین حضرت عثمان رض اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رض ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ **دوسرا واقعہ** جب آپ پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا اور سب کو جمع کرکے شرک پر رہنے کی حالت مین عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان مین سخت الفاظ کہے سورۂ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمین اُسکی اور اُسکی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیان حضرت رقیہ رض اور ام کلثوم رض ان دونون کے نکاح مین تھین اُسوقت

[عہ] اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب آلہ سے لیے ہین گو الفاظ و ترتیب مین تبدیل ہو ۱۲ منہ

[عہ] یہ وہ ہین جن کا ذکر دسوین فصل کی دوسری روایت مین آیا ہے ۱۲ منہ

اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابولہب نے بیٹون کو کہا کہ اگر تم انکی بیٹیون کو طلاق نہ دوگے تو تم سے علاقہ نہ رکھون گا اُن دونون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور عُتیبہ نے تو ایسی بیحیائی کی کہ آپؐ کے سامنے جاکر یہ کلمات کہدیے اس گستاخی پر آپ نے بددعا کی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک یا اللہ اپنے کتون مین سے ایک کُتا اسپر مسلط کردے۔ ایک بار تجارت کے لیے شام جاتا تھا رستہ مین ایک منزل پر جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابولہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بناکر عُتیبہ کو اُسپر بٹھلایا اور سب کو اُسکے گرداگرد سُلایا رات کو شیر آیا اور عُتیبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہین لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانۂ نبوت کے ہین۔ **تیسرا واقعہ** جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی پناہ مین مکہ لے آیا اور سب کفار قریش سے کہدیا کفار نے کہا بایں شرط ہمکو منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور بآواز بلند نہ پڑھا کرین حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہوسکا اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتین جمع ہوکر سُننے لگین کفار نے اس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی اُنھون نے فرمایا مجکو سوائے خدا کے کسی کی پناہ مین رہنا منظور نہین وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ بامان الٰہی محفوظ رہے۔ **چوتھا واقعہ** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپکے اکثر چھپے رہتے

؎ جس کا ذکر [illegible] فصل مین ہے ۱۲ منہ

اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقم کے گھر مین تھے اُس زمانہ مین عمر بن الخطابؓ اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپنے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطابؓ یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام[ف] ہوئے یہ سنہ ۶ نبوت مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ **پانچوان واقعہ** آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد مین آیا آپ اُس مطعم کا شکریہ[عه] فرمایا کرتے تھے کذا فی الشمامۃ عن اسد الغابۃ۔

من القصیدۃ

ل؎ لا تعجبن لحسود راح ینکرھا	ل؎ اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوت) کا براہ تجاہل
تجاھلا وھو عین الحاذق الفھم (ای النبوۃ ۱۲)	انکار کرے حالانکہ وہ امور مین پورا ہوشیار اور فہیم ہے
عه قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد	تو اسکا تو ہرگز تعجب مت کر ۱۲ عه اسلیے کہ
وینکر الفم طعم الماء من سقم	کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی
یا رب صل وسلم دائما ابدا	ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیرین
علی حبیبک خیر الخلق کلھم	کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ

پندرھوین فصل ہجرت مدینہ طیّبہ مین۔ جب تیرھوین سال نبوت بعثت

[ف] قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب الٰہ مین مبسوط مذکور ہے ۱۲ منہ

[عه] بخاری مین حدیث ہے کہ جب آپکی خدمت مین بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے باب مین سفارش کی گفتگو کرتا تو اُسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اِس ارشاد کی وجہ بھی

عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دار الندوہ مین کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی راے آپ کے باب مین یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش مین سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کر دین بنی ہاشم (کہ حامی آپ کے ہین) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہین رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاوین گے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کر دین گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاوین آپ شب کو گھر مین تھے کہ کفار نے دروازۂ مبارک گھیر لیا آپ امانتین حضرت علیؓ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیجا کر اُنکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور مین جا چھپے یہان کفار نے گھر مین جا کر آپکو نہ دیکھا تو تلاش مین مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپکے غار مین داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے مُنھ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آ کے غار مین انڈے دے کر سینے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس مین کوئی آدمی جاتا یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اِس غار مین نہ ٹھہرتا یہ کہکر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کے لیے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صدہا

زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعۂ محکم سے نہ نکلتا۔ قصیدۂ بردہ کے ان اشعار میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ف۱ وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
عطف علی المقسم به
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي
ف۲ فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِمَا
من رام یریم
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمٍ
ای احد ۱۲
ف۳ ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ
ف۴ وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ
الحصون ۱۲

[illegible]

ف۱ اور میں قسم کھاتا ہوں اُس خیر و کرم کی جس کو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت ابو بکر صدیق رضؓ) ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی ۱۲ ف۲ پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق رضؓ غار سے ہٹے نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں ۱۲ ف۳ اُنھوں نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے (اور اُنھوں نے انڈے نہیں دیے) اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا ۱۲ ف۴ خداوند تعالیٰ کی حمایت و حفاظت نے آپکو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا عطر الوردہ ۱۲

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو پلا جاتے اور عبداللہ بیٹے ابو بکر صدیقؓ کے کہ جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جاکر خبریں دریافت کرکے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبداللہ بن اُرَیقط دُئلی کو کہ مشرک عہ تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیاں اُسی کو سپرد کر دی تھیں بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیاں در غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عامر بن فہیرہ سوار ہوکر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے

عہ اور حفظ راز کا اسپر اطمینان تھا ۱۲ منہ

کہ بیان میں انکے طول ہے تو اریخ حبیب الٰہ وغیرہ میں دیکھ لیا جاوے[۵]۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایک بار گی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر اُن پھرنے والوں سے کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ تمھارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپکے ساتھ ہوکے مدینۂ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ
اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرنیوالا دعا کرے اے نبی جو ہم میں مبعوث ہوئے ہیں آپ ایسا حکم لیکر آئے ہیں کہ اسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ

عہ اسکے معنی ہیں گھاٹیاں رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے اور شعر مذکور بوقت معاودت آپکے غزوۂ تبوک سے پڑھا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں جانب ایسا موقع ہو اور یہی نام ہو اور دونوں وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہوں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ میں اور بقول بعض صفر عہ کے

---

[۵] عجیب تر ان میں دو قصے ہیں ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفائے عرب میں خیمہ اُسکا راہ مدینہ میں واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور اُن کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسویں فصل کے عہ۱۲ میں آوے گا۔ عہ ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر میں چلے ہوں اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہو گیا ہو ۱۲ منہ

ترپن سال کی عمر مین چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھوین ربیع الاول کو مدینہ مین پہونچے اور پہونچکر محلۂ قبا مین کہ کنارۂ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف مین چودہ دن ٹھیرے اور تیسرے دن حضرت علیؓ بھی امانتین ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ مین ٹھیرین جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو برزبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھ جاویگی وہان ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آبیٹھی جہان اب منبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا گھر تھا وہان اسباب آپ کا اُتارا گیا اور آپ اُنکے گھر ٹھیرے پھر آپ نے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ وزاد المعاد وغیرہما من الروض

۵۲ وَلْيُهْنِهِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَنْقَبَةٌ
شَرِيفَةٌ مَا حَوَاهَا قَبْلَهُ بَشَرُ

۵۳ وَحَاجَرَا مِنْهُ لَمَّا حَاوَلَا سَفَرًا
لِطَيْبَةٍ وَتَنَاهَى عِنْدَهَا السَّفَرُ

۵۴ فَسَلْ سُرَاقَةَ مِنْهُ إِنْ تُرِدْ خَبَرًا
وَأُمَّ مَعْبَدَ يَجْلُو مِنْهُمَا الْخَبَرُ

۵۵ طَابَتْ بِهِ طَيْبَةٌ لَمَّا أَقَامَ بِهَا
وَفَاحَ حِينَ أَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطِرُ

اور ۵۲ آپ کو غار مین دونون صاحبون کے ہونیکے وقت کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہوئی کہ آپکے قبل کسی بشر نے اُس کو حاصل نہین کیا ۱۲ منہ ۵۲ اور دونون صاحبون نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینے کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہ ۵۳ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور اُم معبد سے آپکا حال پوچھو اُن دونون سے خبر ظاہر ہو گی ۱۲ منہ ۵۴ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہان مقیم ہوئے اور آپ جس وقت اُسمین پہونچے تو اسکی خوشبو سے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ ۵۵

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

سولھوین فصل قدوم مدینۂ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات مین - پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ مین عبداللہ بن سلام[1] کہ ایک بڑے عالم یہود مین تھے آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے تین سوال کیے اور جواب صحیح پا کر ایمان لے آئے - کذا فی تواریخ حبیب آلہ - دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی کہ اصل مین مجوسیان فارس سے تھے اور انکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھون نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماے یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ مین ہجرت کر کے آوین گے سُنکر مدینہ مین آرہے تھے کئی جگہ بکے تھے ان دنون ایک یہودی کے غلام تھے حضور مین حاضر ہوے اور علامات نبوت دیکھکر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر (کہ یہان کی تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کر دیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگاوین اور جب وہ بارآور ہون تب آزاد ہون آپ نے دست مبارک سے چھوارے کے درخت لگا دیے وہ سب اُسی سال مین بارآور ہوے اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت مین آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہوجاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہیے یہ کیا کفایت کریگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور دعاے برکت کی سلمانؓ کہتے ہین کہ مین نے جو تولا

---

[1] جہلا عوام الناس مین ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جسمین عبداللہ بن سلامؓ کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے اس روایت سے اسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲

[2] ایک اوقیہ وزن مین سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کرکے آزاد ہوگئے اور حضور اقدس کی خدمت مین رہے کذا فی تواریخ حبیب اله تتمہ واقعہ مدینہ طیبہ مین بیر رومہ کا (کہ ایک کنوان ہے) پانی شیرین تھا اور دوسرے کنوؤن کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانون کے ڈول اسمین جاری کردے اسکے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضہ نے اس کنوین کو خالص اپنے مال سے خریدلیا اور وقف کردیا کذا فی تواریخ حبیب اله

من القصیدۃ

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّأْدِيبِ فِي الْيُتُمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے مخاطب تجھکو در باب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ مین کہ بے علم لوگ تھے اور باوجود آپ امی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت با ادب تھے کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تغییر جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سے استدلال کیا ۱۲ منہ

سترھوین فصل[1] آپکے غزوات مین اور اسکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بترتیب سنین

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ مین وفات تک دس سال دو ماہ ہین جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سرایا بھیجنے لگے جس جہاد مین آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اسکو اہل سیر غزوہ کہتے ہین اور جو لشکر آپنے بھیجدیا اور خود تشریف فرما نہین ہوئے اسکو سریہ کہتے ہین تفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اسلیے بعض بعض کا

---

[1] اس فصل کے مضامین ان کتب سے لیے گئے صحیحین شمامہ تواریخ حبیب اله زاد المعاد سیرۃ ابن ہشام ۱۲ محمد ذہن عطیہ ۱۲

بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت زمانی کی مناسبت سے بعض دوسرے واقعات لکھے جاتے ہیں سنہ اوّل[1] ہجرت جہاد فرض ہوا حضرت حمزہؓ کو تیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کریں یہ ماجرا رمضان میں ہوا اور حضرت عبیدہؓ ابن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال میں روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع[2] ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ میں روانہ کیا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کریں یہ سب سریّے تھے پھر صفر میں غزوۂ ابواء ف۱ واقع ہوا اسمیں خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گانوں تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اسکو غزوۂ ودّان بھی کہتے ہیں اور اسی سال آغاز اذان ف۲ کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہؓ ف۳ رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین و انصار کے درمیان عقد اخوت ف۴ مقرر ہوا سنہ ۲ ہجرت ربیع الاول میں غزوۂ بواط ف۵ واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیۂ رضوی میں قافلۂ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہیں ملا پھر غزوۂ عُشیرہ ف۶ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیۂ ینبع میں جمادی الاولیٰ والاخریٰ میں اور اسمیں قافلۂ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہ وہی قافلہ تھا جسکی واپسی کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہیں ملا اور غزوۂ بدر کا سبب ہو گیا اسی لیے اس غزوۂ عُشیرہ کو غزوۂ بدر اُولیٰ بھی کہتے ہیں پھر رجب میں عبداللہ ف۷ بن جحش اسدیؓ کو

ف ۱ غزوۂ ابواء و ودان
ف ۲ ابتداء اذان
ف ۳ رخصت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ف ۴ مواخاۃ مہاجرین و انصار
ف ۵ غزوۂ بواط
ف ۶ غزوۂ عشیرہ
ف ۷ سریۂ عبداللہ بن جحش بطن نخلہ

---

[1] ان تمام واقعات میں جو اس فصل میں مذکور ہیں سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے شروع میں واقع ہوئی ہے زاد المعاد میں بعض علماء کی یہ اصطلاح بھی لکھی ہے۔ اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر میں اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہیں نقل کے وقت احقر کے خیال میں جس کو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اسکو اختیار کر لیا اور ان ہی کتابوں میں اور دوسری کتب میں اور بھی سرایا و بعوث ذکر کیے ہیں میں نے اختصار کے لیے ترک کر دیا ۱۲ منہ

[2] کذا فی القاموس ۱۲

بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ مین یہ آیتین نازل ہوئین یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ اور سب سے عظیم الشان غزوۂ ف۱ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبریٰ ہے رمضان مین آپ نے خبر سُنی کہ قافلۂ قریش شام سے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہؓ کو لیکر کہ تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے اُسکے تعرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ پہونچی کفار قریش ایک ہزار ۱۰۰۰ مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکلکر مکہ جا پہونچا مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر مین جا کر ڈیرہ ڈالینگے اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب مین ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو ۳۰۰ آدمی اور وہ بھی بے سروسامان ہم سے مقابل ہونگے مفت مین نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال مین یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے شوال مین فراغ ہو گیا پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہین ہوئی پھر بدر کے دو مہینے بعد غزوۂ ف۲ سویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر مین شکست کھا کر مکہ پہونچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لے کر بارادۂ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے کہ مسلمانون کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانون کو لے کر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیے اسکا لقب غزوۂ سویق ہوا یہ واقعہ ذی حجہ مین ہوا پھر بقیہ ذی حجہ مدینہ مین قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور ختم صفر ۳ھ تک وہان قیام کیا مگر لڑائی نہین ہوئی اور اسی سال نصف شعبان مین ف۳ تحویل قبلہ ہوئی

ف ۱ غزوۂ بدر ۲ھ

ف ۲ غزوۂ سویق

ف ۳ تحویل قبلہ

اور زکوٰۃ[ف۱] فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان مین روزہ[ف۲] فرض ہوا اور آخر رمضان مین صدقۂ[ف۳] فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئین اور جمعہ اس سے پہلے سال مین فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات[ف۴] ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثومؓ دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا حضرت عثمانؓ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہین اور بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہؓ[ف۶] کا نکاح ہوا ۳ھ ہجرت بعد ربیع الاول کے پھر قریش کے تعاقب مین تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ وہان رہے مگر لڑائی نہین ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے پھر بنی قینقاع[ف۷] کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبداللہ بن اُبی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبداللہ بن سلام کی برادری ہے اور اسی نقض عہد کے سبب کعب[ف۸] بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا مین غزوۂ[ف۹] اُحد واقع ہوا جسکا قصہ چوتھے پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے۔ پھر غزوۂ[ف۱۰] حمراء الاسد کہ ایک منزل ہے واقع ہوا اُسکا قصہ یہ ہوا کہ جب اُحد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سُنکر خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے جب کفار نے یہ سُنا ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اُسکے نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہین ہوا جب محرم کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقاتلہ کرنے کی خبر سنکر حضرت

ف۱ فرضیت زکوٰۃ
ف۲ فرضیت صوم
ف۳ فرضیت صدقۂ فطر و عیدین و قربانی
ف۴ وفات حضرت رقیہ
ف۵ نکاح حضرت ام کلثوم
ف۶ نکاح حضرت فاطمہ
ف۷ غزوۂ بنی قینقاع
ف۸ قتل کعب بن الاشرف
ف۹ غزوۂ احد
ف۱۰ غزوۂ حمراء الاسد

ابوسلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی مین مقابلہ کے لیے بھیجا لڑائی نہین ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آ پہونچے پھر پانچوین محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سُنکر حضرت [ف۱] عبداللہ بن انیس کو مقابلہ کے لیے بھیجا وہ اُسکو قتل کرکے اُسکا سر لائے اور واپسی اُنکی بعد اٹھارہ روز کے تیئیس محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ مین سریۂ [ف۲] رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے بہکانے پر کچھ لوگ قبیلۂ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت مین آکر بظاہر مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے کہ ہمکو احکام سکھلاوین آپنے دس آدمی ساتھ کر دیے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے قبیلۂ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لیے بُلا لیا اور بدعہدی کی بعضے اُسوقت شہید ہوئے جیسے عاصمؓ اور بعضے پکڑ لیے گئے جیسے خبیبؓ اور بعد مین شہید کر دیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ مین واقعہ بیر [ف۳] معونہ کا ہوا یہ ایک جگہ ہے بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس مین حاضر ہوا اور کہا مین مسلمان ہو جاتا مگر مجھکو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کرین پھر مجھکو بھی کچھ تامل نہوگا آپنے فرمایا مجھکو اہل نجد کا ڈر ہے اُسنے کہا کچھ ڈر نہین مین اپنی پناہ مین لے لونگا آپ نے ستر آدمی اصحاب مین سے کہ قراء کہلاتے تھے ساتھ کر دیے جب یہ حضرات بیر معونہ مین پہونچے کفار نے کہ انمین رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری سے تھے تقریباً سب کو شہید کر ڈالا ان مین حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے

سریۂ عبداللہ بن انیس

ف

سریۂ رجیع و عضل و قارہ و قصۂ عاصمؓ و خبیبؓ

بیر معونہ و ہذیل و رعل و ذکوان و عصیہ

غزوۂ بنی نضیر

اور بانی اِس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اسکا بڑا رنج ہوا کہ اُسکی امان مین اُسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور اِن ہی دنون مین وہ مرگیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپکے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھکو ملک بانٹ دیجیے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر لاکر آپسے لڑونگا۔ آپنے بددعا کی اللھم اکفنی عامرًا وہ طاعون سے مرگیا آپنے ایک مہینہ تک اُن قراء کے قاتلون پر قنوت مین بددعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہوکر آگئے تو بددعا ترک فرما دی اور اسی واقعۂ بیر معونہ کے ایام مین غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اِسکا یون ہوا کہ واقعۂ بیر معونہ مین عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے اِنکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اسکی مان کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُسمین چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہان سے پھرے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے انھین ملے اُنھون نے اُن دونون کو قتل کیا دلمین سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جسنے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونون مشرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امان مین تھے اِس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپکو منظور ہوا کہ اُنکے مشورہ سے اِس معاملۂ دیت کو طے کرین اور یہ امر سبب غزوۂ بنی نضیر کا ہوا اُسکا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینۂ طیبہ مین ہجرت فرماکر تشریف فرما ہوے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ مین رہتے تھے آپسے عہد کیا کہ ہم آپکے موافق رہین گے کچھ بدخواہی نہ کرینگے اور آپکے دشمن کی مدد نہ کرینگے

جب آپ اِس معاملۂ دیت مین محلۂ بنی نضیر مین تشریف لائے اور اُن سے اِس معاملہ مین گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے اطلاع ہو گئی آپ اُٹھکر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہے تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہو گی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوئے آپ نے اُنپر لشکر کشی کی اور اُنکے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ لیجا سکو لے جاؤ بعضے خیبر مین جا بسے بعضے شام مین بعضے اور جگہ سورۂ حشر مین یہی قصہ ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب[ف۱] حرام ہوئی اور حضرت امام[ف۲] حسنؓ پیدا ہوئے **۴ھ ہجرت** ابو سفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہو گی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابو سفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو ہمکو خجالت نہ ہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانون کو ابو سفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کر دے مسلمانون نے سُنکر کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیون کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہان اصحاب نے تجارت مین خوب نفع حاصل کیا اور خوش و خرم بے جنگ مع ربح پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغری[ف۳] اور بدر موعد بھی کہتے ہین اور یہ واقعہ شعبان مین اور بقول بعض ذیقعدہ مین ہوا اور اسی سال امام[ف۴] حسینؓ پیدا ہوئے **۵ھ ہجرت** اسمین غزوۂ[ف۵] دومۃ الجندل

ف۱ حرمت خمر

ف۲ ولادت حضرت امام حسنؓ

ف۳ بدر صغری

ف۴ ولادت حضرت امام حسینؓ

ف۵ غزوۂ دومۃ الجندل

ربیع الاول مین ہوا یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپنے سُنا تھا کہ وہان کچھ کفار جمع ہوئے ہین مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہین آپ ایک ہزار آدمیون کو لیکر روانہ ہوئے وہ خبر سُنکر متفرق ہوگئے آپ چند روز وہان مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے اسی سال شعبان مین غزوۂ مریسیع ف۱ ہوا اُسکو غزوۂ بنی مصطلق بھی کہتے ہین آپکو یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہین آپ خود صحابہ کو لیکر روانہ ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہین ہوئے اُنکے اموال و ذریت مسلمانون کے ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ ف۲ اسی غزوہ مین ثابت بن قیس کے حصہ مین لگین اُنھون نے مکاتب بنا دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کرکے اُنسے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ مین قصۂ افک ف۳ یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی سال شوال مین غزوۂ خندق ف۴ جسکا نام غزوۂ احزاب بھی ہے واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلاوطن کیے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر مین بڑا مفسد تھا یہ خیبر مین جا رہا تھا چند مفسدون کو لیکر مکہ پہونچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور بہت سے اور آدمیون سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہوگئے اور مدینہ کو چلے آپنے یہ سُنکر بمشورہ حضرت سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[1] کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھین اور بعد مرتب ہونے خندق کے وہان اپنا لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھکر بہت متحیر ہوا اسلیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن

ف۱ غزوۂ مریسیع و بنی المصطلق

ف۲ نکاح حضرت جویریہ

ف۳ قصۂ افک

ف۴ غزوۂ خندق و احزاب

---

[1] پہاڑ ہے مدینہ مین کذا فی القاموس ۱۲

ہوکر تیر و سنگ سے لڑتے رہے ادھر بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن اخطب نے
بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب مین تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ
کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلۂ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے
تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفّار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ مین ایک تدبیر
خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ مین کر سکتا ہون کیونکہ میرے اسلام کی اُنکو
خبر نہین وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی
وہ بنی قریظہ مین گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کیے ہوئے
پھر گئے تو محمدؐ تم پر فوج کشی کرین گے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین یہود نے
کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگون کو کہلا بھیجو کہ چند سردار
یا اولاد سردارون کی تم کو بطور رہن یعنی اَول کے دیدین کہ تمھارے پاس رہین
اگر محمدؐ تمھارا قصد کرینگے تو اُن سردارون کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمھاری
مدد کو ضرور آوین گے اگر وہ لوگ اِس کو منظور کر لین تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمھارا
خیال ہے اور اگر نہ مانین تو وہ دل سے تمھارے دوست نہین اُنھون نے کہا
کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہین پھر نعیم وہان سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیرخواہ
ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے درپردہ مل گئے ہین اور محمدؐ نے
اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش مین سے کچھ اعیان ہمارے
ہاتھ گرفتار کرا دو سو اُنھون نے اُسکا وعدہ کر لیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب
کرین ہرگز نہ دیجیو اور وہان سے اُٹھکر غطفان کے لوگون سے بھی اسطرح کہدیا

قریظہ کی طرف سے یہاں وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم اچھا خاصا بگاڑ ہو گیا جب احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُنکے دل افسردہ ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ایک پُروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہین اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب مین اسی غزوہ کا ذکر ہے

غزوۂ بنی قریظہ

اور غزوۂ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اسطرح ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ مین تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کیجیے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اُنھون نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اسطرح اُترتے ہین کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لیے حکم دین ہمکو منظور ہے وہ صحابی قبیلہ (اَوس) مین تھے جو بنی قریظہ کے حلیف تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونیکے سبب رعایت کرینگے اُنھون نے بعد اُترنیکے حکم دیا کہ مرد اُنکے قتل کیے جاوین اور عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے جاوین اور مال جائداد اُن کا سب ضبط ہو چنانچہ اسی طرح کیا گیا

قتل ابو رافع یہودی

اور اسی زمانہ مین ابورافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی مین رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے مین یہ بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ بن عتیک کو چند انصاریون پر سردار کرکے اُسکے قتل کو بھیجا اُنھون نے پہونچکر رات کو اسکو قتل کیا حدیثون مین اسکا قصہ مفصل مذکور ہے

غزوۂ عسفان

اور خندق اور قریظہ کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہین پہلے غزوۂ عسفان ہوا جسمین حسب

ف۱ نزول صلوٰۃ الخوف

ف۲ سریۂ خبط و سیف

روایت ترمذی صلوٰۃ ف۱ الخوف نازل ہوئی اور اسکے بعد ف۲ سریۂ خبط ہوا خبط پتّون مین جھڑے
ہوئے پتّون کو صحابہؓ نے شدّت جوع سے پتّے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اِس لیے
یہ نام ہوا اسمین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ
جہینہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہؓ کو تین سَو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا
اور عنبر ف۳ ماہی اِسی سفر مین دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی
تھی اور اِس غزوہ کا نام غزوۂ سیف[1] البحر بھی ہے اور بعض روایات مین ہے
کہ قافلۂ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اِس سال مین اور بقولِ
بعض اس سے پہلے سال مین آیت حجاب ف۴ نازل ہوئی

ف۳ قصۂ عنبر ماہی

ف۴ نزول آیت حجاب

سنہ ۶ ہجرت

ف۵ غزوۂ بنی لحیان

ف۶ سریۂ نجد و قصۂ ثمامہ بن اثال

ف۷ غزوۂ حدیبیہ

بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان ف۵ کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر
سُنکر پہاڑون مین بھاگ گئے آپ نے وہان دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے
مختلف جوانب مین بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہین آئے آپ چودہ ۱۴ دن کے بعد واپس
مدینہ تشریف لے آئے پھر ف۶ سریۂ نجد واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب
بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے
مسلمان ہوگئے اسی سال ذیقعدہ مین قصۂ ف۷ حدیبیہ کا واقع ہوا۔ آپ نے
خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحابؓ سے
یہ خواب بیان کیا اصحابؓ تو شوق و تمنائے مکہ مین بے قرار تھے خواب سُنکر
تیاری سفر کی کردی اور آپ بھی مدینۂ طیبہ سے روانہ ہوئے یہان تک کہ متصل

---

[1] سیف ساحل ۱۲ قاموس سنہ ۵ اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

مدینے پہونچ گئے اور قریش نے سنکر کہا کہ ہم مکہ مین ہرگز نہ آنے دین گے آپنے وہان سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنوان ہے اُسکے پاس میدان ہے آپ وہان ٹھیرے پھر ایک دراز قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف مین مذکور ہے اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کرین اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیرین اور دش برس مدت صلح کی ٹھیری اِس عرصہ مین فیما بین لڑائی نہ ہو اور آپکے حلیفونسے قریش نہ لڑین اور قریش کے حلیفون سے آپ نہ لڑین حلیف کہتے ہین عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہان بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپکے ساتھ ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اِسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور اسی سنہ مین حدیبیہ سے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہین مثلاً ربیع الاول یا آخر مین عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیون کے ساتھ غمر[1] کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سنکر بھاگ گئے اور اُنکے دوسو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصہ[2] کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہوگیا اور محمد بن مسلمہ کو دش آدمی لیکر بھیجا غنیم چھپکر بیٹھ گئے جب مسلمان سوگئے دفعۃً اُنپر آگرے اور سب کو قتل کردیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہوکر لوٹے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم[3] کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے اور جمادی الاولی مین بھی زید بن حارثہ پندرہ آدمیون کے ساتھ طرف[4] کی طرف روانہ کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ مین بھی زید عیص[5] کی جانب بھیجے گئے

ف سریۂ زید بن حارثہ

---

[1] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [2] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [3] ویقال جموم ناحیۃ ببطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب [4] وہو ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو ککتف کذا فی القاموس ۱۲ [5] موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب ۔

اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر قریش کا مال تجارت
لیے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ مین آکر
حضرت زینبؓ کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرا دو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب مسلمانون سے اجازت لے کر واپس کرا دیا اُنھون نے مکہ مین آکر
سب کی امانتین ادا کین اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد مین راجح اِس قصہ کا
بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اُسکو ابو بصیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنھون
نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سُنکر مال واپس کیا تھا اور اسی مین سریہ عبد الرحمن بن عوف کا ف۲ غزوۂ غابہ و ذی قرد
شعبان مین دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال
شوال مین عرنیین ف۱ کے مقابلہ کے لیے سریہ کرز بن خالد فہری کا ہوا بیس آدمی بھیجے
تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثون مین ہے اِن سب کے بعد
حدیبیہ ہوا[1] پھر بعد حدیبیہ کے غزوۂ غابہ ف۲ واقع ہوا جسکا نام غزوۂ ذی قرد بھی ہے
یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینۂ طیبہ کے قریب ہے بیان آپ کے کچھ اونٹ
چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی ف۱ قصۂ عرنیین
لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اُس روز بہت کام کیا اور اُنکو ذی قرد تک
بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھُڑا لیے صحیح مسلم مین یہ قصہ بسط سے مذکور ہے
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھہرے تھے
کہ غزوۂ خیبر ف۳ واقع ہوا آپ وہان صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر

---

[1] حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہین آتا کیونکہ خواب مین کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپ نے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر مین تھے سب قلعے بتدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونیکے آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور اُنکے اموال ور باغ اور زمین سب ضبط کرلیے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہان کے تردد کے لیے مزدورونکی حاجت ہوگی اگر آپ ہمکو جلاوطن نہ کرین تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات اُن کی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہین تمھین رکھین گے جب چاہین نکالدینگے اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُن کو رکھا پیداوار مین سے نصف حصہ اُنکا مقرر کردیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین جبکہ جزیرۂ عرب کو کفار سے خالی کرانا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک موضع فدک[ف۱] تھا وہان کے لوگون نے آپ سے اسطرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھین آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کے حصہ مین آئی تھین آپ نے اُنسے لے کر آزاد کرکے اُنسے نکاح کرلیا آپ خیبر مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہین تشریف[ف۲] لائے اور اُن ہی کے ساتھ کشتی پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مع اشعریین کے آئے اور خیبر ہی مین ایک یہودیہ[ف۳] نے دست کے گوشت مین زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ مُنھ مین ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کہدیا کہ مجھ مین زہر ملا ہے اور اسی غزوہ مین گدھے[ف۴] کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ مین متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس مین پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے

ف۱ فدک

ف۲ قدوم جعفرؓ و ابو موسیٰؓ

ف۳ زہر دادن یہودیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را

ف۴ تحریم حمر اہلیہ و متعہ

پھر آپ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے وہان کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القریٰ مین چار روز رہے جب یہود تیماء کو یہ خبر پہونچی اُنھون نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک والون کو نکالا تھا اور تیماء اور وادی القریٰ والون کو اس لیے نہین نکالا کہ یہ مواضع شام مین سے ہین پھر خیبر سے واپس تشریف لا کر شوال سنہ ۷ ہجری تک آپ کہین نہین تشریف لے گئے اور اس مدت مین مختلف سرایا روانہ فرمائے۔ (۱) سریہ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ مین (۲) سریہ عمرؓ بجانب ہوازن۔ (۳) سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن دارام یہودی۔ (۴) سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ (۵) ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ۔ (۶) سریہ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح بمقام کدید۔ (۷) سریہ بشیر بن سعد بجانب جماعت عیینہ از یمن و غطفان و حیان (۸) سریہ ابی حدرد اسلمی (۹) ایک سریہ بجانب اضم (۱۰) سریہ عبداللہ بن حذافہ سہمی اور خیبر کے بعد ایک غزوۂ ذات الرقاع ہوا اسمین غطفان سے مقابلہ ہوا اور اسکو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہین اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان مین سنہ ۸ ہجرت اور پر کے بعضے سرایا اسی سنہ مین ہوئے مگر تاریخ متمیز نہونے سے مین نے سب کو تبعاً خیبر کے

ف ۱ ذات الرقاع و نجد و بنی انمار

ف ۲ قحط و استسقاء

---

[1] اور حضرت اسامہؓ سے وہ غلطی کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ مین ہوئی ۱۲ منہ

[2] اور وہ قصہ اسی مین ہوا تھا کہ اُنھون نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اسمین گھس جاؤ بعضے آمادہ ہوگئے اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع مین جائز نہین ۱۲ منہ

ذیل مین ذکر کردیا اسی سنہ مین ذیقعدہ کے مہینہ مین عمرۃ القضا[ف۱] واقع ہوا صلح حدیبیہ مین جو شرط ٹھیری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ مین آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپنے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ مین جو ساتھ تھے وہ ضرور چلین مکہ پہونچکر عمرہ کیا اور وہان حضرت میمونہؓ[ف۲] بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپنے اُسکی خالہ کو جو حضرت جعفرؓ کے نکاح مین تھین سپرد کردیا جیسا حدیثون مین ہے سنہ ۸ ہجرت غزوۂ[ف۳] موتہ یہ جمادی الاولیٰ مین ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیرؓ آپ کا نامۂ مبارک حاکم بصریٰ کے پاس لیے ہوئے جاتا تھا راہ مین حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرحبیل بن عمرو غسانی تھا اُس کو قتل کر ڈالا آپنے اُس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بنؓ حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہوجاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو عبداللہ بنؓ رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانون مین سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانون نے حضرت خالد بن الولیدؓ کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخریٰ مین غزوۂ[ف۴] ذات السلاسل ہوا یہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہان سے مدینۂ منورہ دس دن کی راہ ہے آپنے سُنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپنے

ف۱ عمرۃ القضا

ف۲ نکاح حضرت میمونہؓ

ف۳ غزوۂ موتہ

ف۴ غزوۂ ذات السلاسل

---

[1] کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہین قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جسمین آپ بھی تشریف رکھتے ہون ۱۲ منہ

حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو
خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو
بھیجا اور اُنمین حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
کچھ غنیم ملے مسلمانون نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک
پانی پر ٹھیرا تھا جسکا نام سلسل تھا اِس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور
بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہین وہ زمین ایسی ہی تھی اور
بخاری مین غزوۂ ذات السلاسل سے پہلے [ف۱] غزوۂ ذی الخلصہ کا بھی ذکر کیا ہی جسمین آپنے
جریر بن عبداللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو — ف ۱ غزوۂ ذی الخلصہ
بھیجا تھا جو قبیلۂ خثعم مین کہ اہل یمن مین سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی
سال رمضان مین [ف۲] فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام اور مفتاح شیوع — ف ۲ فتح مکہ
دین ہے سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین اور بنی بکر کہ قریش کے عہد مین ہو گئے تھے آپس مین لڑے اور زیادتی
بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُنکی خفیہ مدد کی آپنے قریش کی
اس عہد شکنی کی خبر پا کر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و
انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر مین تھے موکب
ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال شروع ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش
شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُنکی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز تھوڑی
دیر کے لیے حرم مین قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ
نہایت مبسوط ہے تواریخ حبیب اِلٰہ مین دیکھ لیا جاوے یہان اختصار مدنظر ہے اور

فصل غزوۂ حنین و اوطاس و ہوازن

فصل محاصرۂ طائف و بنی ثقیف

آپ نے خانہ کعبہ کے بتون کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ مین تھے اُنکے توڑنے اور مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزّیٰ کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بُت تھا اور سعد بن زیدؓ اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل مین قدید کے قریب اَوس اور خزرج وغسان وغیرہم کا بُت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آگئے اور آپ نے اقامت مکہ ہی کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو بنی خذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا[1] پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اِس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہین یہ دونون موضع ہین مکہ اور طائف کے درمیان مین اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہین کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ وہان کے اُن کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان مین کچھ پریشانی لشکر اسلام مین ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین مین ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس مین جمع ہو گئے حملۂ لشکر اسلام سے وہان بھی شکست پائی اور اسکے بعد شوال کے مہینہ مین آپ نے طائف کا کہ وہان بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف مین قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر علم الٰہی مین اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہان سے اُٹھ آئے اور بعد غزوۂ تبوک کے کہ جسکا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بُت اُنکے ہان

---

[1] جب یہ وہان پہونچے وہ لوگ مسلمانون کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اِسلیے بجاے اسلمنا کے صبأنا صبأنا کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سُنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ مین حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ مین کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالدؓ کو فہمایش فرما دی ۱۲ منہ

تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم مین عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد وعورتین گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر انکے چند رؤساء اقرع بن حابس وغیرہ مدینہ مین آئے اور بعد مقابلہ نظم ونثر کے مسلمان ہوگئے آپنے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا پھر صفر مین قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ آگئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی **۹ سنہ ہجرت** ربیع الاول مین ایک لشکر ضحاکؓ بن سفیان کی ہمراہی مین بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفّار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر مین علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفّار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؓ کو ایک بُت خانہ منہدم کرنیکے لیے جوکہ قبیلہ طے مین تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بت خانہ منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن قید کی گئی آپنے اُنکی بہن کو اُنکی درخواست پر رہا کردیا اور سواری بھی دی اُسنے عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہوگئے پھر رجب مین غزوۂ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام مین اسکو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہین اسلیے کہ تکلیف کے دنون مین اسکی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپکو خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود اُس پر لشکر لیجاوین قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار

ف۱ ولادت صاحبزادہ حضرت ابراہیم

ف۲ وفات صاحبزادی حضرت زینبؓ

ف۳ غزوہ تبوک

آدمی اِس غزوہ مین آپکے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک مین پہونچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اِدھر رُخ نہ کیا آپنے اطراف و جوانب مین لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالدؓ کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُسکو گرفتار کرکے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کردیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوگئے آپ صحابہؓ سے مشورہ کرکے مدینہ کو لوٹ آئے

قصہ مسجد ضرار

اور اِسی زمانہ مین مسجد ضرار[ف۱] کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اور کتابین پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت مین سرگرم رہتا بعد غزوہ بدر کے مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد مین آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تا کہ بادشاہ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ مین منافقین کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بنا دین وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قُبا کے متصل بنوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُسمین چلکر نماز پڑھ لین مطلب یہ تھا کہ اِس سے اُسکی رونق ہوجاوے گی آپنے فرمایا اسوقت جہاد کو جاتا ہون بعد معاودت دیکھا جاویگا بعد معاودت پھر اُستدعا کی اللہ تعالی نے اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتین نازل فرمائین والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الآیۃ آپنے اُسکو کھدوا ڈالا اور جلا دیا

فرضیت حج

اور اِسی سال حج فرض[ف۲] ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے ایلچیون کے جن کا ذکر بعد مین آتا ہے اور ۹ھ مین یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے (کہ ہر وقت

احتمال اسکا رہتا تھا) خود تشریف نہ لیجا سکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کرکے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگوں کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادیں اور سورۂ برارت واسطے سُنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کردی پھر پیچھے سے موافق عادت عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہیں حضرت علیؓ کو روانہ کیا اُن احکام کی تفصیل سورۂ برارت میں ہے اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ[ف۱] آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا سنہ ۱۰ ہجرت اسمیں آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپنے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع[ف۲] کہلاتا ہے آپکے حج کی خبر سُنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہوگئے تھے اور اسی حج میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی[ف۳] اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام میں خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگوں نے جو یمن میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انکی بیجا شکایتیں آپسے کی تھیں پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت وارشادِ خلق و عبادت خالق میں مشغول ہوئے اور ربیع الاول میں سفر آخرت کو آپنے اختیار فرمایا

من القصیدۃ فی غزواتہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱ہ مَا زَالَ يَلْقَاهُمُ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتَّى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلَى وَضَمِ ۲ہ
يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ
تَرْمِي بِمَوْجٍ مِنَ الْأَبْطَالِ مُلْتَطِمِ ۳ہ
هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ

۱ہ آپ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ بسبب نیزہائے مجاہدین کے اُس گوشت بےحس و حرکت کے مشابہ ہوگئے جو تختۂ قصاب پر رکھا ہوا ہو ۲ہ دین اسلام دریائے لشکر کو جو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال میں کہ وہ دریا دلیروں کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیروں کی صفیں ایسی متلاطم ہیں) ۳ہ لشکر اسلام (ثبات قدم میں) پہاڑوں کے

ف۱ وفات صاحبزادی ام کلثومؓ
ف۲ حجۃ الوداع
ف۳ خطبہ غدیر خم

مَاذَا رَأٰی مِنْهُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدَمٖ
۵۴ وَسَلْ حُنَیْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰی مِنَ الْوَخَمٖ
۵۵ وَمَنْ یَّکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِهَا تَجِمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

ماسد ہے اگر تجکو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو اُنکا حال (وکیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے دریافت کرلے کہ اُسنے اُنکا ہر جنگ گاہ میں کیا حال دیکھا ہے ۵۴ اور اُن کا حال مقامات جنگ سے (یعنی) حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو اُنکے حق میں وبا سے بھی زیادہ سخت ہیں ضرر میں ۵۵ اور جس کی نصرت بذریعۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اسکو شیر اپنے بیشوں میں ملیں تو وہ دم بخود رہ جاویں ۱۲ عطر الوردہ

اٹھارھویں فصل وفود کے بیان میں

عظمت خانۂ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہٰذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرائع اسلام[۱] کے بھیجدیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی سنہ ۹ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے انکے کتب سیر میں

---

[۱] اور بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاریٰ نجران ۱۲ منہ

مذکور ہین (۱) وفد ثقیف جن کا ذکر غزوۂ طائف کے ذیل مین آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوۂ تبوک سے رمضان مین واپس ہوئے تھے اور اُسی ماہ مین یہ لوگ حاضر ہوئے تھے (۲) وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوۂ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے (۳) وفد طے غزوۂ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے (۴) وفد عبد القیس[1] (۵) وفد بنی حنیفہ ان مین مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور انمین بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سنہ ۱۰ھ کے اخیر مین آئے تھے (۶) دوسرا وفد طے انمین زید خیل آئے تھے (۷) وفد کندہ انمین اشعث بن قیس بھی تھے (۸) وفد اشعرین واہل یمن (۹) وفد ازد ان مین صرد بن عبداللہ بھی آئے تھے (۱۰) وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ھ مین (۱۱) وفد ہمدان (۱۲) وفد مزینہ (۱۳) وفد دوس (۱۴) وفد نجران[2]۔ (۱۵) وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے (۱۶) طارق بن عبداللہ مع اپنی قوم کے (۱۷) وفد تجیب (۱۸) وفد بنی سعد ہذیم از قبیلۂ قضاعہ (۱۹) وفد بنی فزارہ بعد تبوک (۲۰) وفد بنی اسد (۲۱) وفد بہرا (۲۲) وفد عذرہ[3] صفر سنہ ۹ھ مین (۲۳) وفد بلی[4] ربیع الاول سنہ ۹ھ مین (۲۴) وفد ذی مرہ (۲۵) وفد خولان شعبان سنہ ۱۰ھ مین (۲۶) وفد محارب سال

---

[1] اشج عبد القیس جن کی مدح حدیثون مین آئی ہے ان ہی مین آئے تھے ۱۲ منہ

[2] مباہلہ کا قصہ ان ہی لوگون سے ہوا تھا انھون نے اسلام تو قبول نہین کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۱۲ منہ

[3] زاد المعاد مین اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتدا کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے ۱۲

[4] بروزن رضی قبیلۃ کذا فی القاموس ۱۲

حجۃ الوداع مین (۲۷) وفد صداء[له] ۸ سنہ مین (۲۸) وفد غسان رمضان ۱۰ سنہ مین (۲۹) وفد سلامان شوال ۱۰ سنہ مین (۳۰) وفد بنی عبس[عه] (۳۱) دوسرا وفد ازد ان مین سوید بن الحارث آئے تھے (۳۲) وفد بنی منتفق (۳۳) وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعاد۔

من القصیدہ

يَا خَيْرَ مَنْ يَمَّمَ الْعَافُونَ سَاحَتَهُ
جوابه مقدر ای اقبل علینا ۱۲ منه
سَعْيًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ
وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

عه اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکالدیا جاوے اور ازد اور طے کے دونون وفدون کے مجموعہ کو ایک کے حکم مین رکھا جاوے تو تیس ہوتے ہین ۱۲ منہ عه اے بہترین اُنکے کہ سائل دوڑتے ہوے اور تیز رو اونٹنیون کی کشتون پر سوار ہوکر اُنکی درگاہ کا قصد کرتے ہین (جیسے وفود آتے تھے)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فصل اُنیسوین[۱۹] حکام اور اہل کارون کے متعین فرمانے مین واسطے انتظام مُلکی وتحصیل صدقات وجزیہ کے

جن بلاد مین اسلام کا تسلط ہوگیا وہان اسکام کے لیے ان صاحبون کو مامور فرمایا۔ (۱) مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر (۲) زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر (۳) عدی کو طے پر اور بنی اسد پر (۴) مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر (۵) زبرقان

له زیاد بن حارث صدائی جنکی اذان کا قصہ حدیث مین آیا ہے وہ اسی قبیلہ سے ہین ۱۲ منہ عه آپنے اُنسے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا اُنھون نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اُسکی نسل منقطع ہوگئی آپنے فرمایا نبی تھی اُنکی قوم نے اُنکو ضائع کردیا یعنی اُنکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ سه اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کے لیے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کے لیے (کہ آپ کی قدر سمجھکر وفود آتے تھے) عطر الوردہ مع تغییر ۱۲

بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقون پر (۶) قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقون پر (۷) علاء بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لیے (۸) حضرت علیؓ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثون سے (۹) عتاب بن اسید کا مکہ پر اور (۱۰) معاذ بن جبلؓ اور (۱۱) حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے،

من القصیدۃ

لہ مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰہِ مُحْتَسِبٍ
یَسْطُوْ بِمُسْتَاصِلٍ لِّلْکُفْرِ مُصْطَلِمِ

عہ حَتّٰی غَدَتْ مِلَّۃُ الْاِسْلَامِ وَھِیَ بِھِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِھَا مَوْصُوْلَۃَ الرَّحِمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

لہ اصحاب کرام مین ہر ایک مجیب دعوت حق ہے کہ آپکے جہان بھیجدیا چلے گئے) اور امید وار عطاے حق ہے (کہ ثواب کے لیے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینک دے - ۱۲

عہ یہانتک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہوگئی اس حال مین کہ وہ ملت اسلام اُن سے ملحق و ملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ اُن کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجا لائے) ۱۲ عطر الوردہ بتغییر ما -

فصل بستویں فرمانون کی روانگی مین ملوک وسلاطین کی طرف

(۱) ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامۂ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہین لایا (۲) کسریٰ شاہ فارس کو عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپنے سُنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کردیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا (۳) نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہین ہے جسکے زمانہ مین ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہین ہوا کذا فی زاد المعاد (۴) مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہین لایا مگر ہدایا بھیجے (۵) منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہوگئے اور بدستور بر سر حکومت قائم رکھے گئے (۶) دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی وعبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونون مسلمان ہوگئے (۷) ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہین ہوا (۸) حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ مین کذا فی زاد المعاد (۹) جبلہ[1] بن ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل مین اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور مین بھیجین علاوہ اُن سلاطین کے جنھون نے آپ کے فرمانون کے جواب عرض کیے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدون کے ہاتھ بھیجے اُنکے نام یہ ہین (۱) حارث بن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال (۳) نعمان حاکم ذورعین ومعافر وہمدان (۴) زرعہ ذو یزن یہ سب ملوک یمن ہین اور (۵) فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اُسکو قید کیا اور پھر قتل کردیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام (۶) باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونون بیٹون اور اُن لوگون کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے

---

[1] یہ آخر ملوک شام ہے کذا فی القاموس ۱۲ منہ

اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجدی کذا فی تواریخ حبیب اٰلہ مع قصۃ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب ملکر شیدرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام مین رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھدینا اور اُن لوگونکا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی مین ملوک یمن مین سے ذوالکلاع الحمیری اور ذوعمرو کا مسلمان ہوکر حضورؐ مین حاضر ہونے کے لیے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات مین نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

آیَاتُهُ الْغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ
بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ لہ
٢ہ مُحْکَمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَهٍ
لِذِیْ شِقَاقٍ وَلَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمٍ
٣ہ مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

لہ آپ کے روشن احکام کسی پر مخفی نہین رچنانچہ اِن سلاطین پر ظاہر ہوگئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدون اُن احکام کے لوگون مین عدل قائم نہین ہوا - ۱۲

٢ہ وہ احکام (امور متنازع فیہا مین) حکم اور فیصل کنندہ قرار دیے جاتے ہین سو وہ شبہات کو باقی نہین چھوڑتے کسی مخالف کے لیے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہین (کیونکہ وہ خود اِسکے لیے کافی ہین)

٣ہ اُن احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہین کیا گیا مگر اُس کا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا اِن سلاطین نے عجز کا اقرار کیا) عطر الوردہ مع تغیر ما - ۱۲

فصل اکیسوین ۲۱ آپ کے بعض شمائل واخلاق وعادات مین ۔

اسمین رسالہ شمیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جس کا ملحقہ المقدمہ مین ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل مین کافی مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اسکا شم الطیب ترجمۂ شمیم الحبیب ہے اس فصل کے اجزا کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاوے گا ۔ ومن اللہ التوفیق ۔

شمیم الحبیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَحْمَدُ اللّٰہَ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا عَرَبِیًّا هَاشِمِیًّا مَکِّیًّا مَدَنِیًّا سَیِّدًا اَمِیْنًا صَادِقًا مَصْدُوْقًا قُرَشِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ کَانُوْا لَہٗ حِفًّا نُجَبًا وَبَعْدُ فَاِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوْا شَمَائِلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَکُوْا فِیْہِ مَسْلَکًا طَرِیًّا وَنَحَوْا مَنْهَجًا سَوِیًّا وَلٰکِنَّ بَعْضَهُمْ

شم الطیب

(ترجمہ شمیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مین اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہون جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبرین دینے والے سچی خبرین دیے گئے قریشی ہین اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل اصحاب پر جوکہ آپ کے محب خاص اور رازدار با اختصاص تھے رحمت نازل فرماوے ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے ۔

اور اس باب مین نو بنو مسلک اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے

قَدْ أَطْنَبُوا الْإِطْنَابَ مُمِلًّا وَبَعْضُهُمْ
أَوْجَزُوا الْإِيجَازَ مُخِلًّا فَالنَّاسُ بَيْنَ هَارِبٍ
وَشَائِقٍ وَطَالِبٍ تَائِقٍ فَأَرَدْتُّ أَنْ
أَذْكُرَ نُبَذًا مِّنْ مَّحَاسِنِهٖ وَمَكَارِمِهٖ
وَسَطْرًا مِّنْ شَمَائِلِهٖ وَخِصَالِهٖ مُخْتَصَرًا وَّافِيًا
وَمُوجَزًا شَافِيًا فَإِنَّ الْعَاشِقَ الْهَائِمَ
الْمَهْجُورَ إِذَا افْتَقَدَ الْوِصَالَ يَتَسَلّٰى بِذِكْرِ الدَّالِّ
وَالْخَالِ وَيَتَعَلَّلُ بِوَصْفِ الْجَمَالِ وَ
تَذْكَارِ الْخِصَالِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَأَرْجُو
بِهِ الثَّوَابَ وَالنَّجَاةَ مِنَ الْعَذَابِ
وَالشَّفَاعَةَ مِنْ حَبِيبِ رَبِّ الْأَرْبَابِ
وَالدُّعَاءَ مِنَ الطُّلَّابِ وَالْأَحْبَابِ كَيْفَ وَلَا
وَسِيلَةَ لِي مِنْ حُسْنِ الْعَمَلِ وَالْعُمُرُ مَصْرُوفٌ
فِي الْمَعَاصِي وَالزَّلَلِ فَتَمَسَّكْتُ بِذَيْلِ
شَمَائِلِهٖ وَتَشَبَّثْتُ بِذِكْرِ مَدَائِحِهٖ
وَفَضَائِلِهٖ تَقَبَّلَ اللّٰهُ عَنِّيْ وَعَنْ جَمِيعِ

[illegible] ٹکڑا ۱۲

مشتاق ۱۲

[illegible] ۱۲

اسقدر تطویل کی جس سے دل اُکتا جائے اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی مین خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہین بعضے (تطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہین اور بعضے اُسکے شائق اور طالب ہوتے ہیں (سو تطویل و اختصار سے نفع عام نہین ہوتا بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے) اِسلیے مین نے ارادہ کیا کہ آپکے محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل اور خصال مین سے ایک مختصر حصّہ مگر کافی شافی قلمبند کرون کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کرکے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کرکے اپنا جی بہلاتا ہے اور اسی کے ساتھ مین اِس مین حصول ثواب اور نجات من العذاب اور شفاعت محبوب رب الارباب اور دعاے طالبین و احباب کی بھی اُمید رکھتا ہون۔ اور یہ اُمید کیسے نہ رکھون جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہین۔ اور عمر تمام معاصی اور لغزشون مین صرف ہوئی اِسلیے مین نے آپکے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور سب مسلمانون سے اسکو قبول فرماوے۔

اَلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ
لَمَّا كَانَ الْكِتَابُ الْمُسْتَطَابُ الشَّمَائِلُ
لِاَبِيْ عِيْسَى التِّرْمِذِيْ وَالشِّفَاءُ لِلْقَاضِيْ
عِيَاضٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ الْفَيَّاضُ اَجْمَعَ وَاَضْبَطَ
فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَالْتَقَطْتُ مِنْهُمَا مَا يُغْنِي
الطَّالِبَ الْمُشْتَاقَ وَيُسَلِّيْ بِهِ الْمَهْجُوْرُ
الْمُشْتَاقُ فَلْنَبْدَأْ بِحَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ عَنْ هِنْدٍ فَاِنَّهٗ فِيْ غَايَةِ الْفَصَاحَةِ
وَالْبَلَاغَةِ وَاَقْصٰى دَرَجَةِ تِبْيَانِ خَصَائِصِ
مَعْدِنِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ اَتَمُّهُمَا وَاَكْمَلُهُمَا اَقُوْلُ
رَوَى الْقَاضِيْ بِاِسْنَادِهِ الْمُعَنْعَنِ الْمُتَّصِلِ اِلٰى
عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْاِمَامُ الْهُمَامُ زَيْنُ
الْعَابِدِيْنَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِنِّيْ
سَاَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ اَبِيْ هَالَةَ عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ وَصَّافًا وَاَنَا

مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے اور
چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور
کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس باب مین
جامع تر اور ضابطہ تر تھی اسلیے مین نے ان ہی
دو کتابون سے ایسے مضامین منتخب کیے جو
طالب راغب کو (دوسری کتابون سے)
بے نیاز کردین اور جن سے مہجور مشتاق دل کو
تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؓ کی
روایت سے جو کہ ہندؓ سے مروی ہے شروع
کرتے ہین کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت کے
منتہی پایہ پر ہے اور معدن نبوت و رسالت
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وسلاماً
تامین کاملین کے بیان خصوصیات کے اعلےٰ
درجہ مین ہے پس مین کہتا ہون (وصل اوّل
آپ کے حلیہ شریفہ مین) قاضی ممدوح نے
اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام زین العابدین
تک پہونچتی ہے روایت کیا ہے کہ اُنھون
نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا
کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ
سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ
دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر
اوصاف کیا کرتے اور مین امیدوار تھا کہ اُن
اوصاف مین سے کچھ میرے سامنے بھی

أَرْجُو أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا عظیما ۱۲
مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
معظما فی الصدور والعیون کذا قال ... ای ان یکون جسیما فخیما ۱۲
أَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوعِ وَأَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ[ھ] کوتاه ۱۲
عَظِيمُ الْهَامَةِ رَجِلُ الشَّعْرِ إِنِ انْفَرَقَتْ[له] بزرگ سر ۱۲ شکسته موے ۱۲
عَقِيقَتُهُ فَرَقَ وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ
أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ أَزْهَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ نورانی رنگ ۱۲
الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ کمان ابرو ۱۲
قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ أَقْنَى الاتصال ۱۲
الْعِرْنِينِ لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ وَيَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ
يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ[عه] كَثُّ اللِّحْيَةِ أَدْعَجُ سَهْلُ
الْخَدَّيْنِ ضَلِيعُ الْفَمِ أَشْنَبُ مُفَلَّجُ الْأَسْنَانِ
دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ[سه] كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ
فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ

فان کان هو احدیداب فهو القنی ۱۲

الی شحمة الاذن ۱۲

بیان کریں جسکو میں اپنے ذہن میں جمالوں۔ پس انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلان تھا۔ موے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن میں) اتفاقاً از خود مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتداے اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے آپ کے موے سر نرمۂ گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالونکو بڑھائے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی ابرو خمدار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) رخنے تھے سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔

[له] یعنی ان انفرق شعر رأسه بعد ما جمعه عقیصة فرقه والا ترکه منفرقا والا ترک کل شعره فی نسخة قال قتیبة کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعره بعد ہذا ۱۲

[عه] قال الجوهری الشمم ارتفاع قصبة الانف مع استواء اعلاه

[سه] بفتح المیم وسکون السین المهملة والراء المضمومة الشعر الذی فی وسط الصدر الی البطن ۱۲

[ھ] بمیم مضمومة وشین معجمة وذال معجمة مفتوحتین ثم باء موحدة ای البائن الطول فی نحافة ۱۲

مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكًا سَوَاءُ
بیان حلقت و رشتہ لاغر ۱۲ سنہ اندام ۱۲
الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ مَسِيحُ الصَّدْرِ بَعِيدُ
مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ أَنْوَرُ
الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ
بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ عَارِي الثَّدْيَيْنِ مَا سِوَى
ذَلِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَ
أَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ
الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ شَائِلُ
الْأَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصَبِ خُمْصَانُ
الْأَخْمَصَيْنِ[لہ] مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُو عَنْهُمَا
الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعًا وَيَخْطُو
تَكَفُّؤًا وَيَمْشِي هَوْنًا ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ إِذَا
مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَ

بدن جسامت مین معتدل و پُر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے اُبھرا ہوا تھا آپ کے شانون کے درمیان قدرے (اورون سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ کی ہڈیان کلان تھین کپڑا اوتارنے کی حالت مین آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالون کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور اِن بالون کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونون بازو اور شانون سینہ کے بالائی حصّہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیان دراز تھین ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پُرگوشت تھے (ہاتھ پاؤن کی) اُنگلیان لمبی تھین یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر تھے آپ کے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے مین زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی اِن پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی اِن کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے پاؤن اُٹھاتے تو قوت سے پاؤن اُکھڑتا تھا اور قدم اسطرح رکھتے تھے کہ آگے کو جھکتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے مین ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی مین اُتر رہے ہین

[لہ] فی الصحاح الاخمص ما دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتدالہ والا فہو غیر محمود و لم یکن خمصہ مرتفعا جدا فافہم وفی حدیث ابی ہریرۃ ولیس لہ اخمص ۃ اذا وطی بقدمہ وطی بکلہا سقا وہذا یوافق قولہ مسیح القدمین ۱۲

ع [illegible]

ع [illegible]

یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے **ف** اور فصل سابق کی چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپ کے جلو مین ہونا مذکور ہو چکا ہے **ساتوین روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر مین عرش کی داہنی طرف کھڑا ہون گا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** لمعات مین ہے کہ غالبًا یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعودؓ ومجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب مین مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہین ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمین ہے ویجاء بکم حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمین حضورؐ مقدم ہین اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمین حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہون گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے آگ مین زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے مین حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے **آٹھوین روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے مین اپنی امت کو

ذَوَّاقًا[1] وَّلَا يَمْدَحُهٗ وَلَا يُقَامُ
لِغَضَبِهٖ[2] اِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتّٰى
يَنْتَصِرَ لَهٗ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهٖ وَلَا
يَنْتَصِرُ لَهَا وَاِذَا اَشَارَ اَشَارَ بِكَفِّهٖ
كُلِّهَا[3] وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ
یعنی اتصال باشارت
اِتَّصَلَ بِهَا[5] فَضَرَبَ بِاِبْهَامِهِ الْيُمْنٰى
چون سخن میگفت متصل باشارت می نمود ۱۲
رَاحَتَهُ الْيُسْرٰى وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ
وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهٗ جُلُّ
ای اکثر ۱۲
ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ
ای یبیسم ابیہ الصوت ۱۲
الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ فَكَتَمْتُهَا عَنِ
ای الشمائل والصفات ۱۲
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهٗ
فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِيْ اِلَيْهِ[4] فَسَاَلَ اَبَاهُ
عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مذمت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اسلیے نہ فرماتے کہ اکثر اسکا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اسوقت آپکے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لیے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اسکو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اسپر مارتے اور جب آپکو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منھ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپکا تبسم ہوتا اور تبسم میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے (**فصل دوم** آپکے تقسیم اوقات و طرز معاشرت میں) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک حسین بن علیؓ سے اسکو چھپائے رکھا پھر جو میں نے انسے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھسے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا اور آنا نشست و برخاست طرز طریق سب

---

[1] تفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ۱۲

[2] یعنی کسے در حالت غضب او بجہت شجاعت نمی ستاد چون کسے می آمد پیش او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف او میداد ۱۲

[3] قال ابن الاثیر اراد ان اشارته مختلفة فکان للتوحید والتشہد بالمسبحة ولغیرہ بالکف ۱۲

[4] ای الی الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

[5] اشار الی ان الباء فی بہا للتعدیة والی ان الضمیر فی بہا مبہم یفسرہ قولہ بابہامہ والی ان اتصل تفسیرہ ضرب فافہم ۱۲ منہ

وَمَخْرَجِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَشَكْلِهٖ فَلَمْ يَدَعْ[1]
مِنْهُ شَيْئًا قَالَ الْحُسَيْنُ رض سَأَلْتُ
اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ
علی امہات المؤمنین ۱۲
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ
اے من اللہ
دُخُوْلُهٗ لِنَفْسِهٖ مَاْذُوْنًا لَهٗ[2] فِيْ ذٰلِكَ
اے للاکل والمنام ونحوهما ۱۲
فَكَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّاَ دُخُوْلَهٗ
یعنی جا میگرفت ۱۲ قسم ۱۲
ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْءًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَ
جُزْءًا لِاَهْلِهٖ وَجُزْءًا لِنَفْسِهٖ ثُمَّ
جَزَّاَ جُزْءَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ
فَيَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَى الْعَامَّةِ[3] بِالْخَاصَّةِ
وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَتْ
یعنی چیزے را از ایشان باز نمیداشت ہر چہ میرسید قسمت میکرد ۱۲
مِنْ سِيْرَتِهٖ فِيْ جُزْءِ الْاُمَّةِ اِيْثَارُ
اَهْلِ الْفَضْلِ بِاِذْنِهٖ وَقَسْمِهٖ عَلٰى
اے باذنہ لاہل الفضل ۱۲

پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے) نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ آپکا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کیوقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے اُنسے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اُسمیں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے) اور اُس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سُنکر عوام کو پہونچاتے اسطرح سے عام لوگ بھی اُن منافع میں شریک ہو جاتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصہ اُمت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل کو) آپ اسامر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ اُنکو حاضر

---

[1] ای بما سمعت من شمائله المذكورة یعنی واقف بیان علی رض ونشده ۱۲

[2] یعنی اذن پروردگاری طلبید برائے حاجات خود یا برائے حاجات جسمی حاجت ستیزان الٰہی بود ۱۲

[3] قال ابن الاثیر اراد ان العامة لا تصل الیه فی هذا الوقت فكانت الخاصة تخبر العوام بما سمعت فكانه اوصل الفوائد الی العامة بسبب الخاصة وقیل ان المراد بعض عن اے جعل وقت العامة بعد وقت الخاصة وبدلا منهم ۱۲

قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِی الدِّیْنِ فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَۃِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَیْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ فَیَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَیَشْغَلُهُمْ فِیْمَا اَصْلَحَهُمْ
مشغول است ایشان ۱۲
وَالْاُمَّۃَ مِنْ مَّسْاَلَتِهٖ عَنْهُمْ وَاِخْبَارِهِمْ
اے واصلح الامۃ ۱۲ از پرسش پیغمبر ا رصحابہ ۱۲
بِالَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهُمْ وَیَقُوْلُ لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ وَاَبْلِغُوْنِیْ حَاجَۃَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغِیْ حَاجَتَهٗ فَاِنَّهٗ مَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَۃَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَیْهِ
الصیر للحاجۃ ۱۲
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلَی الصِّرَاطِ لَا یُذْکَرُ عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِكَ وَلَا یَقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ
اے حوائج الناس ۱۲
غَیْرَهٗ وَفِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ بْنِ وَکِیْعٍ
اے غیرہذا الکلام ۱۲
قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَّلَا یَنْصَرِفُوْنَ عَنْهُ اِلَّا مِنْ ذَوَاقٍ

ہونے کی اجازت دیتے اور اسوقت کو اُن لوگو نپر بقدر اُنکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو اُن مین سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتین ہوتین کسی کو زیادہ ضرورتین ہوتین سو اُنکی حاجت مین مشغول ہوتے اور اُن کو ایسے شغل مین لگاتے جسمین اُنکی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ فرمایا کرتے کہ جو تم مین حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کردیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے تم لوگ اُسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچاوے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو پلصراط پر ثابت قدم رکھے گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ان ہی باتون کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگون کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لاالعنی یا مضر باتون کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث مین حضرت علیؓ کا یہ بھی قول ہے کہ لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر

ف یعنی در می آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر دران حالت کہ طالب بودہ و محتاج علم بودند بچون احتیاج ایشان بطعام و متفرق نمیشدند مگر از چشیدن علم یا گوئیم کہ با تعلم علم میخوردند شراب یا طعام و بیرون می آمدند با تحفہ اسلام ۱۲

ف ۵ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲۵

وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِيْ فُقَهَاءَ
قُلْتُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ مَخْرَجِهٖ كَيْفَ
مقولۂ امام حسینؓ ۱۲
يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
علیؓ ۱۲
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ
یحفظ ۱۲
اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُفَرِّقُهُمْ
وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ
وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ
اے یحترز ان یعتسرہ ۱۲
مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِيَ عَنْ اَحَدٍ
نمی پیچید از کسے ۱۲
بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ
خوش روئی و خوش خوئی ۱۲ و می پرسید احوال یاران ۱۲
وَيَسْاَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ
وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهٗ وَيُقَبِّحُ
الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرُ
خوار می پنداشت ۱۲
مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ اَنْ يَّغْفُلُوْا
اَوْ يَمَلُّوْا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ[۱]
ملول ۱۲ [illegible] ۱۲

آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپکے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسین رضی فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپکے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھسے بیان کیجیے کہ اُسوقت میں کیا کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبانکو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگونکی تالیف قلب فرماتے تھے اور انمیں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگونکو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور اُن (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والونکی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگونمیں جو واقعات ہوتے تھے آپ اُنکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدونکا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بُری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔ آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کیساتھ ہوتا تھا اُسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا لوگونکی (تعلیم و مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر اُنکو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعضے تو خود دین سے غافل ہو جاوینگے یا بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو جاوینگے) اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص انتظام تھا

[illegible]

---

[۱] بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ و آخرہ دال مہملہ ای مصلح کل ما یقع من الامور ۱۲

لَا یَقْصُرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا یُجَاوِزُهٗ
اِلٰی غَیْرِهٖ اَلَّذِیْنَ یَلُوْنَهٗ مِنَ النَّاسِ
مبتدا ۱۲
خِیَارُهُمْ اَفْضَلُهُمْ عِنْدَهٗ اَعَمُّهُمْ
خبر ۱۲ مبتدا ۱۲ خبر ۱۲
نَصِیْحَةً وَّاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً
مبتدا ۱۲
اَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَّمُوَازَرَةً
خبر ۱۲ کسے را در چیزے بجو خویش داشتن ۱۲
فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَجْلِسِهٖ عَمَّا کَانَ
یَصْنَعُ فِیْهِ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَجْلِسُ وَلَا
یَقُوْمُ اِلَّا عَلٰی ذِکْرٍ وَّلَا یُوْطِنُ
ای لا یتخذ ۱۲
الْاَمَاکِنَ وَیَنْهٰی عه عَنْ اِیْطَانِهَا
لمصلاہ موضعا معلوما ۱۲
وَاِذَا انْتَهٰی اِلَی الْقَوْمِ جَلَسَ حَیْثُ
یَنْتَهِیْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَیَاْمُرُ بِذٰلِکَ
وَیُعْطِیْ کُلَّ جُلَسَائِهٖ نَصِیْبَهٗ
یعنی ہر مصاحب را از آنحضرت صحبت و تمام میکرد تا آنکہ [illegible]
حَتّٰی لَا یَحْسَبُ جَلِیْسُهٗ اَنَّ اَحَدًا
ہیچ یکے را بزرگ تر از خود بر مصطفٰی ۱۲
اَکْرَمُ عَلَیْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهٗ اَوْ
ای نشست ۱۲
قَاوَمَهٗ لِحَاجَةٍ صَابَرَهٗ حَتّٰی
ای ایستاد ۱۲ ای قام له ۱۲

حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے۔ لوگون مین سے آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب مین افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیرخواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگون کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا پھر مین نے اُن سے آپ کی مجلس کے بارہ مین پوچھا کہ اسمین آپ کا کیا معمول تھا اُنھون نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھین اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اُسکو اُٹھاوین) اور دوسرون کو بھی (اسطرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع مین تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہان ہی بیٹھ جاتے اور دوسرون کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسون مین سے ہر شخص کو اُسکا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جُدا جُدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے) یہان تک کہ آپ کا ہر جلیس یون نہین سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز ہے جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ مقید رہتے۔

عه قال النووی انما ورد النہی عن ایطان موضع فی المسجد لخوف الریاء والا فلا باس بملازمة الصلوٰة فی موضع معین من البیت لحدیث عتبان بن مالک ۱۲

يَكُوْنُ هُوَ الْمُنْصَرِفُ مَنْ سَأَلَهٗ
حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهٗ اِلَّا بِهَا اَوْ بِمَيْسُوْرٍ
مِّنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهٗ
وَخُلُقُهٗ فَصَارَ لَهُمْ اَبًا وَصَارُوْا
فی التعلیم والتسمیة ۱۲
عِنْدَهٗ فِي الْحَقِّ مُتَقَارِبِيْنَ مُتَفَاضِلِيْنَ
فِيْهِ بِالتَّقْوٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى
صَارُوْا عِنْدَهٗ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهٗ
مَجْلِسُ حِلْمٍ وَعِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ
وَاَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَصْوَاتُ وَلَا
تُؤْبَنُ[له] فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى[که] فِيْهِ
جمع حرمة والمراد محارمها ای العورة ۱۲
فَلَتَاتُهٗ يَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰى
مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ
ای فی مجلسه ۱۲
وَيَرْحَمُوْنَ الصَّغِيْرَ وَيَرْفِدُوْنَ
ای یعینون ۱۲

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اِسکے کہ اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوشخوئی تمام لوگون کے لیے عام تھی گویا بجائے اُنکے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق مین (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کیوجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو ایکو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور مین سب باہم متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ حق مین سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اُسمین آوازین بلند نہ کیجاتی تھین اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیونکی اشاعت نہ کیجاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اُسمین بڑون کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹون پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت۔

[له] ابنت الرجل اذا رمیته بخلة سوء فهو مابون والمفعول فی دبره والمراد لا تذکر فیه الامور المحرمة یقال فلان یوبن بکذا ای یذکر بالقبیح ۱۲ [که] ای سقطاته وزلاته والضمیر للقائل ای لم یکن فی مجلسه فلتة وان کانت من احد سترت ۱۲

ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْحَمُونَ الْغَرِيْبَ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ سِيْرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ جُلَسَائِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ الْخُلُقِ
اسم من الاستتار ۱۲
لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا
[illegible]
صَخَّابٍ وَّلَا فَحَّاشٍ وَّلَا عَيَّابٍ وَّلَا مَشَّاحٍ
الصخب والسخب بالسين الصيحة واضطراب الاصوات في الخصومة والمنازعة
يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ
علی سائر القائلین
قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ عَنْ ثَلَاثٍ الرِّيَاءِ وَالْإِكْثَارِ
وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ النَّاسَ عَنْ ثَلَاثٍ
وكثرة الكلام ۱۲ كلام بے سود ۱۲
كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَّلَا يُعَيِّرُهُ وَلَا
طعنه وسرزنش نمی کرد ۱۲
يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهُ
وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلٰى
رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ وَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا لَا
اے النبی ۱۲
يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ
أَنْصَتُوْا لَهُ حَتّٰى يَفْرُغَ حَدِيْثُهُمْ حَدِيْثُ أَوَّلِهِمْ ۱۲

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے انسے آپکی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی انھون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہوجاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلّا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے۔ (یعنی اُسپر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحًا) اُسے مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہوجاتے) آپنے تین چیزونسے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام اور بے سود بات سے اور تین چیزون سے دوسرے آدمیونکو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جسمین امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپکے تمام جلیس اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُنکے سرونپر پرندے آکر بیٹھ گئے ہون اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپکے سامنے کسی بات مین نزاع نہ کرتے۔ آپکے پاس جو شخص بولتا اُسکے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ مین کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (مین سے ہر شخص کی بات (رغبت کے ساتھ سُنے جانے مین) ایسی ہی ہوتی جیسے سب مین پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بیقدری نہ کیجاتی)

[illegible]

ك من العيب او غياب بالغين المعجمة من الغيبة ۱۲

يضحك مما يضحكون ويتعجب مما
يتعجبون ويصبر للغريب على الجفوة
جفا ۱۲
في المنطق ويقول اذا رأيتم صاحب الحاجة
الكلام ۱۲
يطلبها فارفدوه ولا يطلب الثناء الا
اعطوه ۱۲
من مكافئ ولا يقطع على احد حديثه حتى
يجوزه فيقطعه بانتهاء او قيام وفي
رواية قلت كيف كان سكوته صلى الله
عليه وسلم قال كان سكوته على اربع على
الحلم والحذر والتقدير والتفكر فاما
تيقظ ۱۲
تقديره ففي تسوية النظر والاستماع
بين الناس واما تفكره ففيما يبقى ويفنى
الدنيا ۱۲
وجمع له الحلم في الصبر فكان لا يغضبه
شيء يستفزه وجمع له في الحذر اربع
اے يستخف ۱۲
اخذه بالحسن ليقتدى به تركه القبيح
لينتهى عنه واجتهاد الراي بما
اصلح امته والقيام لهم بما جمع لهم

جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اُسکی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اُسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے اُس ثناء کے بشرط عدم تجاوز حد کے اُسکو گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اُسوقت اُسکو ختم کرا دینے سے یا اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپکا سکوت کس کیفیت کا تھا اُنھوں نے کہا کہ آپکا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا حلم اور بیدار مغزی اور اندازہ کی رعایت اور فکر (آگے ہر ایک کا بیان ہے) سو اندازہ کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور اُنکی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا (آگے اُس ضبط کا بیان ہے) سو آپکو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفتہ کر دے اور بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتداء کریں دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو اُن امور میں صرف کرنا جو آپ کی اُمت کے لیے مصلحت ہو چوتھے اُمت کے لیے اُن امور کا اہتمام کرنا جنمیں

أَمْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِعْلَمُوا أَنَّ مِثْلَ هٰذِهِ الشَّمَائِلِ وَرَدَ فِي أَحَادِيْثَ شَتّٰى عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأُمِّ مَعْبَدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَرِّضِ بْنِ مُعَيْقِيْبٍ وَأَبِي الطُّفَيْلِ وَعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ وَخُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ وَحَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَلْنَحْتَسِبْ (نطلب الثواب ۱۲) بِذِكْرِ نُبَذٍ مِنْهَا أَيْضًا فَقَالُوْا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعَجَ الْعَيْنِ أَشْكَلَ أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ أَبْلَجَ أَزَجَّ (مقوس باریک ۱۲) أَقْنٰى أَفْلَجَ مُدَوَّرَ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ كَثَّ اللِّحْيَةِ تَمْلَأُ صَدْرَهُ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ وَاسِعَ الصَّدْرِ عَظِيْمَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ الْعِظَامِ عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْعَضُدَيْنِ وَالْأَسَافِلِ رَحْبَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ (خط موے ۱۲)

الفرج ما بین الثنایا ۱۲

معرض معیقیب والصواب ما فی القاموس ۱۲

اُنکی دُنیا و آخرت دونون کے کامونکی درستی ہو) **وصل سوم تتمۂ وصل اوّل مین)** جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق حدیثون مین اِن حضرات سے وارد ہوئے ہین۔ حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت براء بن عازب رضؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوجحیفہؓ حضرت جابر بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت معرض بن معیقیبؓ حضرت ابوالطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ حضرت خریم بن فاتک رضؓ حضرت حکیم بن حزامؓ ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا انھین سے ذکر کرتے ہین پس اِن سب حضرات نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھین تھین آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے مژگانین آپ کی دراز تھین دونون ابروون کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی بینی مبارک بلند تھی دندان مبارک مین کچھ ریخین تھین (یعنی بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرۂ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مُبارک گنجان تھی کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونون شانے کلان تھے استخوان بھاری تھین دونون کلائیان اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوے تھے دونون کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالونکا ایک باریک خط تھا

رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا
بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ
اَحَدٌ يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ رَجِلَ الشَّعْرِ
وَاِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَا الْبَرْقِ (روشنی ۱۲)
وَعَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ وَاِذَا تَكَلَّمَ رُأِيَ
كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ اَحْسَنَ
النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ وَلَا مُكَلْثَمٍ
مُتَمَاسِكَ الْبَدَنِ ضَرْبَ اللَّحْمِ وَفِيْ رِوَايَاتٍ
اَشْكَلَ الْعَيْنِ ضَخْمَ الْمُشَاشِ اِذَا
(عین سخن خالطت بیاضہا حمرۃ ۱۲)
وَطِئَ بِقَدَمِهِ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيْسَ لَهُ
اَخْمَصُ هٰذَا كُلُّهُ خُلَاصَةُ مَا فِي
الشِّفَاءِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِيْ شَمَائِلِهِ
عَنْ اَنَسٍ كَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ
الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ لَمْ يَكُنْ
بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ

قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے مین دھنسے ہوے ہون اور رفتار مین کوئی آپکے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار مین ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپکا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے مین قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے جب ہنسنے مین دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہین جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتونکے بیچ مین سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرۂ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا (بلکہ مائل بتدویر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایتونمین ہے کہ آنکھون مین سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلان تھے جب زمین مین پانون رکھتے تو پورا پانون رکھتے تھے تلوے مین زیادہ گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمونکا خلاصہ ہے اور ترمذی نے اپنے شمائل مین حضرت انس رض سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون کف دست اور دونون قدم پُر گوشت تھے سر مبارک کلان تھا جوڑ کی ہڈیان بڑی تھین

۴ نہین نہ تو بہت طویل القامۃ تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے مین دھنسا ہوا ہو — تم الحزب والوحد ۱۲

كَانَ فِي وَجْهِهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَفِي رِوَايَةِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيعَ الْفَمِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ إِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهِ قُلْتَ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ أَيْ لَيْسَ بِمُكْتَحِلٍ وَقَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقْتَصِدًا عَنْ أَنَسٍ كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ أَسْمَرَ اللَّوْنِ جُمَّتُهُ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ وَرُوِيَ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کے چہرۂ مبارک مین ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اسمین سُرخی دمکتی تھی سیاہ آنکھیں تھیں مژگانیں دراز تھیں شانے کی ہڈیان اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا (یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالونکی باریک دھاری تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپکے دونون شانون کے درمیان مُہر نبوّت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیون کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے جب آپکی طرف نظر کرو تو یون سمجھو کہ آپکی آنکھون مین سرمہ پڑا ہے حالانکہ سُرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثیؓ نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمین رنگ تھے موے سر دراز تھے بُنِ گوش تک۔ آپ پر ایک سُرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور شمائل ترمذی مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا
بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا
بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ
سِنِيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَةَ
يُوْحٰى اِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ
فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ
سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض تُوُفِّيَ
وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً
وَقَالَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ
اَكْثَرُ فِي الرِّوَايَةِ وَلَيْسَ فِيْ
رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً
بَيْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الشُّعُوْرَ
الْاَبْيَضَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ كَانَ
سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَاَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے تھے اور موے مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار سے تھے) اللہ تعالےٰ نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ مین دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباسؓ کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی (دس برس کی روایت مین کسر کو حساب مین نہین لیا پس دونون روایتین متطابق ہین) اور مدینہ مین دس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر مین اور ابن عباسؓ کے قول پر تریسٹھ سال کی عمر مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات دی اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایتین زیادہ ہین اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے سر اور ریش مُبارک مین سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی مین سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ مین نے مُہر نبوت کو آپ کے دونون شانون کے درمیان مین ایک سرخ اور اُبھرا ہوا گوشت مثل بیضۂ کبوتر کے دیکھا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَةٌ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ كَانَ فِيْ ظَهْرِهٖ بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِثْلُ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيْلَانٌ كَاَنَّهَا تَالِيْلُ قَالَ الْبَرَاءُ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ وَقِيْلَ لِجَابِرٍ كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالسَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ

اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپر کٹ (مسہری) کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپکی کمر پر ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اُسکے گرداگرد تل تھے جیسے مسّے ہوتے ہین (اور اِن روایات مین کچھ تنافی نہین سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے) حضرت براءؓ کہتے ہین کہ مین نے کوئی بالون والا سُرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر) پہنے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ مین نے کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا گویا آپکے چہرہ مین آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیوارون پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انھون نے کہا کہ نہین بلکہ

كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا
وَقَالَتْ أُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ أَجْمَلَ النَّاسِ
مِنْ بَعِيْدٍ وَأَجْلَاهُ وَأَحْسَنَهُ مِنْ
قَرِيْبٍ وَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَآهُ بَدَاهَةً هَابَهُ
وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ
وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ أَنَسٌ مَا شَمِمْتُ
عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ
مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ يُصَافِحُ الْمُصَافِحَ فَيَظَلُّ يَوْمَهُ
يَجِدُ رِيْحَهَا فَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِ
الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ
بِرِيْحِهَا وَنَامَ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَعَرِقَ
فَجَاءَتْ أُمُّهُ بِقَارُوْرَةٍ تَجْمَعُ فِيْهَا عَرَقَهُ
فَسَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ
أَطْيَبُ الطِّيْبِ وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ فِيْ

مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا (تلوار کی تشبیہ مین یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہین ہوتی) اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ مین دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا مین نے آپ جیسا (صاحب جمال و صاحب کمال) نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا (وصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے مین) اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ مین نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہین دیکھی اور اگر آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پہ ہاتھ رکھدیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکون مین پہچانا جاتا اور آپ یکبار حضرت انسؓ کے گھر مین سوتے تھے اور آپکو پسینہ آیا تھا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لاکر آپکے پسینہ کو جمع کرنے لگین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے اس بارہ مین پوچھا انھون نے عرض کیا کہ ہم اسکو اپنی خوشبو مین ملا دینگے اور یہ پسینہ اعلی درجہ کی خوشبو ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِي التَّارِيخِ الْكَبِيرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ يَكُنْ
يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ
فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ سَلَكَهُ
مِنْ طِيبِهِ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ
إِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَائِحَتُهُ بِلَا طِيبٍ
وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمُزَنِيُّ
عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ
النُّبُوَّةِ يَعْنِي فَكَانَ يَنِمُّ عَلَيَّ مِسْكًا
وَرُوِيَ أَنَّهُ إِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ
الْأَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ
وَفَاحَتْ لِذٰلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَا
رَوَتْ عَائِشَةُ وَلِذَا قِيلَ بِطَهَارَةِ
الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ حَكَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ سَابِقٍ
الْمَالِكِيُّ وَأَبُو نَصْرٍ شافعی ۱۲ وَشَرِبَ مَالِكُ بْنُ
سِنَانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَصَّهُ فَقَالَ

مین حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور
کوئی شخص آپ کی تلاش مین جاتا تو وہ خوشبو
سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہین اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ
خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوے (خود آپ کے
بدن مبارک مین) تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل
مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہو کہ مجکو
(ایک بار) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا مینے مُہر نبوّت کو
اپنے مُنھ مین لے لیا سو اُسمین سے مُشک کی
لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب
بیت الخلا مین جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی
اور آپکے بول براز کو نگل جاتی اور اُسجگہ نہایت
پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت
کیا ہے اور اسی لیے علما آپکے بول و براز کے
طاہر ہونیکے قائل ہوئے ہین ابوبکر بن سابق مالکی اور
ابو نصر نے اسکو نقل کیا ہو اور مالک بن سنان نے یوم
احد مین آپکا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپنے فرمایا

لَنْ یُصِبْهُ النَّارُ وَشَرِبَتْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ
زُبَیْرٍ دَمَ حِجَامَتِہٖ وَشَرِبَتْ بَرَکَۃُ
بَوْلَہٗ وَاُمُّ اَیْمَنَ خَادِمَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَجِدَاہُ اِلَّا
کَمَاءٍ عَذْبٍ طَیِّبٍ وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا
مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ مُکَحَّلًا فَقَالَتْ اٰمِنَۃُ اُمُّہٗ
وَاللّٰہِ وَلَدْتُّہٗ نَظِیْفًا مَا بِہٖ قَذَرٌ وَکَانَ یَنَامُ حَتّٰی
یَکُوْنَ لَہٗ غَطِیْطٌ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ رَوَاہُ
عِکْرِمَۃُ وَکَانَ مَحْرُوْسًا عَنْ حَدَثِ الْمَنَامِ
قَالَ وَھْبُ بْنُ مُنَبِّہٍ قَرَأْتُ فِیْ
اَحَدٍ وَّسَبْعِیْنَ کِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِیْ
جَمِیْعِھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَّاَفْضَلُھُمْ رَاْیًا
وَکَانَ یَرٰی فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ
کَمَا رَوَتْ عَائِشَۃُ وَکَانَ یَرٰی
مِنْ بُعْدِہٖ کَمَا یَرٰی مِنْ قَرِیْبٍ وَّکَانَ

اُسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکت رضؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمن رضؓ نے آپکا بول پی لیا تھا سو اُنکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مختون آنول نال کٹے ہوے سُرمہ لگے ہوے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہین کہ مینے آپکو پاک و صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپکو لگی ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے[عـه] بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہین ٹوٹتا تھا) روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ اُسکی یہ تھی کہ) آپ سونے مین حدث سے محفوظ تھے

(وصل پنجم آپ کی قوت بصر و بصیرت مین) وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے اکثر کتابون مین پڑھا ہے اور سب مین یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم عقل مین سب پر ترجیح رکھتے تھے راے مین سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت مین بھی اسطرح دیکھتے تھے جسطرح روشنی مین دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے

[عـه] لیکن وہ ایسے نہ تھے جو سننے والے کو ناگوار ہوں ۱۲ منہ

يُرِيْ مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ وَكَانَ رَأَى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَرَأَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ مَكَّةَ حِيْنَ وَصَفَهٗ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَرٰى فِي الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَصَرَعَ رُكَانَةَ اَشَدَّ اَهْلِ زَمَانِهٖ حِيْنَ دَعَاهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَصَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَعَاوَدَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يَصْرَعُهٗ وَكَانَ اَسْرَعَ فِي الْمَشْيِ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ غَيْرُ مُكْتَرِثٍ وَكَانَ ضَحِكُهٗ تَبَسُّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا وَاُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لَهُ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعِدَّتْ

[illegible]

پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جسطرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں) دیکھ لیا تھا اور اُسپر نماز پڑھی اور آپنے بیت المقدس کو مکۂ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا نقشہ بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب آپ نے مدینۂ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اُسوقت خانۂ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے (وصل ششم آپکی قوت بدنیہ وغیرہ میں) اور آپ (کی قوت کی کیفیت تھی کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے زمانہ میں بہت قوی (مشہور تھا کشتی میں گرادیا جبکہ اُسکو اسلام کی دعوت دی اور (اُنھوں نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجکو کشتی میں گرا دیجیے) اور قبل زمانۂ اسلام کے آپنے ابو رکانہ کو کشتی میں گرادیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے مقابل ہوا آپ ہر بار میں اُسکو پچھاڑ دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (کہ آپکے ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے (پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا اور جب (گوشۂ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے اُسطرف مڑکر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے) (وصل ہفتم آپکے بعض خصائص میں) اور آپکو کلمات جامعہ عطا کیے گئے اور تمام زمین آپکے لیے مسجد اور آلۂ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص مسجد ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست نہو اور اسیطرح ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونیکے تیمم درست ہے) اور آپکے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی امتوں کیلئے نہیں ھ

لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَبُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَكَافَّةِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَعَلِمَ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا اَقُوْلُ بَلْ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا قَالَتْ اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ حُلْوَ الْمَنْطِقِ فَصْلًا لَا نَذْرٌ وَلَا هَذْرٌ كَاَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتٌ نُظِمْنَ وَكَانَ قَلِيْلَ الْاَكْلِ وَالنَّوْمِ وَكَانَ لَا يَتَّكِئُ فِي الْاَكْلِ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهُ لَا يَعْتَمِدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا تَحْتَهُ وَلَا مَائِلًا اِلَى الشِّقِّ اِنَّمَا كَانَ جُلُوْسُهُ لِلْاَكْلِ جُلُوْسَ الْمُسْتَوْفِزِ مُقْعِيًا وَكَانَ يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اسْتِظْهَارًا عَلٰى قِلَّةِ الْمَنَامِ قَالَ اَنَسٌ رض اُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَرُوِيَ قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فِي الْجِمَاعِ

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن و انس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ **(وصل ہشتم آپکے کلام و طعام و منام و قعود و قیام مین)** اور عرب کی سب زبانین جانتے تھے مین کہتا ہون کہ بلکہ تمام زبانین (یہ بعض کا قول ہے) ام معبدؓ کہتی ہین کہ آپ شیرین کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات مین بھی سکوت فرماوین) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور مین مشغول ہون) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پروئے گئے ہون اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہین بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہین کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپکے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجھ دیکر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانیکے لیے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لیے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اُکڑو بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ مین غلام کی طرح کھاتا ہون اور غلام کی طرح بیٹھتا ہون اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام مین معین ہو **(وصل نہم آپ کی بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت و ہیبت و جاہ و بے نفسی و ایثار وغیرہ مین)** حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آپ کو تیس مرد کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری مین چالیس مردون کی قوت دی گئی تھی۔

وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَةِ وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ وَكَانَ ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا رُوِيَ عَنْ قَيْلَةَ أَنَّهَا لَمَّا رَأَتْهُ أُرْعِدَتْ مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو فَأُرْعِدَ فَقَالَ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ أُوْتِيَ خَزَائِنَ الْأَرْضِ وَمَفَاتِيْحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَيْهِ فِيْ حَيٰوتِهٖ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَجَمِيْعُ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَنَوَاحِي الشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَجُلِبَتْ إِلَيْهِ الْأَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْأَعْشَارُ وَأُهْدِيَتْ مِنَ الْمُلُوْكِ هَدَايَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھکو اور لوگون پر چار چیزون مین فضیلت دی گئی۔ سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی و بمقابلہ غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد مین بھی صاحب وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انھون نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگین۔ آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی درست) اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپنے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو مین کوئی جابر بادشاہ نہین ہون اور آپ کو تمام خزائن روے زمین کے اور تمام شہرون کی کنجیان (عالم کشف مین) عطا کی گئی تھین اور آپ کی حیات مین بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرۂ عرب و نواحی شام و عراق فتح ہوگئے تھے اور آپ کے حضور مین خمس و صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپنے لوجہ اللہ صرف فرمایا

وَاَغْنٰی بِهِ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَالَ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ اُحُدًا ذَهَبًا یَبِیْتُ عِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَیْنِیْ وَهٰذَا مِنْ کَمَالِ سَخَائِهٖ وَجُوْدِهٖ وَعَطَائِهٖ فَاِنَّهٗ مَاتَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ فِیْ نَفَقَةِ عِیَالِهٖ وَکَانَ مُقْتَصِرًا فِیْ نَفَقَتِهٖ وَمَلْبَسِهٖ وَمَسْکَنِهٖ عَلٰی مَا تَدْعُوْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلَیْهِ وَکَانَ یَلْبَسُ فِی الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ وَالْکِسَاءَ الْخَشِنَ وَالْبُرْدَ الْغَلِیْظَ وَیَقْسِمُ عَلٰی اَصْحَابِهٖ اَقْبِیَةَ الدِّیْبَاجِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّهَبِ وَیَرْفَعُ لِمَنْ لَّمْ یَحْضُرْهُ وَعَنْ عَائِشَةَ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یَرْضٰی بِرِضَاهُ وَیَسْخَطُ بِسَخَطِهٖ حَتّٰی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ جَبَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ اَصْلِ فِطْرَتِهٖ عَلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَرَزَانَةِ الطَّبْعِ وَاعْتِدَالِ الْمِزَاجِ

اور مسلمانوں کو غنی کر دیا اور فرمایا کہ مجھکو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لیے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے بجز ایسے دینار کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں اور یہ آپ کی کمال سخاوت و جود و عطا ہے۔ چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے حتّٰی کہ) آپنے جسوقت وفات فرمائی ہے تو آپ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ اور پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل اور موٹا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور (بعض اوقات) اپنے اصحاب کو دیبا کی قبائیں جنمیں سونے کے تار بنے ہوئے ہوتے تقسیم فرماتے تھے۔ اور جو ان میں موجود نہ ہوتے اُن کے لیے اُٹھا رکھتے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن تھا اُسکی خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور اُس کی ناخوشی کی بات سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے جو بات حق تعالٰی کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی ہے آپکی خوشی و ناخوشی اُسی کے تابع تھی حتّٰی کہ اللہ تعالٰی نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہیں اللہ تعالٰی نے آپکو اصل فطرت میں مکارم اخلاق اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا

وَقَالَتْ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ اِنَّ نَبِيَّنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ بَاسِطًا يَدَيْهِ
اِلَى الْاَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَأْتُ
بُغِّضَ اِلَيَّ الْاَوْثَانُ وَالشِّعْرُ وَلَمْ اَهُمَّ
بِشَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ
فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمَا ثُمَّ لَمْ اَعُدْ وَكَانَ
اَصْبَرَ النَّاسِ عَلٰى اَذَاهُمْ وَاَحْلَمَهُمْ يَعْفُوْ
عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ وَيُعْطِيْ
مَنْ حَرَمَهٗ وَيَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ وَكَانَ يَخْتَارُ
اَيْسَرَ الْاَمْرَيْنِ مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا وَمَا انْتَقَمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ
حَتّٰى رُوِيَ فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ اَنَّ عُتْبَةَ
بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخَا سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ
رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَوْمَ اُحُدٍ فَكَسَرَ رُبَاعِيَتَهُ الْيُمْنَى السُّفْلٰى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہیں کہ آپ جس وقت پیدا ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھا **(اول وہم آپکی عصمت میں)** پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجکو ہوش آیا بتوں سے اور شعر گوئی سے مجکو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع کا مجکو خیال تک بھی نہیں آیا) بجز دوبار کے اور اس سے بھی اللہ تعالےٰ نے مجکو محفوظ رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہیں آئی۔ **(وصل یازدہم تتمہ وصل نہم میں)** اور آپ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھکر حلیم تھے برائی کرنیوالے سے درگذر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اُس سے سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپکو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اُس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتا۔ (اسمیں اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت ہوجاتی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا حتیٰ کہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے روز آپکے پتھر چلایا اُس سے آپکے دندان رباعیہ یمین جانب راست کا شکستہ ہوگیا (یعنی نچلا اور رباعیہ کہتے ہیں سامنے کے چار دانتوں کو دونوں کروٹوں کی طرف کو

ص چار دانتوں کو دو اوپر اور دو نیچے ۱۲

وَشُجَّ وَجْهُهٗ فَقَالُوْا لَوْ دَعَوْتَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَرَبَ امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا فَقَالَ لَا وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ **شعر**

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمُ

وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ فِيْ نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَنَّهٗ اُتِيَ اِلَيْهِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى حَصِيْرٍ فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَيْءٌ قَضَيْنَا فَقَالَ عُمَرُ مَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا

اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان پر بد دعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ اُنکو خبر نہیں اور آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔ اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپ نے انکار فرما دیا ہو کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی میں یہ ہے ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز * مگر در اشہدان لا الٰہ الا اللہ ∴) اور آپ درماندوں کا بار اُٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک بار نوّے ہزار درہم آئے (تقریباً پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے۔ سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کرکے فارغ ہو گئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا (جو تجھکو دے سکوں) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کردینگے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہو حق تعالیٰ نے آپکو اسکا مکلف نہیں فرمایا (پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں)

تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِّنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ وَرُئِيَ الْبِشْرُ فِيْ وَجْهِهٖ وَكَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ كَمَا رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا رَأَيْتُ أَشْجَعَ وَلَا أَنْجَدَ وَلَا أَجْوَدَ وَلَا أَرْضٰى مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ نَلُوْذُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الشُّجَاعُ مَنْ يَّقْرُبُ مِنْهُ إِذَا دَنَى الْعَدُوُّ لِقُرْبِهٖ مِنْهُ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ كَانَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ لَطِيْفَ الْبَشَرَةِ رَقِيْقَ الظَّاهِرِ لَا يُشَافِهُ أَحَدًا بِمَا يَكْرَهُهٗ وَعَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوب خرچ کیجیے اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ مبارک پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے لیے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے

(وصل دوازدہم دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت میں)

حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو بھی (اس صورت میں غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو برو ناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ آپ سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے

وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا بِالْاَسْوَاقِ وَلَا
يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُو
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ حَيَائِهٖ لَا
يُثْبِتُ بَصَرَهُ فِيْ وَجْهِ اَحَدٍ وَكَانَ يَكْنِيْ
عَمَّا اضْطُرَّ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكْرُوْهَاتِ وَعَنْ
عَلِيٍّ كَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقَهُمْ
لَهْجَةً وَاَلْيَنَهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمَهُمْ
عَشِيْرَةً وَكَانَ يُجِيْبُ مَنْ دَعَاهُ وَيَقْبَلُ
الْهَدِيَّةَ وَلَوْ كَانَتْ كُرَاعًا وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ
الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْاَمَةِ وَالْمِسْكِيْنِ وَيَعُوْدُ
الْمَرْضٰى فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَيَقْبَلُ عُذْرَ
الْمُعْتَذِرِ وَيَبْدَءُ اَصْحَابَهٗ بِالْمُصَافَحَةِ
وَلَمْ يُرَ قَطُّ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ
حَتّٰى يُضَيِّقَ بِهِمَا عَلٰى اَحَدٍ وَيُكْرِمُ مَنْ
يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرُبَّمَا بَسَطَ ثَوْبَهٗ وَيُؤْثِرُهٗ
بِالْوِسَادَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ

اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھکر دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اسکی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی (اگر) مریض (ہوتا اس) کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنیوالے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جاوے اور جو آپ کے پاس آتا اسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا (اسکے بیٹھنے کے لیے) بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اسکو دیدیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے۔

وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَأَطْيَبَهُمْ نَفْسًا مَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ أَوْ يَعِظْ أَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ يَخْدِمُ الْوُفُودَ بِنَفْسِهٖ أَحْيَانًا كَوُفُودِ النَّجَاشِيِّ وَإِنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهٗ وَيَعُودُ الْمَسَاكِيْنَ وَيُجَالِسُ الْفُقَرَاءَ وَيَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهٗ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخْدِمُ لِنَفْسِهٖ وَأَهْلِهٖ وَيَقُمُّ الْبَيْتَ وَيَأْكُلُ مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْجِنُ مَعَهٗ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهٗ مِنَ السُّوْقِ وَكَانَ مِنْ آمَنِ النَّاسِ وَأَعْدَلِ النَّاسِ وَأَعَفِّ النَّاسِ وَأَصْدَقِهِمْ قَوْلًا حَتّٰى أَنَّ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَأَلَهٗ أَخْنَسُ ابْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھکر تھے جبتک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتوں میں آپکو ایک جوش ہوتا تھا جسمیں تبسم و خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلا لیتے اور غریبوں کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے میں (خود) جوئیں دیکھ لیتے (کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے اور گھر میں جھاڑو دے لیا کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اسکے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے۔ اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھکر احسان کرنیوالے اور عدل کرنیوالے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اسکے کہ آپکا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا۔

لَيْسَ هُنَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا تُخْبِرُنِيْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ اَمْ كَاذِبٌ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَصَادِقٌ وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَرَ النَّاسِ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اِذَا جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ اِحْتَبٰى بِيَدِهٖ وَكَانَ اَكْثَرُ جُلُوْسِهٖ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اَنَّهٗ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ وَكَانَ اِذَا مَشٰى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِيْ مَشْيِهٖ اَنَّهٗ غَيْرُ غَرِضٍ وَلَا وَكِلٍ اَيْ غَيْرُ ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ فِيْ كَلَامِهٖ تَرْتِيْلٌ اَوْ تَرْسِيْلٌ شک راوی ۱۲ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَيُحِبُّ الطِّيْبَ وَالرَّائِحَةَ الْحَسَنَةَ وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيْرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا

کہ اے ابو الحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لیگا تو مجکو یہ بتلا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابو جہل نے کہا کہ واللہ محمدؐ سچے ہیں اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں (**وصل** سیزدہم تتمۂ **وصل** ہشتم میں) حضرت خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پانوں کھڑے کر کے ملا کر انکے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبار کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات اکڑوں[عـه] بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر (یعنی طمانیت کے ساتھ چلتے آپ کی چال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سستی ہے (کہ پانوں نہ اٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز چلتے تھے نہ سست رفتار تھے) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ کے کلام میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسطرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنیوالا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اسکا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی ترغیب دیتے

[عـه] فسر فی القاموس القرفصاء بهذا وبالاحتباء واخترت الاول لقرینة مقابلة الاحتباء ۱۲ منہ

وَلَا يَنْفُخُ فِي طَعَامٍ وَلَا فِي شَرَابٍ وَيُحِبُّ الْتِقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزٍ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ عَنْ حَفْصَةَ كَانَ فِرَاشُهٗ مِسْحًا وَكَانَ يَنَامُ اَحْيَانًا عَلٰى سَرِيْرٍ مَرْمُوْلٍ بِشَرِيْطٍ حَتّٰى يُؤَثِّرَ فِيْ جَنْبِهٖ عَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِيِّ شِبَعًا قَطُّ وَلَمْ يَبُثَّ الشَّكْوٰى اِلٰى اَحَدٍ وَكَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى وَكَانَ يَظَلُّ جَائِعًا يَلْتَوِيْ طُوْلَ لَيْلَتِهٖ مِنَ الْجُوْعِ وَلَوْ شَاءَ سَأَلَ رَبَّهٗ جَمِيْعَ كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارِهَا وَرَغَدِ عَيْشِهَا وَلٰكِنَّهٗ يَقُوْلُ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا اِخْوَانِيْ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ صَبَرُوْا عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا فَمَضَوْا عَلٰى حَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيْدَ الرَّهْبَةِ

اور کھانے پینے کی چیزون مین پھونک نہین مارتے تھے اور انگلیون وہڈیون کے جوڑون کے صاف رکھنے کو پسند فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونیکے ہین) اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہین بھرا یہان تک کہ آخرت کو روانہ ہوگئے اور حضرت حفصہ رض سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے بان سے بنی ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پہلوے مبارک مین اُسکا نشان پڑجاتا (**وصل چہاردہم آپ کے تنگی معیشت کو اختیار کرنے مین**) اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہین ہوا اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہین کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹین بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روے زمین کے خزائن اور اُسکی پیداوار اور اُسکی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیون نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے (**وصل پانزدہم آپکی خشیت و مجاہدہ مین**) اور آپ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے

فِی ذَاتِ اللّٰہِ حَتّٰی قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّی
لَشَجَرَۃٌ تُعْضَدُ وَکَانَ یُصَلِّی حَتّٰی یَرِمَ
قَدَمَاہُ فَقَالَ رَبُّہٗ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ رَحْمَۃً
لَہٗ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اَیْ
لِتُتْعِبَ نَفْسَکَ وَکَانَ یُصَلِّی وَلِجَوْفِہٖ
اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ کَذَا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ
بْنُ الشِّخِّیْرِ وَکَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ
لَیْسَ لَہٗ رَاحَۃٌ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِی
الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَوْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَقُوْلُ
کَانَ تَعْلِیْمًا لِاُمَّتِہٖ اَوْ لِطَلَبِ مَغْفِرَۃٍ لِاُمَّتِہٖ
اَوْ لِاَنَّہٗ کَانَ خَائِضًا فِی بَحْرِ الْقُرْبِ
وَالْعِرْفَانِ وَکَانَ یَتَرَقّٰی سَاعَۃً فَسَاعَۃً لِاَنَّہٗ
لَا تَکْرَارَ لِلتَّجَلِّیْ وَالتَّجَلِّیْ عَلٰی حَسَبِ
اِسْتِعْدَادِ الْمُتَجَلّٰی لَہٗ وَاسْتِعْدَادُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مُتَزَائِدًا اٰنًا
فَاٰنًا فَاِذَا رَاٰی الْمَرْتَبَۃَ اللَّاحِقَۃَ عَالِیًا

یہان تک کہ آپ نے فرمایا[لہ] کہ کاش مین ایک درخت ہوجاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اسقدر (نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کرجاتے اسپر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لیے نازل نہین فرمایا کہ آپ مشقت مین پڑین اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ مین ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا اسی طرح عبداللہ بن شخیر نے روایت کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر مین ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے مین کہتا ہون کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے تھا یا خود امت کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریاے قرب و عرفان مین مستغرق تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہین اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی (اس لیے تجلیات بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی تھین) پس جب مرتبہ مابعد کو عالی دیکھتے تھے

[لہ] راجح یہ ہے کہ یہ قول ابو ذر کا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے مگر مدعا کچھ اسی روایت پر موقوف نہیں دوسری احادیث میں نص ہے انی اخشاکم اللہ واتقاکم اللہ و نحو ذلک ۱۲ منہ

يَعُدُّ نَفْسَهٗ فِي التَّقْصِيْرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ اَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ صَوْتًا اَقُوْلُ وَاَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ عَلٰى غَيْرِهٖ كَمَا اَنَّهٗ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوْسُفَ كَمَا هُوَ اِلَّا عَلٰى يَعْقُوْبَ اَوْ زُلَيْخَا وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيْمًا وَّلَمْ يَكُنْ سَبَّابًا وَّلَا فَحَّاشًا وَّلَا لَعَّانًا وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ فِيْ سَيْرٍ قَرِيْبٍ وَالرَّاحِلَةَ فِيْ بَعِيْدٍ وَالْبَغْلَةَ فِيْ مَعَارِكِ الْحَرْبِ وَالْخَيْلَ لِاِجَابَةِ الصَّارِخِ وَكَانَ يَبْسُطُ وَجْهَهٗ لِلْكَافِرِ

تو اپنے کو مرتبہ ما قبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں (**وصل شانزدہم آپکے حسن و جمال میں**) اور ترمذی نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہو اور تمھارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور آواز میں بھی اِن سب سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ پر اسطور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپکا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جیسا کچھ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا (**وصل ہفدہم آپکے رفق و تواضع و پاکیزگی طبیعت میں**) اور آپ نہایت حلیم تھے کسی کو دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکۂ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہونچ جاویں) اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم رہنا اسلیے گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی وہ شتر ہے اور آپ کافر اور دشمن سے بھی اُسکی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَالْعُدُوِّ رَجَاءَ اِيْلَافِهٖ وَيَصْبِرُ لِلْجَاهِلِ
وَيَتَوَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ مِهْنَةَ اَهْلِهٖ وَيَتَسَتَّرُ
فِيْ مَلَاءَتِهٖ حَتّٰى لَا يَبْدُوْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ
اَطْرَافِهٖ وَقَدْ وَسِعَ النَّاسَ بِشْرُهٗ وَعَدْلُهٗ
وَلَا يَسْتَفِزُّهُ الْغَضَبُ وَلَا يُبْطِنُ عَلٰى
جُلَسَائِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَائِنَةُ الْاَعْيُنِ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ الْقَلْبِ
وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمًا
فِيْ اَحْوَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ عَنِ الْكَبَائِرِ
وَالصَّغَائِرِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ وَلَا يَصِحُّ
مِنْهُ خُلْفٌ وَاضْطِرَابٌ لَا فِيْ عَمْدٍ وَلَا
فِيْ سَهْوٍ وَلَا صِحَّةٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا جِدٍّ
وَلَا مَزْحٍ وَلَا رِضًى وَلَا غَضَبٍ وَكَانَ
لِحَبِيْبِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَدِمَ
مَكَّةَ اَرْبَعُ غَدَائِرَ رَوَاهُ اُمُّ هَانِئٍ فَكَانَ
يَسْدُلُ شَعْرَهٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ رَأْسَهٗ

اور جاہل کی (بے تمیزی کی) بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھرمین آکر گھر والون کے کامون کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے مین بہت اہتمام فرماتے کہ اُسمین سے ہاتھ پانون مین کچھ ظاہر نہ ہو (غالبًا بیٹھنے کی حالت مین ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہین کرتا تھا۔ اور اپنے جلیسونسے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل مین نہ رکھتے تھے اور آنکھونکی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ مین نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال واقوال وافعال مین کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصدًا نہ سہوًا نہ صحت مین نہ مرض مین نہ واقعی مراد لینے مین نہ خوش طبعی مین نہ خوشی مین نہ غضب مین (**وصل ہشتدہم آپ کے اعتدال تزئین مین**) اور آپ جس روز مکہ معظمہ مین تشریف لائے ہین (یعنی یوم فتح مکہ مین) اُس روز آپکے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو ام ہانی نے اور آپ شروع مین اپنے بالونکو بے مانگ نکالے جمع کرلیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانَ یَتَرَجَّلُ غِبًّا وَسُئِلَ
اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ یَبْلُغْ ذٰلِکَ اِنَّمَا کَانَ شَیْبًا
فِیْ صُدْغَیْہِ وَلٰکِنْ اَبُوْ بَکْرٍ خَضَبَ
بِالْحِنَّا وَالْکَتَمِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانَ شَیْبُہٗ
اَحْمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَقِیْلٍ رَأَیْتُ
شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ
مَخْضُوْبًا وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ یَکْتَحِلُ
قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ ثَلَاثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ وَکَانَ
یُحِبُّ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ وَالْقَمِیْصَ
وَکُمُّہٗ اِلَی الرُّسْغِ وَکَانَ یُحِبُّ الْحِبَرَۃَ
وَکَانَ یَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ اَسْوَدَ وَقَدْ
لَبِسَ جُبَّۃً رُوْمِیَّۃً ضَیِّقَۃَ الْکُمَّیْنِ
وَلَبِسَ خُفَّیْنِ اَسْوَدَیْنِ سَاذَجَیْنِ
وَمَسَحَ عَلَیْہِمَا وَکَانَ فِیْ نَعْلَیْہِ قِبَالَانِ
مَثْنِیٌّ شِرَاکُہُمَا وَکَانَ یَلْبَسُ النِّعَالَ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انس رضؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا کہ آپ خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکر رضؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا کچھ سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید ہونے تھے) اور عبد اللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک حضرت انس رضؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہو گئے اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً انکو خضاب نہیں لگایا لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں مہندی رکھدینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا جس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے اب سب روایات جمع ہو گئیں واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپکی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور کبھی بالوں کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہو) اور آپ نے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور انپر (وضو میں) مسح فرمایا ہے اور آپکے نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے

ل یعنی گرد و غبار سے اٹے ۱۲ منہ

السبتية التي ليس فيها شعر وتوضأ فيها رواه ابن عمر رض وكان يصلي في نعلين مخصوفتين واتخذ خاتما من فضة وكان يختم به ولا يلبسه كما رواه ابن عمر رض وقال انس رض كان فصه حبشيا وقد ذكر في شروح البخاري انه كان حجرا من بلاد الحبشة او على لون الحبشة وكان جزعا او عقيقا وروي عنه ايضا ان خاتم رسول الله كان من فضة وفصه منه وفي رواية منه كاني انظر الى بياضه في كفه اقول اختلاف الروايات بحسب اختلاف الحالات فتدبر ودع الخلاف وكان نقشه محمد رسول الله محمد سطر ورسول سطر والله سطر رواه انس رض واذا دخل الخلاء نزع

نعلین پہنتے تھے اور وضو کرکے انکین پاؤن بھی رکھ لیتے روایت کیا اسکو حضرت ابن عمر رض نے اور آپ (گاہ گاہ) گھٹے ہوئے نعلین مین نماز (بھی) پڑھ لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اُسوقت عرف مین یہ خلاف ادب نہوگا) اور آپنے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور اُس سے مہر لگاتے تھے اور (التزام و دوام کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رض نے روایت کیا ہے اور حضرت انس رض نے کہا ہے کہ اُسکا نگین حبشہ کا تھا۔ شروح بخاری مین مذکور ہے کہ ملک حبشہ کا ایک پتھر تھا یا اُسکا رنگ حبشیون کا سا (یعنی سیاہ) تھا اور وہ مہرہ یمانی یا عقیق تھا اور اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی تھی اور اُسکا نگین اُسی کا تھا (میرے نزدیک نگین سے مراد خانہ نگین ہے یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بنوالیتے ہین) اور اُن ہی سے ایک روایت مین ہے گویا اُسکی سفیدی (اور چمک) آپکے ہاتھ مین اسوقت میری نظر مین ہے مین کہتا ہون کہ ان روایات کا اختلاف باعتبار اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اسطرح سے کہ محمدؐ ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت کیا اسکو حضرت انس رض نے اور جب آپ بیت الخلا مین جاتے تو انگشتری نکال دیتے۔

خاتَمَہٗ وَکانَ یَلبَسُہٗ فی یَمِینِہٖ صَحَّحَہُ البُخاریُّ عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ جَعفَرٍ وَقالَ اَنَسٌ وَجابِرٌ وَابنُ عَبّاسٍ کانَ یَتَختَّمُ فی یَمِینِہٖ وَکانَ سَیفُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَنَفِیًّا وَقَبِیعَتُہٗ فِضَّۃً وَلَبِسَ دِرعَینِ یَومَ اُحُدٍ وَمِغفَرًا یَومَ فَتحِ مَکَّۃَ وَکانَ اِذا اعتَمَّ سَدَلَ عِمامَتَہٗ بَینَ کَتِفَیہِ وَثَبَتَ فی کُتُبِ السِّیَرِ بِرِوایاتٍ صَحِیحَۃٍ اَنَّہٗ کانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یُرخِی عِلاقَتَہٗ اَحیانًا بَینَ کَتِفَیہِ وَاَحیانًا یَلبَسُ العِمامَۃَ بِغَیرِ عِلاقَۃٍ وَرُوِیَ عَنِ ابنِ عَبّاسٍ اَنَّہٗ کانَ یَلبَسُ القَلانِسَ تَحتَ العِمامَۃِ وَیَلبَسُ

اور اُسکو جب پہنتے تو داہنے ہاتھ مین پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسکو حضرت عبداللہؓ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے ہاتھ مین انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلۂ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اُسکی موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے مین جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہے اُسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی ہے اسلیے چاندی کی درست ہے) اور جنگ احد مین آپ دو زرہین اور فتح مکہ کے روز آخچے د (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوے تھے اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اُسکو دونون شانون کے درمیان مین چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر مین بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونون شانون کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے

الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ لَهٗ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَكَانَ يَأْتَزِرُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَرَخَّصَ إِلَى أَسْفَلَ وَلٰكِنْ قَالَ لَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ وَإِذَا جَلَسَ احْتَبٰى بِيَدَيْهِ وَاسْتَلْقٰى فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَأَيْتُهٗ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ وَرَاٰهُ أَنَسٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قُطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ وَعَنْهُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّهٗ قَالَ أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا وَكَانَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ وَيَلْعَقُهُنَّ وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهٖ خُبْزَ

اور کبھی عمامہ بدون کُلاہ کے پہن لیتے اور آپکے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت اِس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے کہ ازار کا ٹخنون مین کچھ حق نہین (یعنی ٹخنے سے نہ لٹکنا چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے تو زانوؤن کے گرد ہاتھونکا حلقہ بنا لیتے اور آپ مسجد مین ایک پانون دوسرے پانون پر رکھکر چت لیٹتے ہین حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے آپ کو بائین کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت انسؓ نے آپکو اس حالت مین دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اُسکو بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگون کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قُطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ مین وہان سے چادرین آتی ہین کپڑا اُدہ نکا موٹا ہوتا ہے) (**وصل نوزدہم تتمۂ وصل ہشتم وسیزدہم مین**) اور اُن ہی سے روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینون اُنگلیونکو چاٹ لیتے تھے ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین تو تکیہ لگا کر نہین کھاتا اور آپ تین اُنگلیون سے کھاتے تھے اور اُن کو (کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی۔

له اور یہ جو ایک روایت مین اسکی ممانعت آئی ہے سو اسلیے اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

الشَّعِيرِ وَمَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ وَلَا سُكُرُّجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ الْخَلَّ وَالزَّيْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ وَالدُّبَّاءَ وَاَكَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَالْحُبَارٰى وَالشَّاةِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَيُحِبُّ الثَّرِيْدَ وَيَاكُلُ الْفِلْفِلَ وَالتَّوَابِلَ وَاَكَلَ الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ وَالتَّمْرَ وَالسَّلَقَ وَالْحَيْسَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ يَعْنِيْ مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ وَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهُ اَيْ غَسْلُ الْاَيْدِيْ اِطْلَاقًا لِلْكُلِّ عَلَى الْجُزْءِ كَذَا قَالُوْا وَكَانَ يَاكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ كَمَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَرَوَتْ عَائِشَةُ اَنَّهُ كَانَ يَاكُلُ الْبِطِّيْخَ

اور آپ نے چوکی (میز) پر کبھی کھانا نہین کھایا اور نہ کبھی تشتری مین کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہین پکائی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرین چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گاے کا گوشت کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے مین توڑی ہوئی روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خرماے نیم پختہ تازہ اور خرماے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے اور آپکو کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اسمین ہے کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرما کے ساتھ کھاتے

بِالرُّطَبِ وَيَقُوْلُ يُكْسَرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَكَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ وَيَشْرَبُ لَبِنِيَّةَ وَاللَّبَنَ وَالْمَاۤءَ فِيْ قَدَحٍ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ وَقَالَ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِيْ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ شَرِبَ مَاۤءَ زَمْزَمَ قَاۤئِمًا وَرَوٰى عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاۤئِمًا وَّقَاعِدًا وَاِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ اَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍؓ

اور فرماتے کہ اُسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہوجاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیرین ہو سرد ہو اور آپ خرما تر کرکے اُسکا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ مین پیا کرتے تھے جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اُسمین لوہے کے پتّر لگے تھے اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہین جو کھانے اور پینے دونون کا کام دے سکے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپنے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھون نے اپنے جد سے روایت کیا ہے کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونون طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان مین) دو بار سانس لیتے تھے اور امام بخاریؒ نے اسی روایت مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار سانس لیتے تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھتے روایت کیا اسکو براء بن عازبؓ نے

وَإِذَا نَامَ نَفَخَ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ وَقَالَتْ حَفْصَةُ كَانَ فِرَاشُهُ مِسْحًا نُثْنِيهِ ثِنْتَيْنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِي قُرَيْظَةَ عَلَى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيفٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ كَانَ يَقْعُدُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَقُولُ لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَحَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَحْلٍ رَثٍّ

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت کیا ابن عباسؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اُسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپکا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دوہرا کردیا کرتے اور آپ اُسپر سویا کرتے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ مریضون کی عیادت فرماتے تھے اور جنازہ مین شریک ہوتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت قبول کرلیتے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ مین آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے جسکی لگام پوست خرما کی رسی کی تھی اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اسکا پالان تھا اور اُن سے ایک روایت ہے کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دست کھلانے کے لیے میری دعوت کیجاوے تو منظور کرلون اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا ہے۔

وَعَلَيْهِ قَطِيفَةٌ لَا تُسَاوِي أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِيَاءَ فِيهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض وَكَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُونَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَمَا لِي طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ أَنَسٌ رض وَقَالَ لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ وَعَنْهُ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَ كَشْفِ السِّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ بَعْدَ مَا مَاتَ فَوَضَعَ

اور اُس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اُسپر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اِسکو ایسا حج (مبرور) بنائیے جسمین نمایش اور قصد شہرت نہ ہوا اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اُسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اِس حالت مین گذرے ہین کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھاسکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل مین آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور حضرت انسؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہین ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے۔

(وصل بستم آپکی وفات شریف مین)

اور حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجھکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اسطرح کہ آپنے (مرض وفات مین) دوشنبہ کے دن پردہ اُٹھا کر دیکھا اُسوقت مین نے آپکا چہرۂ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ
عَلٰى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَانَبِيَّاهُ
وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيْلَاهُ وَرَوٰى سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَبِيْهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ
الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ
وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ يُسْمَعُ صَوْتُ
الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ
الثُّلَاثَاءِ قَالَ اَبُوْعِيْسَى التِّرْمِذِيُّ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِيْحُ
اَنَّهٗ دُفِنَ لَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنِيْ

اپنا مُنھ تو آپ کے دونون آنکھون کے درمیان رکھا اور ہاتھون کو آپ کی کلائیون پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن مین (بوجہ غلبۂ غم وحیرت در بعضے امور وانتظام اجتماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کیے گئے کہ آخر شب مین پھاوڑون کی آواز زمین کھودنے کی حالت مین سُنی جاتی تھی اور عبدالرحمٰن رضہ بن عوف نے کہا ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ مین دفن کیے گئے ابوعیسیٰ ترمذی نے اس روایت کو غریب (یعنی متفرد) کہا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہے کہ آپ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے (**وصل بست و یکم تتمہ وصل ہفتم مین**) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھین سوجاتی ہین

وَلَا يَنَامُ قَلْبِي وَاِنِّي اَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي وَاِنِّي لَا اَنْسٰى وَلٰكِنْ اُنَسّٰى وَاِنِّي اَرٰى مِنْ خَلْفِي كَمَا اَرٰى مِنْ اَمَامِي وَاِنَّهٗ كَانَ يَقْظَانَ الْقَلْبِ دَائِمًا وَفَوْتُ الْفَجْرِ لَيْلَةَ التَّعْرِيْسِ لِحِكْمَةٍ اِلٰهِيَّةٍ اِقْتَضَتْ اِظْهَارَ حُكْمِ الْقَضَاءِ عَلٰى اُمَّتِهٖ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا فَكَانَ يُمَازِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْيَانًا لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِهِمْ كَقَوْلِهٖ لَاَحْمِلَنَّكَ عَلَى ابْنِ النَّاقَةِ لِاَعْرَابِيٍّ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ لِامْرَاَةٍ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ الْاَنْبِيَاءِ وَخَتْمَ الْمُرْسَلِيْنَ وَمُنْتَهَى النَّبِيِّيْنَ وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتَدِيْ بِهٖ فِي الْاَحْكَامِ

اور میرا دل نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں شب اس حالت میں بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھکو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے (تاکہ اُسکے متعلق احکام سنت قرار پاویں) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور (باوجود اس بیدار دلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہو جانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جائے **(اول الست دوم آپ کے مزاح میں)** اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں مگر (اُسمین بھی) بات سچ ہی کہتا ہوں سو آپ مومنین سے اُنکا دل خوش کرنیکے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے جیسے آپنے ایک اعرابی سے (جسنے سواری کے لیے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ میں تجھکو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اُس پر سوار کرنا مراد ہے اسی لیے کہا کہ میں بچہ کو کیا کرونگا آپکے جواب سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے آپنے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی (اور وہ جب گھبرائی تب آپکے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانیکے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی سب جوان ہونگی) **(وصل الست وسوم تتمہ وصل ہفتم و الست دوم میں)** اور آپ افضل الانبیا اور خاتم المرسلین اور منتہی النبیین تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام شرعیہ میں آپ کی اقتدا کرینگے۔

وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاسٰى مِنَ الشَّدَآئِدِ مَا يُقَاسِيْهِ الْاِنْسَانُ لِتَضَاعُفِ ثَوَابِهٖ وَتَصَاعُدِ دَرَجَاتِهٖ فَمَرِضَ وَاشْتَكٰى وَاَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقُرُّ وَاَدْرَكَهُ الْجُوْعُ وَالْعَطْشُ وَلَحِقَهُ الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ وَنَالَهُ الْاِعْيَاءُ وَالتَّعَبُ وَالضُّعْفُ وَالْكِبَرُ وَسَقَطَ فَجُحِشَ وَشَجَّهُ الْكُفَّارُ يَوْمَ اُحُدٍ وَاَدْمَوْا قَدَمَهٗ فِي الطَّآئِفِ وَسُقِيَ السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰى وَاحْتَجَمَ وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰى نَحْبَهٗ وَلَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَتَخَلَّصَ مِنْ دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰى وَلَقَدْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاَعْدَآءِ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى عَنْ بَدْرِ بْنِ قَمِئَةَ يَوْمَ اُحُدٍ حِيْنَ رَمٰى بِحَجَرٍ فَشَجَّ

(وصل بست و چہارم آپ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اسکی حکمت مین) اور آپ کو بھی مثل دوسرے انسانون کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپکا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہون پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر) غصّہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے خراش بھی ہو گیا اور جنگ اُحد کے دن کُفّار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر مین زخم بھی ہوا اور کفّار طائف نے آپ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے اور جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا مین ملحق ہو گئے اور اس دار الامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع مین دشمنون (کے قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے) سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ یوم احد مین جب بدر بن قمہ نے آپ پر پتھر چلایا

وَجْنَتُهُ وَدَخَلَتْ حَلْقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ فِيهَا وَأَخَذَ عَلَى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ عِنْدَ خُرُوجِهِ إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ سَيْفَ غُوْرَثَ وَحَجَرَ أَبِي جَهْلٍ وَفَرَسَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيدِ بْنِ أَعْصَمَ وَسَمَّ يَهُودِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ وَالْأَذِيَّةِ إِظْهَارٌ لِشَرَفِهِ وَإِيصَالُ ثَوَابِهِ وَلِكَيْلَا يَضِلَّ فِيهِ النَّاسُ بِإِظْهَارِ الْعَجَائِبِ وَالْمُعْجِزَاتِ كَمَا ضَلُّوا فِي عِيسَى وَعُزَيْرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ تَسْلِيَةً لِأُمَّتِهِ فِي الْمَصَائِبِ وَهٰذِهِ الطَّوَارِي إِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ الْبَشَرِيِّ لِمُشَاكَلَةِ النَّوْعِ وَأَمَّا قَلْبُهُ فَمُنَزَّهٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ مَشْغُولٌ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللّٰهِ

اور اس سے آپکا رخسارہ مبارک زخمی ہوگیا اور خود آہنی کے دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے اسوقت آپکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جب آپ جبل ثور کی طرف (پوشیدہ) تشریف لے گئے اسوقت قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابوجہل کے پتھر اور سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن اعصم کے سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا اور (ہلاکت سے) آپ کے محفوظ رہنے میں اور (معمولی) تکلیف ہوجانے میں آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے (یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہے) اور (نیز اسلیے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ کے بارہ میں معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ ضلالت میں نہ پڑجاویں یعنی اگر جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہہ ہوجاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں اظہار عجائب کے سبب ضلالت میں پڑگئے اور تاکہ مصائب میں آپ کی امت کے لیے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکالیف پہونچی ہیں تو ہم کیا چیز ہیں) **(فصل بست و ششم آپکی روح پر ان عوارض** کے اثر نہ ہونے میں) اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپکے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا

وَمَعَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ لَحْظَةٍ وَاٰنٍ حَتّٰی اَنَّ اَکْلَهٗ وَشُرْبَهٗ وَلُبْسَهٗ وَحَرَکَتَهٗ وَسُکُوْنَهٗ وَقَوْلَهٗ وَسُکُوْتَهٗ کُلَّهٗ کَانَ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَبِاَمْرِ اللّٰهِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلَی یَوْمِ الدِّیْنِ هٰذَا مُجْمَلُ مَا فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاحْفَظْهُ فَاِنَّهٗ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْهِ اِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُوْنَ بَعْدَ تَتَبُّعِ الْکُتُبِ وَالدَّفَاتِرِ الْکَثِیْرَةِ وَاِنَّا قَدْ اَعْطَیْنَاکَ مَجَالَّةً نَافِعَةً وَعُلَالَةً رَائِعَةً تَسْتَوْعِبُهَا فِی الْمُدَّةِ الْیَسِیْرَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَارِئِهَا وَکَاتِبِهَا وَسَامِعِهَا وَحَافِظِهَا وَرَاوِیْهَا وَمُؤَلِّفِهَا اٰمِیْنَ وَلْنَخْتِمْ بِعِدَّةِ اَبْیَاتٍ هِیَ تُحْفَةٌ مُرْسَلَةٌ اِلٰی جَنَابِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی مین مستغرق اور اللہ ہی کی معیت مین تھے حتّٰی کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہین بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علمائے محققین کے اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص مطلع نہین ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تمکو دیدیا جسکو بہت قلیل مدت مین ضبط کر سکتے ہو اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنیوالے کو اور تالیف کرنیوالے کو (اور ترجمہ کرنیوالے کو) بخشش کیجیے آمین۔ اور ہم چند ابیات پر اسکو ختم کرتے ہین جو آپکے دربار شریف مین بطور تحفہ کے (مبلغین صلوٰۃ وسلام کیواسطے سے بھیجے جاتے ہین یہ اشعار مؤلف کے ہین

لِمُؤَلِّفِهٖ

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي
دستگیری کیجیے میرے نبیؐ
أَنْتَ فِي الِاضْطِرَارِ مُعْتَمَدِي
کشمکش مین تم ہی ہو میرے نبیؐ

لَيْسَ لِي مَلْجَأٌ سِوَاكَ أَغِثْ
جز تمھارے ہے کہان میری پناہ
مَسَّنِي الضُّرُّ سَيِّدِي سَنَدِي
فوج کلفت مجھپہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِي الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
كُنْ مُغِيثًا فَأَنْتَ لِي مَدَدِي
اے مرے مولے خبر لیجیے مری

لَيْسَ لِي طَاعَةٌ وَّلَا عَمَلٌ
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
بَيْدَ حُبِّيكَ فَهُوَ لِي عَتَدِي
ہے مگر دل مین محبت آپ کی

يَا رَسُولَ الْإِلٰهِ بَابُكَ لِي
مین ہون لیرا ور آپ کا در یا رسول
مِنْ غَمَامِ الْغُمُومِ مُلْتَحَدِي
ابر غم گھیرے نہ پھر مجکو کبھی

جُدْ بِلُقْيَاكَ فِي الْمَنَامِ وَكُنْ
خواب مین چہرہ دکھا دیجے مجھے
سَاتِرَ الذُّنُوبِ وَالْفَنَدِي
اور مرے عیبون کو کر دیجے خفی

أَنْتَ عَافٍ أَبَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ
درگذر کرنا خطا و عیب سے
وَمُقِيلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِي
سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةً لِّلْعِبَادِ قَاطِبَةً
سب خلائق کے لیے رحمت ہیں آپ
بَلْ خُصُوصًا لِّكُلِّ ذِي أَوَدِ
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

لَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک
فَأَلْثِمُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِي
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

فَأُصَلِّي عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا
مُتْحَفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
حضرت حق کی طرف سے دائمی

بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ
جسقدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس
وَالنَّبَاتِ الْكَثِيرِ مُنْتَضِدِ
اور بھی ہے جسقدر روئیدگی

وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ أَبَدًا
اور تمھاری آل پر اصحاب پر
بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْأَمَدِ
تا بقائے عمر دار اخروی

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْمُسَمَّاةُ بِشَمِيمِ الْحَبِيبِ فِي بَلْدَةِ بَهُوپَال سَنَةَ ۱۲۰۹ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ آخِرَ السَّنَةِ

یہ رسالہ مسمی بہ شمیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال سنہ ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ اسکا مسمی بہ شمم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ سنہ ۱۳۲۵ھ میں تمام ہوا والحمد للہ

مِنَ الرَّوْضِ

فَانْظُرْ لِأَوْصَافِ خَيْرِ الْخَلْقِ فِي مِدَحِي
كَأَنَّهَا الْوَشْيُ إِذْ تَزْهُو بِهِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ اُس سے دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپکے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيمٌ زَانَهُ خُلُقٌ مِثْلُ النَّسِيمِ فَلَا فَظٌّ وَلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل باد بہاری کے (مفرح) ہیں آپ نہ درشت خو ہیں اور نہ تنگ حوصلہ

يُلْفِي أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ مُخَدَّرَةٍ عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا قَدْ زَانَهَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اسکو حیا نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِيِّينَ أَخْلَاقًا وَمُعْجِزَةً وَرُتْبَةً فَلَهُ التَّقْدِيمُ إِنْ حَضَرُوا

تمام انبیا علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کے لیے ہو

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ يُشَابِهُهُ لَهُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُولٌ وَلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مُشْرَبٌ لَوْنُهُ الْمُبْيَضُّ مَنْظَرُهُ بِحُمْرَةٍ وَمُحَيَّاهُ هُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا

صَلْتُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ كَحِيلُ الْعَيْنِ مِنْ حُسْنِهِ لَا يَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

أَسِيلُ خَدٍّ مَلِيحُ الثَّغْرِ بَاسِمُهُ مُفَلَّجٌ أَبْيَضُ الْأَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

سبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان ریخین تھیں اور وہ دانت روشن تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

أَقْنَى أَشَمُّ طَوِيلُ الْجِيدِ مُشْرِقُهُ مِثْلُ اللُّجَيْنِ الْمُصَفَّى مَا بِهِ عَكَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جسمیں میل نہ رہا

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ   كَمَا يُزَيِّنُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپکے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی

وَلِمَّةٌ تَبْلُغُ الْأُذُنَيْنِ عَاطِرَةٌ   كَالْمِسْكِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِينَ يَنْتَشِرُ

سر پر بال گھنے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعُهُ   تُرَى بِهِ شَعَرَاتٌ خَطَّهَا الْقَدَرُ

آپکے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر چند بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا

شَثْنُ الْأَكُفِّ خَمِيصُ الْبَطْنِ ذُو عُكَنٍ   مَطْوِيَّةٍ طَالَ مَا يَطْوِي بِهَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اسمیں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ مُمْتَلِئٌ   إِزَارُهُ لِنِصْفِ السَّاقِ يَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقین پُر تھے اور بدن کو پُر گوشت ہونے سے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِيَّةٌ عِنْدَ مَا يَمْشِي تَمَايُلُهُ   تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ سَارٍ يَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں

يَفُوحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلَ الْجُمَانِ لَهُ   شَذًا تَظَلُّ الْغَوَانِي مِنْهُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوے مشک جھلکتی تھی کہ حسین عورتیں اسکو بجاے عطر لگاتی تھیں

قَضَى وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مُدْرِكًا شِبَعًا   مِنَ الشَّعِيرِ وَكَانَتْ فَرْشُهُ الْحُصُرُ

آپنے عمر ختم کردی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونیکا موقع آپنے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

هٰذَا وَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِاَجْمَعِهَا
فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ

کیفیت اُس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپ کو اس دنیا سے زہد نے ہٹا دیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فَالثَّوْبَ يَرْقَعُهُ وَالشَّاةَ يَحْلِبُهَا
وَمَا رَاٰى لِاَخِي الْاِعْدَامِ يَحْتَقِرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا

وَالْبَيْتَ يَكْنِسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا
وَاِنْ دُعِيَ اَسْعَفَ الدَّاعِيَ وَلَا يَذَرُ

اور گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور (اپنا) جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے تھے

كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا
وَالْاِبْلُ اَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ

آپ کے لیے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ اُن پر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

مَا عَابَ قَطُّ طَعَامًا اَحْضَرُوهُ لَهُ
وَلَا لِسَائِلِهِ اللَّحَّاحِ يَنْتَهِرُ

کسی کھانے میں آپ نے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپ کے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

يَعْفُو وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰى كَرَمًا
وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ يَعْتَذِرُ

آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اسکا عذر قبول فرما لیتے

وَلَيْسَ يَغْضَبُ اِلَّا اَنْ تُرٰى حُرَمٌ
لِلّٰهِ مُنْتَهَكٌ اَوْ هُتِكَتْ سُتُرُ

اور آپ غصہ نہ کرتے تھے مگر (دو حالتوں میں) یا تو اللہ تعالیٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتی ہوئی نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کی جاتی

مَا اَمَّهُ سَائِلٌ يَرْجُونَهُ اَيْدَهُ
اِلَّا انْثَنٰى وَهُوَ مُثْرِي الْكَفِّ مُشْتَهِرُ

آپ کے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپ کے دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اسکے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا (یعنی اسلیے کہ خوب دیتے تھے جس سے اسکی ثروت ظاہر ہو جاتی) ۱۲ منہ

[illegible]

۲۱ تسشما و فصل

[illegible]

فصل بائیسوین ۲۲ آپ کے بعض معجزات مین۔ اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپکے معجزات ضبط واحصار سے متجاوز ہین کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم ومصالح واسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال وافعال واحوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتون کا علم تفصیلاً عرفاء وحکماء الٰہی کے صدور وقلوب مین القا ہوتا ہے اور اجمالاً کتب اسرار شریعت مین مثل تصنیفات امام غزالیؒ وامام شعرانی وشاہ ولی اللہ و حسین جسر رحمہم اللہ تعالیٰ جستہ جستہ پائے جاتے ہین تو اس بنا پر آپکے معجزات فوق الحد والعد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہین ہے اسلیے اس سے قطع نظر کرکے اگر ان ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر وعامی مین بھی خارق ہین وہ بھی دس ہزار سے کم نہین چنانچہ سات ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اسکے اخبار عن المغیبات سے مشتمل ہے تقریر اسکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ مین جسقدر کلام کہ برابر سورۂ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۂ انا اعطینا مین دس کلمے ہین اور سارے کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کرین سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس کلام اللہ مین سات ہزار سات سو معجزے ہین اور اگر اسکی پیشگوئیون کو لیا جاوے جن مین سے تیرہ ۱۳ الکلام المبین مین جمع کی ہین اور نیز ستتر ہزار سے جسقدر بیشی ہے اسکو بھی دس پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد مین اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوئے اور محدثینؒ واہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق

ف ف [illegible] الکلام المبین ۱۲ مـ

اپنے علم کے لکھے ہین وہ بقول محدثین تین ہزار ہین جن مین سے ایک ہزار جزئے امام سیوطی رح نے خصائص کبریٰ مین نقل کیے ہین اور تین سو سے زائد الکلام المبین مین مذکور ہین تو اِس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہین اگر خصائص کبریٰ دستیاب نہو یا عربی نہ جاننے والون کی سمجھ مین نہ آوے تو کتاب الکلام المبین کا بھی مطالعہ اس باب مین کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب مین اوّل ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جسمین آپ کے معجزات کا عالم کے تمام اقسام سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُسکے اثبات کے لیے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اسلیے اِسمین صرف اُس تقریر کو بوجہ اُسکے دلپذیر و دلچسپ ہونیکے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات مین سے دو دو سے چار تک پر اقتصار کرتا ہون وہ تقریر ملخصًا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد مگر رحمت واسطے تمام عالمون کے صحیح مسلم مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (اور ظاہر ہے کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہین) پس رسالت آپکی باعث بقا و امن سب عالمون کا ہے اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی رسالت سے نفع یاب ہین اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم مین معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلق معجزات کے آپ کی نبوّت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہین پس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جسطرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح

آپ کی رسالت پر تمام[1] عالم گواہ ہے) چنانچہ بیان اُسکا یہ ہے کہ عالم دو قسم ہے عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزون سے کہ دوسری چیزمین ہوکے پائے جاتے ہین بذات خود قائم نہین اور اُنھین عرض بھی کہتے ہین جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزون سے جو بذات خود قائم ہین اور اُنھین جوہر بھی کہتے ہین جیسے زمین آسمان آدمی درخت پھر عالم اعیان دو قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہین جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہین رکھتے جیسے جمادات وحیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہین اور عالم سفلی دو قسم ہے عالم بسائط اور عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انھین موالید ثلاثہ

---

[1] دلالت اضطراریہ تو سب اور بشہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیسا کہ توحید کے باب مین ارشاد حق ہے سورۂ حج مین الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب مین وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے متن مین معجزات کے سلسلہ مین عالم حیوانات کے بیان مین اول حدیث ہے جسمین تصریح ہے کہ جتنی چیزین آسمان و زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے اُس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمۃ المہداۃ پس اُس آیت کا جو حاصل توحید کے باب مین ہے بالکل اُسی کے مطابق اِس حدیث کا حاصل رسالت کے باب مین ہے ۱۲ منہ

کہتے ہین پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی افلاک و کواکب بسائط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی اسطرح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہین جو موالید ثلثہ کہلاتی ہین پس اسطرح سے کل اقسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسوین کائنات الجو) اور ہر قسم مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوے ہین اِسکے بعد نو باب لائے ہین اور ہر باب مین معجزات کثیرہ ذکر کیے ہین احقر نے ہر باب مین سے دو[1] سے چار تک معجزات لے لیے ہین جسکو ترتیب اقسام نقل کرتا ہون[2] عالم معانی ع۱ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن المغیبات کے ع۲ وہ خبرین جو آپنے قبل الوقوع بیان فرمائین جیسے صحیحین مین حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ مین جتنے امور قیامت تک ہونیوالے تھے سب بیان فرمائے جسنے یاد رکھا اُسے یاد رہا اور بھول گئے جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اس بیان کی خبر ہے اور بعض شئے اُسمین سے ہوتی ہے کہ مین اُسے بھول گیا تھا پھر مین جب دیکھتا ہون اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہون کہ یہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جسطرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہوا اور وہ شخص غائب ہوجاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہی پہچان جاتا ہے اھ ع۳ وہ واقعات حالی جو آپنے بے دیکھے

---

[1] کہین کہین لفظی تغیر کا یا کہین دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ

[2] اور اس ترتیب مین کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاوے گا ۱۲ منہ

بیان فرما دیے جیسے بخاریؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ کے قصہ مین) خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگون کو سُنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپ نے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) **عالم ملائکہ عـ۴** صحیح مسلم مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانون مین سے پیچھے ایک شخص کے مشرکون مین سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُسنے ایک کوڑے مارنے کی آواز سُنی اور ایک سوار کی کہ اُسنے کہا بڑھ اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور مُنھ پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے۔ اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسنے اِس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد مین کا فرشتہ تھا **ف** حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے **ف** اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے اکثر غزوات مین فرشتون کو بھیجا چنانچہ بدر مین اور اُحد مین اور حُنین مین فرشتون نے مدد کی **عـ۵** بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ابن سعد نے طبقات مین عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر دکھا دیجیے

آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے اُنھوں نے کہا آپ دکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ اُنھوں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالمِ انسان

۶ ظہورِ ہدایت جیسے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لیے کہا اُس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خدائے تعالیٰ میری ماں کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللّٰھم اھدِ اُمّ ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابوہریرہؓ کی ماں کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنکر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سُنکر کہا کہ وہیں ٹھیرو اے ابوہریرہ اور میں نے پانی کی آواز سُنی سو میری ماں نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ میں خوش ہوکر شدّت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنی ماں کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمدِ الٰہی بجا لائے

۷ ظہورِ برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اُنکے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منھ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا

[illegible] ۱۲

بحائے مہملہ و ظائے معجمہ ۱۲

اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر مین موضع مس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ع۸ شفاے مرضیٰ جیسے بیہقی اور طبرانی
اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فُدیک کے باپ کی آنکھون مین
پُھلّی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھون پر
دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھین اچھی ہو گئین راوی کہتا ہے کہ مین نے اُنھین اسّی برس
کی عمر مین سوئی مین ڈورا ڈالتے دیکھا ع۹ قہر بے ادبان جیسے مسلمؒ نے سلمہؓ بن
اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائین
ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ مین سیدھے
ہاتھ سے کھا نہین سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیباکی سے
براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے
نہ کھا سکے گا اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام سے جاتا رہا مُنہ تک
نہین پہونچ سکتا تھا عالم جن ع۱۰ خطیبؒ نے جابرؓ بن عبد اللہ سے ایک حدیث
طویل مین روایت کی ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
سفر مین تھے راہ مین ایک گانؤن مین پہونچے اُس گانؤن کے آدمی خبر آپ کی
آمد کی سُنکر باہر گانؤن کے منتظر تھے جب آپ وہان پہونچے تو اُنھون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِس گانؤن مین ایک عورت نوجوان ہے اُسپر
ایک جن عاشق ہوا ہے اور اُسپر آچڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے
کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہین کہ مین نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت
تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن

تو جانتا ہے کہ مین کون ہون محمدؐ رسول خدا ہون اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپکے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہوگئی اور نقاب مُنھ پر کھینچ لیا اور مردون سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہوگئی عـــ۱۱ ترمذیؒ[عه] نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ اِنکے ایک بخاری مین خرما بھرے تھے سو ایک جنّیہ آکر اُسمین سے نکال لیجاتی اُنھون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسکی شکایت کی آپنے فرمایا جاؤ اور ابکی جب اسکو دیکھو تو یون کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللّٰہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو اُنھون نے اُسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث **ف** یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونیکے محض آپکے نام کی برکت سے گرفتار ہوگئی عالم علوی افلاک و کواکب عـــ۱۲ و عـــ۱۳ چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا کواکب کے متعلق اور معراج مین سمٰوات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صحیح اور عظیم معجزے ہین عالم بسائط یعنی عناصر عـــ۱۴ متعلق خاک جیسے صحیحین مین حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت مین) سراقہ بن مالک نے سو مین نے اُسے دیکھکر کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمین ایک شخص نے آلیا آپنے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپنے سراقہ کے لیے بددعا کی سو اُسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین مین گھس گیا اور اُسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونون صاحبون نے میرے لیے بددعا کی ہے اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کھاتا ہون کہ تمھارے طلب کرنیوالونکو

[عه] یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

مین پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیے دعا کی سو اُس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہدیتا تھا کہ ادھر کوئی نہین ہے اھ ع ۱۵ متعلق آب جیسے صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ مین لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگون نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر مین نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ وضو کے لیے مگر اُسی قدر کہ آپ کے اِس لوٹے مین ہے (کیونکہ چاہ حدیبیہ مین بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی اُنگلیون سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیون نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے اِنھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کرجاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ ۱۵ سو آدمی تھے ع ۱۶ متعلق آتش جیسے صحیحین مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوۂ خندق مین اِنھون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جَو کا آٹا تیار کیا اور حضورؐ مین آ کے چپکے سے اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیون کے تشریف لیچلیے آپ نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لیچلے اور جابرؓ سے فرمایا کہ ہانڈی مت اُتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک مین نہ آؤن بعد اِسکے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوے آٹے مین اور ہانڈی مین ڈالا اور دعاے برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوا لو اور شوربا

نکال نکال کے ہانڈی مین سے دو اُسے چولھے پر سے اُتارو نہین جابرؓ کہتے ہین کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش مین رہی اور آٹا اُتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا **ف** اس سے عالم آتش مین بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے مین کہ کم کر دینا ہے واقع نہین ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی مین آگ کو بھی دخل ہے) **ع۱۷** متعلق ہوا جیسے اُسی غزوۂ خندق مین واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفّار پر پُروائی ہوا ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اُن کو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار بے شمار اُنکے منھون پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھا دی اور ہانڈیان اُنکی اُلٹ دین اور میخین اُنکی اُکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُن کے کھل کر آپسمین لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر مین دُند مچا دیا اُسوقت آپنے حضرت حذیفہؓ کو کفّار کی خبر لانیکے لیے مامور فرمایا اور شدّت سردی سے محفوظی کے لیے دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے مین مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا مین حمّام مین چلا جاتا ہون (بعضہ من تواریخ حبیب آلہ) **ف** ایسی سخت ہوا کا اُنپر اثر نکرنا صریح خارق ہے

عالم کائنات الجو **ع۱۸** جیسے صحیحین مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکون مرتے ہین آپ مینھ کے واسطے دعا کیجیے آپنے دونون ہاتھ اُٹھائے

اور اُسوقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہین پائے کہ ابر مانند پہاڑون کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اُترنے نہین پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینھ کے گرنے لگے سو اُس دنسے دوسرے جمعہ تک مینھ برسا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمایئے کہ مینھ تھم جاوے آپنے دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپنے اشارہ کیا وہین کھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہوگیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینھ کی بیان کرتے تھے **ف** آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونون مین ظہور ہے معجزہ کا سحاب مین **ع۱۹** اور جیسے جلالین مین جسکو کمالین مین اشارسیہ ابر کانسخے وابن جریر بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے کسی کو بھیجا اُسنے آپ کی اور حق تعالی کی شان مین گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہین اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً اُسپر بجلی گری اور اُسکی کھوپڑی اُڑادی **ف** اس واقعہ مین آپ کی شان مین گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور معجزہ کا صاعقہ مین کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جمادات و عالم نباتات **ع۲۰** ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور مین بھی آپ کے ساتھ تھا۔

سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السّلام علیک یا رسولؐ اللہ **ف** پہاڑ جمادات سے ہین اور درخت نباتات سے سو دونون مین ظہور معجزے کا ہوا

۲۱ صحیح بخاری مین جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک سُتون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اِس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُس سُتون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ سُتون ہچکیان لینے لگا جسطرح وہ لڑکا جو رونے سے چُپ کرایا جاتا ہے ہچکیان لیتا ہے یہان تک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا تھا اب جو نہ سُنا تو رونے لگا **ف** یہ سُتون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونون قسمون سے تعلق ہوا اور اس گریہ مین جسطرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسۂ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہے)

۲۲ ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھوہارون کے لیے دعاے برکت کر دیجیے آپ نے اُن چھوہارونکو اکٹھا کر کے اُن مین دعاے برکت کی اور مجھسے فرمایا کہ انھین لے کے اپنے توشہ دان مین ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُسمین سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا مت۔ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ اُن چھوہارون مین ایسی برکت ہوئی کہ مین نے

اتنے اسنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جسمین ساڑھے تین سیر گندم سما سکین) اللہ کی راہ مین خرچ کیے اور ہمیشہ اسمین سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر مین لگا رہتا تھا یہان تک کہ بروز شہادت حضرت عثمانؓ کے (کہ قریب تیس۳۰ برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری کمر مین سے کٹ کے کہین گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز مین ظاہر ہوا جو اصل مین نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اسکو بھی دونون سے تعلق ہوا)

عالم حیوانات ۲۳ احمد[1] اور دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے وہان ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ مین جاتا اُسپر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا آپ نے اُسے بُلایا اور وہ آیا اور اُسنے آپکے سامنے سجدہ کیا آپنے اُسکی ناک مین مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مینؐ رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے ۲۴ بیہقی نے سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ مین دریاے شور مین تھا جہاز ٹوٹ گیا مین ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان مین پہونچا وہان مجھسے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا مین نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہون وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن مین مارا پھر میرے ساتھ چلا یہان تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک

---

[1] الکلام المبین مین اسکو مسلم اور ابو داؤد کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفرؓ منسوب کیا ہی مگر اسمین نہ ملا اور رحمۃ مہداۃ مین احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابرؓ نقل کرنا سبب اس تغیر تصرف کا ہوا ۱۲ منہ

کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوادی مین سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے ف پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات مین تھا اور یہ بعد وفات جسمین وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہین ہوسکتا) ع ۲۵ بخاری مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپنے ایک قدح دودھ کا گھر مین پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہؓ کو بلا لو یہ بھوکے تھے انھون نے اپنے دل مین کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو مین سیر ہو کر پیتا بعد اسکے مین نے اُن سب کو بلایا آپنے ارشاد فرمایا کہ انھین دودھ پلاؤ مین نے پلانا شروع کیا یہان تک کہ سبھون نے سیر ہو کر پیا پھر مجھسے کہا کہ تم پیو مین نے پیا آپنے فرمایا اور پیو مین پیتا جاتا تھا یہان تک کہ مین نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ مین جگہ نہین پھر باقی آپنے پیا ف یہ اجزاے حیوان مین معجزہ کا ظہور ہوا یہان تک الکلام المبین مین حدیثین لا کر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

۱ یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضَّرُّ الْمُعْتَرِفِ
وَجَاحِدٍ فَهِيَ الْاَدْوَاءُ وَالْعِطْرُ
۲ كَمْ اَبْرَءَتْ اَلِمًا كَمْ اَذْهَبَتْ لَمَمًا
كَمْ اَظْهَرَتْ لِمَا يَنْمُوْ لَهَا شَعَرٌ
۳ وَكَمْ شَفَتْ سَقَمًا كَمْ اَظْهَرَتْ مَدَدًا
كَمْ فَرَّجَتْ كَمَدًا عَمَّتْ بِهِ عَوَذٌ

ترجمہ ۱ آپکا ایسا ہاتھ ہے کہ اُسمین نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کے لیے (نفع ہے) اور منکر کے لیے (ضرر ہے) سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے ۲ اُس ہاتھ نے بہت سے المونکو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو دور کیا بہت سے موی سر کو ظاہر کیا کہ اُسکے سبب (سر بے مو مین) بال جم آئے ۳ اور بہت سے بیمارونکو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت سے رنجونکو دور کیا ایسے لوگون سے جنمین کوئی خلل تھا

۱ وَدَرَّتِ الشَّاةُ مِنْهَا وَالْحَصَا نَطَقَتْ
فِيْهَا وَاَوْرَقَتِ الْاَغْصَانُ وَالشَّجَرُ
۲ وَالْقَوْمُ مِنْ رَمْيِهَا يَوْمَ اللِّقَاءِ عَمُوْا
وَمِنْ اَصَابِعِهَا الْاَمْوَاهُ تَنْفَجِرُ
۳ وَالْمَاءُ مِنْ رِيْقِهٖ زَادَتْ حَلَاوَتُهٗ
وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهٖ اَضْحٰى لَهٗ ثَمَرُ
۴ وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلَيْهِ حِيْنَ فَارَقَهٗ
حَتّٰى عَلَا مِنْهُ مَا بَيْنَ الْمَلَا خَوَرُ
۵ وَالذِّئْبُ وَالضَّبُّ كُلٌّ مِنْهُمَا شَهِدَا
شَهَادَةَ الْحَقِّ يَرْوِيْهَا لَكَ الْخَبَرُ
۶ وَرَاحَ يَشْكُوْ اِلَيْهِ جَوْرَ صَاحِبِهٖ
اَلْبَعِيْرُ وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ مُنْحَدِرُ
۷ وَاَطْعَمَ الْجَيْشَ مِنْ صَاعٍ فَاَشْبَعَهٗ
وَمِنْهُ اَرْوَاهُ لَمَّا مَسَّهُ الْعَسَرُ
۸ فَلَا تَرُمْ حَصْرَ اٰيَاتٍ لَهٗ ظَهَرَتْ
اِلَّا اِذَا كَانَ يُحْصَى الرَّمْلُ وَالْمَدَرُ
۹ كَفٰى بِمُعْجِزَةِ الْقُرْاٰنِ مُعْجِزَةً
طُوْلَ الزَّمَانِ عَدَا يُتْلٰى وَيُسْتَطَرُ
۱۰ فِيْهِ مُجَمَّعَةُ الْاَشْيَا فَلَا صُحُفٌ
اِلَّا وَحَازَ مَعَانِيْهَا وَلَا زُبُرُ
۱۱ فَهُوَ الشِّفَاءُ الَّذِيْ يُحْيِي النُّفُوْسَ بِهٖ
قَدْ فَازَ مُتَّعِظٌ مِنْهُ وَمُدَّكِرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

۱ اور اُس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اُسمین سنگریزے بولے اور شاخین اور درخت برگ دار ہو گئے ۲ اور قوم کفار اُس ہاتھ کے خاک پھینکدینے سے اندھے ہو گئے اور اُس ہاتھ کی اُنگلیون سے پانی جاری ہوتے تھے ۳ اور پانی کی شیرینی آپکے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اُسی سال بار آور ہو گیا ۴ اور ستون درخت کا آپکی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہان تک کہ مجمع مین اُسمین سے آواز نکلکر بلند ہو گئی ۵ اور بھیڑیے اور سوسمار نے دونون نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی) دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ۶ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا اور آنسو اُسکی آنکھون سے جاری تھے ۷ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا اور اُس سے آسودہ کر دیا حالانکہ اُس لشکر کو تنگی نے مس کیا ۸ اے مخاطب آپکے جو معجزات ظاہر ہوئے اُن کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ ریگ اور سنگریزون کا شمار کیا جاوے ۹ قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاویگا اور لکھا جاویگا ۱۰ اُسمین بہت سے مضامین جمع ہین سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہین جسکے معانی پر قرآن مشتمل ہو اور نہ کتابین ہین ۱۱ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہین اُس سے وعظ وپند کا قبول کرنیوالا

۵ فائز المرام ہوتا ہے ۱۲ منہ

فصل تینتیسوین آپ کے بعض اسماے شریفہ مین مع اُنکی مختصر تفسیر کے

محمدؐ یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے **احمدؐ** عیسیٰ علیہ السّلام نے اس نام سے بشارت دی ہے **متوکل** معنی ظاہر ہین **ماحی** آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا **حاشر** یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت مین محشور ہون گے اور سب آپ کے بعد تو گویا اُنکے حشر کے سبب آپ ہوئے **عاقب** یعنی سب انبیا علیہم السّلام کے عقب مین اور آخر مین تشریف لائے **مقفّی** اِسکے بھی یہی معنی ہین **نبی التوبۃ** یعنی آپ کی شریعت مین عفو ذنوب کے لیے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعضی پہلی امتون کے کہ قتل نفس اُسمین شرط تھا **نبی الملحمۃ** یعنی قتال کے نبیؐ کیونکہ آپ کی شریعت مین جہاد مشروع ہوا ہے **نبی الرحمۃ** آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانون کے لیے تو آخرت مین بھی اور کفّار کے لیے دنیا مین کہ پہلی اُمتونکے سے عذاب نہین آتے اور باقی اجزاے عالم کے لیے بھی کہ بقاے عالم کا آپ کے بقاے دین کے ساتھ مربوط ہے جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہے گا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت قائم ہو کر تمام عالم درہم وبرہم ہو جاویگا **فاتح** یعنی کشایندہ آپ کی بدولت دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کفّار کے فتح ہوے جنّت کے دروازے آپ کی اتباع سے کشادہ ہون گے **امین** معنی ظاہر ہین **شاہد** قیامت مین آپ اپنی امت کے شاہد ہون گے **مبشّر بشیر** یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے **نذیر** یعنی کفّار کو عذاب سے ڈرانے والے **قاسم** یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے **ضحوک و قتال** اِن دونون کا استعمال جدا جدا نہین ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفّار سے قتال کرنیوالے **عبد اللہ** معنی ظاہر ہین **سراج منیر** یعنی ہدایت کے چراغ روشن **سید ولد آدم**

عہ اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

یعنی سب بنی آدم کے سردار **صاحب لواء الحمد** یعنی قیامت مین آپ کے ہاتھ مین لواء الحمد ہوگا اور سب اوّلین وآخرین اُسکے تلے ہون گے **صاحب مقام** یعنی مقام شفاعت مین آپ کھڑے کیے جاوینگے **صادق** یعنی سچی خبر دینے والے **مصدوق** یعنی آپ کو سب خبرین وحی سے سچی ملتی ہین **رؤف رحیم** دونون کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہین بعض انمین سے آپ کے ساتھ خاص ہین اور بعض دوسرے انبیا علیہم السّلام مین بھی مشترک ہین اور اکثر ان اسماءِ مذکورہ مین وہ ہین جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہین اور عرف مین لقب ونام ایسے ہی اسما کو کہتے ہین اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہین ورنہ آپ کے اوصاف مین سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہین کذا فی زاد المعاد۔

من الروض

مُحَمَّدٌ[1] اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُهٗ
اِلَيْهِ فَهُوَ بِهٰذَا الْفَخْرِ يَفْتَخِرُ
اَلْفَاتِحُ[2] الْخَاتِمُ الْهَادِيْ بِدَعْوَتِهٖ
اِلَى الْهُدٰى وَلِدِيْنِ اللّٰهِ يَنْتَصِرُ
اَلْحَاشِرُ[3] الْعَاقِبُ الْمَاحِيْ بِبِعْثَتِهٖ
عَنَّا الظَّلَامَ وَلَيْلُ الشِّرْكِ مُنْدَمِرُ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

[1] محمد ہین احمد ہین آپکا مادح آپکی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے [2] آپ افتتاح والے ہین (کہ آپکے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام والے ہین (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کی طرف ہادی ہین اور دین الٰہی کی نصرت فرماتے ہین۔ [3] آپکے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیا کے بعد آئے ہین آپ اپنی بعثت سے تاریکیون کو ہم سے محو کرنیوالے ہین اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

فصل چوبیسوین آپ کے بعض خصائص مین یعنی اُن امور کے بیان مین جو اللہ تعالیٰ

نے تمام انبیا علیہم السلام مین سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہین ایک قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ مین پائی گئے مثلاً سب سے اوّل آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپکو نبوت عطا ہونا یوم میثاق مین سب سے اول الست بربکم کے جواب مین آپکا بلیٰ فرمانا آپکا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب مین آپ کی بشارت و فضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم مین گذری ہین وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف آوری کے وقت قبل نبوّت ظاہر ہوئے مثلاً مُہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل مین مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہین ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اُسمین عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا آسمان کا منقطع ہوجانا اذان و اقامت مین نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے مین بھی زبانی یاد ہونے مین بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب نہ ہونا ازواج مطہرات کا امت پر ابداً حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آنکھ کے پیچھے سے برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیا کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور

جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپکی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز مین انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان مین شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتون مین انکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ) احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہے) اجماع امت کا حجت ہونا اور اسمین ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علما سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا وغیر ذلک پانچوین قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برزخ یا قیامت مین ظاہر ہوئے یا ہون گے اُنکا بیان وفات کے بعد کی تین[1] فصلون مین آویگا هذا كله من التمام متصرف في الالفاظ والترتيب وبعضه من المشكوٰة

من القصيدة

فَهُوَ[1] الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

[1] یس آپ فضائل باطنی و ظاہری مین کمال کے درجہ کو پہونچے ہوے ہین پھر خداوند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات کا ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا ۱۲ عطر الوردہ

---

[1] یعنی اُن تینون فصلون مین ایسے خصائص بھی ہین یہ نہین کہ سب خصائص ہی ہین چنانچہ حیات انبیا و تحریم جسد و صلوٰۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام مین مشترک ہے ۱۲ منہ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ[1]
فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

[1] آپ اس سے پاک ہین کہ آپ کی خوبیو نمین اور کوئی آپ کا شریک ہو (پس جوہر حسن جو آپ مین پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل پچیسوین آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات وغیرہ مین ۔

اِن چیزون کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہین ایک تشریع کہ ان مین کیا جائز ہے کیا ناجائز اِسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اُن سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق اِنکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہان اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصراً بیان کیا جاتا ہے ماکولات و مشروبات غذاً یا دواءً انمین بعض وہ چیزین ہین جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہین کہ اُنکا وصف فرمایا ہی چنانچہ احادیث[1] مقام سے سب بالتعیین معلوم ہوجاوے گا۔ اثمد[2] یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال مین رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی عادت شریف بھی دونون آنکھون مین ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنی مین تین اور بائین مین دو لگانے کی تھی یعنی عادت دونون طرح تھی اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

---

[1] اِن احادیث کے لغات یعنی اسماء ادویہ و اغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ

[2] اسمین حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **بطیخ** یعنی تربوز آپ تربوز کو خرمائے تازہ کے ساتھ نوش فرما رہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اُسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے **بلح** یعنی خرمائے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرمائے سبز خرمائے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونون چیزین کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہو کر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **بُسر** یعنی خرمائے نیم پختہ صحیح حدیث مین ہے کہ جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ابوالہیثمؓ کے یہان مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) اُنھون نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لین (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) **بصل** یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اُنھون نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اُسمین پیاز تھا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور صحیحین مین آپ نے اِسکے کھانے والے کو مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اُنکو پکا کر بدبو مار دے **تمر** یعنی خرمائے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر اثر نہین کرتا اور فرمایا ہے کہ جس گھر مین تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہین اور آپ سے کھانا بھی بکثرت

ثابت ہے مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی **ثلج** یعنی برف حدیث صحیح مین ہے آپنے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجکو میرے گناہون سے دھو ڈال پانی اور برف اور اولے سے اھ اس سے مدح برف کی نکلتی ہے **ثوم** یعنی لہسن اسکا بیان پیاز کے ساتھ گذر چکا **ثرید** یعنی گوشت کے شوربے مین روٹی ٹوٹی ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسری غذاؤن پر روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (اس سے ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم ہوئی) **جبن** یعنی پنیر سفر تبوک مین آپ کی خدمت مین لایا گیا آپنے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہکر اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **حنا** یعنی مہندی آپکے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اسپر مہندی رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے **حبۃ السوداء** یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام آیا ہے آپنے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اسمین بجز موت کے سب بیماریونکی شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **حرف** یعنی رائی اسکا نام حدیث مین **ثفاء** آیا ہے اور عام محاورہ مین حب الرشاد کہتے ہین آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ دو چیزون مین کسقدر شفا ہے ثفاء مین اور ایلوہ مین روایت کیا اسکو ابوعبید وغیرہ نے اور مراسیل مین ابوداؤد نے **حلبہ** یعنی میتھی عبدالرحمن بن القاسم سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ میتھی سے شفا حاصل کرو **خبز** یعنی روٹی آپ کو شوربے مین توڑی بہت پسند تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپنے ایکبار گیہونکی روٹی گھی سے چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپنے گھی کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی مین تھا

آپنے فرمایا اُٹھا لو روایت کیا اسکو بھی ابو داؤد نے **خل** یعنی سرکہ آپنے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **دُہن** یعنی روغن آپ سر مین کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے شمائل مین اور آپنے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے **ذریرہ** یعنی ایک قسم کا مرکّب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے حج وداع مین آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **رطب** یعنی خرمائے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہین کہ مین نے آپ کو ککڑی خرمائے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نماز کے قبل خُرمائے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرمائے تر نہ ہوے تو خرمائے خشک سے یہ بھی نہ ہوے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **ریحان** یعنی خوشبودار پھول آپنے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اُسکو رد نہ کرے کیونکہ اسمین (بار احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر نہین اپنا نفع ہی) روایت کیا اسکو مسلم نے (اور اسی کے حکم مین ہر خوشبو ہی) **زیت** یعنی روغن زیتون اسکا بیان دُہن مین آچکا **زنجبیل** یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب طب نبوی مین **سنا** مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا

کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سَنا ہوتی روایت کیا اِسکو
ترمذی اور ابن ماجہ نے **سنُّوت** اِسکے معنی مین اختلاف ہے بعض اطبا نے ایک خاص
تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف مین رکھا گیا ہو آپنے ارشاد فرمایا
کہ سَنا اور سنوت کو برتا کرو کہ اِن دونون مین بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اِن بعض اطبا نے وجہ ترجیح مین کہا ہے کہ شہد اور گھی سے
سَنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے **سفرجل** یعنی سیب وہی آپ نے
ابوذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے
اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی نے **سمن** یعنی گھی خبز کے بیان مین
آپ کا گھی کی تمنّا فرمانا گذرا ہے **سمک** یعنی مچھلی آپنے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے
پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد مین سریۃ الخبط کے قصّہ مین صحیحین سے نقل کیا ہے
سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت مین تھے جو اور چقندر
سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد نے **شونیز**
یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء مین گذر چکا **شعیر** یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گھر والونکو
بخار مین آش جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہے اور
مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا **شوی** یعنی بُھنا ہوا گوشت آپ کا تناول
فرمانا چند حدیثون مین ہے جو ترمذی مین مذکور ہین **شحم** یعنی چربی ایک یہودی نے
آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جسمین کچھ تغیر آ گیا تھا پیش کی **صبر** یعنی ایلوہ
اسکا ذکر بیان حرف مین گذر چکا ہے **طیب** یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا

ف کثوریر قاموس

کہ مجکو دنیا کی چیزون مین سے منکوحہ بیبیان اور خوشبو پسند ہے **عسل** یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُسکو کوئی بڑی بلا نہ پہونچے گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **عجوہ** مدینۂ منورہ کی کھجورون مین سے ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **عود ہندی** اسکی دو قسمین ہین ایک قسط کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزون مین سے سب سے بہتر پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس عود ہندی کو استعمال مین لایا کرو اِسمین سات شفائین ہین اور دوسری قسم خوشبو مین برتی جاتی ہے آپ اُسکو سُلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے **قثاء** یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے **کماۃ** جسکو بعضے ککر مُتّا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہین آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ مَنّ کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اُسکا عرق آنکھ کے لیے شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **کباث** یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل مین اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **لحم** یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا واہل جنت کی سب غذاؤن کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گورخر کا
گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری و مسلم نے
اور آپ نے سُکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا
گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سنن مین سرخاب کا
گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی
ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون
سے کافی ہوجاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور
پھر پانی منگاکر کلّی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ماء یعنی پانی بعض
خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان و جیحان
و نیل و فرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے (بعض محققین نے
اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جیّد ہونے کے تمام طرق انمین جمع ہین اس لیے
تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم
جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین
پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام
کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ملح یعنی نمک
آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری و مسلم نے اور آپ نے سُکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سنن مین سرخاب کا گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **لبن** یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون سے کافی ہوجاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر کلی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ماء** یعنی پانی بعض خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان و جیحان و نیل و فرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے بعض محققین نے اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق انہین جمع ہین اس لیے تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے **مسک** یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ملح** یعنی نمک آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **نورہ** یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پوستین جسمیں ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے اور آپکے پاس دو چادریں سبز[عہ] اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالونکا یعنی کمل تھا اور کرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھیں اور آپنے کتان اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑیکا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہیں سکب۔ مرتجز۔ طیف۔ لزاز۔ ظرب۔ سبحہ۔ ورد۔ اور پانچ خچر تھے ایک دُلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلۂ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعدؓ بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیاں تھیں ایک قصوی دوسری عضباء تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے کہے ہیں اور پینتالیس اونٹنیاں

[عہ] زادالمعاد میں مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

دودھ کی تھیں اور سو بکریاں تھیں اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل میں جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور میں استمرار تھا بعض خاص حالات و خاص ازمنہ کے اعتبار سے ہیں اور زیادہ تفصیل کتب احادیث میں ہے من الرواض۔

عه
قَضٰی[1] وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مُدْرِكًا شَبَعًا
مِنَ الشَّعِيْرِ وَكَانَتْ فُرْشُهُ الْحُصُرُ
هٰذَا[2] وَقَدْ مُلِّكَ الدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا
فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ
فَالثَّوْبَ[3] يَرْقَعُهُ وَالشَّاةَ يَحْلِبُهَا
وَمَا رَأٰى لِأَخِ الْإِعْدَامِ يَحْتَقِرُ
وَالْبَيْتَ[4] يَكْنُسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا
وَإِنْ دُعِيْ أَسْعَفَ الدَّاعِيْ فَلَا يَذَرُ
كَانَ[5] الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا
وَالْإِبْلُ أَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

[1] آپ نے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک روز بھی جو سے شکم سیری کی نوبت نہیں آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا [2] یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے [3] سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دودھ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے [4] اور گھر میں خود جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے [5] آپ کے لیے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۱۲ منہ

فصل چھبیسویں ۲۶ آپ کے اہل و عیال و خدم و حشم میں ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اسوقت آپ کی عمر پچیس ۲۵ برس کی اور انکی چالیس ۴۰ برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیمؓ کے کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ہیں باقی تمام اولاد

عه یہ اشعار فصل ۱۶ کے ختم پر آچکے ہیں مگر چونکہ مجکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلیے ان اشعار کو باوجود تھوڑی مناسبت و مکرر ہونے کے غنیمت سمجھکر درج کر دیا اگر کسی دوسرے کو مناسب اشعار ملجاویں اُنکے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض ہے عه یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہے ۱۲

آپ کی ان ہی سے ہین، اور ہجرت سے تین سال قبل ان کی وفات ہو گئی پھر انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد حضرت [۲] سودہؓ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت [۳] عائشہؓ سے نکاح کیا اُسوقت انکی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال مین جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی رخصت ہو کر آئین اور آپ کی بیبیونمین کنواری صرف ایک یہی تھین پھر حفصہؓ بنت عمرؓ سے نکاح کیا پھر زینبؓ بنت خزیمہ قیسیہؓ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کر گئین پھر حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیبیونکے بعد ہوئی پھر حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپ کی پھوپی زاد بہن ہین اور بعد وفات نبوی سب بیبیون سے پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ مین حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہو کر آئی تھین آزاد کیے جانیکے بعد انسے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ مین ہجرت کرکے گئی ہوئی تھین بواسطۂ وکیل سنہ چار ہجری مین نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چارسو دینار اُنکو آپکی طرف سے مہر دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوۂ خیبر کے زمانہ مین حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہو کر آئی تھین آزاد کرنیکے بعد انسے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ مین نکاح ہوا یہ گیارہ ہین جنمین سے دو سامنے وفات پا گئین اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر اُنمین اقوال متفق نہین ہین سراری یعنی وہ کنیزین جو ہمبستری کے لیے ہون حضرت ماریہؓ انسے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینبؓ نے ہبہ کر دی تھی اولاد اول صاحبزادہ

قاسم آپ کی کنیت ابو القاسم ان ہی سے ہے بچپن مین انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہؓ و حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئین ان تینون مین اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہین پھر عبد اللہؓ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہین یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن مین انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہین پھر سنہ آٹھ ہجری مین حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی مین انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھین اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابو طالب ابو لہب زبیر عبد الکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونون نام ایک ہی کے بتلائے ہین ضرار قثم مغیرہ غیداق بعض نے ان دونون کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہین عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائین عاتکہ اروی ان دونون کے اسلام مین اختلاف ہے برہ امیمہ ام حکیم موالی یعنی غلام و کنیز حضرت زید بن حارثہ اسلم ابو رافع ثوبان ابو کبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچون ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہین حنین سندر فضالہ مابور واقد ابو واقد قسام ابو عسیب ابو مویہبہ یہ سب غلامون کے نام ہین اور کنیزین تھین سلمی ام رافع میمونہ بنت سعد خضرہ رضوی رزینہ ام ضمیرہ میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام انکے متعلق تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نعل و مسواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہؓ بن عامر

جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ مؤذن آمد و خرچ انکی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذر غفاری ایمن بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور انکی والدہ ام ایمن معیقیب انکے پاس انگشتری رہتی۔ **مؤذنین** کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ **حارسین** یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا **کاتبین** یعنی آپ کے منشی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہؓ بن ارقم حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بنؓ ربیع اسدی حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ حضرت عبداللہ بنؓ رواحہ حضرت خالد بنؓ ابولید حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ حضرت معاویہ بنؓ ابی سفیان حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے **ضارب اعناق** یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بنؓ عوام حضرت مقداد بنؓ عمرو حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصمؓ بن ثابت ضحاک بنؓ سفیان **شعراء و خطباء** یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب۔

[۱] تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
إِلَيْهِنَّ تُعْزٰى الْمَكْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ
[۲] فَعَائِشَةٌ مَيْمُوْنَةٌ وَصَفِيَّةٌ
وَحَفْصَةُ تَتْلُوْهُنَّ هِنْدٌ وَزَيْنَبُ
[۳] جُوَيْرِيَةٌ مَعْ رَمْلَةٍ ثُمَّ سَوْدَةٌ
ثَلَاثٌ وَسِتٌّ ذِكْرُهُنَّ مُهَذَّبُ
[۴] فَصَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ مَا دَامَ شَارِقٌ
مِنَ الشَّرْقِ يَشْرُقُ ثُمَّ فِي الْغَرْبِ يَغْرُبُ

[۱] جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیان چھوڑ کر وفات فرمائی کہ اُنکی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہین [۲] وہ عائشہ ہین اور میمونہ ہین اور صفیہ ہین اور حفصہ ہین اُنکے بعد ہند اور زینب ہین [۳] اور جویریہ ہین اور رملہ ہین پھر سودہ ہین یہ کل نو ہوئین کہ اُنکا ذکر منقح ہے [۴] سو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور مغرب مین غروب ہو ۱۲ منہ

فصل عہ **ستائیسوین** وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی اُمت پر نعمت و رحمت الٰہیہ کے تام اور کامل ہونے مین ہر چند یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جان فرسا و ہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمۃٌ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ مین بھی اُسکا ظہور بدرجۂ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہین تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعاً ونصاً روایات ذیل سے یہ دونون دعوے ثابت ہین اس لیے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہان اسکا مختصراً بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی مین غم کا کیا ذکر **پہلی روایت** طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

عہ ہذا للمؤلف منہ ۱۲ عہ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہین ۱۲ منہ

جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃً) سُنائی گئی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی یعنی آخرت آپکے لیے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہے **ف** اسمین تصریح ہے کہ ملاءِ اعلی کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہے کہ اُسمین قرب بلا حجاب ہے حق تعالی کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتون کے مشاہدہ کا **دوسری روایت** بخاریؒ ومسلمؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات مین) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب وزینت اور اپنے پاس کی چیزون کے درمیان مین اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدائے تعالی کے پاس کی چیزون کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکرؓ رونے لگے تو (ہم لوگونکی سمجھ مین بعد مین آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اُس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابو بکرؓ سمجھ گئے **ف** اِس سے بھی نصًّا ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی **تیسری روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض مین اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا مین رہین یا آخرت مین اور آپ کو مرض وفات مین کھانسی اُٹھتی تھی اور یون فرماتے تھے مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یعنی اُن لوگون کے ساتھ (رہنا چاہتا ہون) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہین اور صدیق ہین اور شہید ہین اور صلح ہین پس مجکو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جسپر آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعوی مقصود مین نص ہے **چوتھی روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت مین فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی

وفات ہوتی ہے اُسکا مقام جنت مین رہنے کا دکھلا کر اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی اے اللہ عالم بالا کے رفقا کو اختیار کرتا ہون اور صحیح ابن حبان مین رفیق اعلی کے بعد یہ زیادت بھی مرفوعًا وارد ہے مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل **ف** یہ بھی مثل احادیث بالا کے مقصود مین صریح ہے **پانچوین روایت** عبدالرزاق نے طاؤسؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ دنیا مین اتنا رہون کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھون دوسرے یہ کہ آخرت کو چلنے مین) تعجیل کرون مین نے تعجیل ہی کو اختیار کیا **ف** جو اوپر ہے وہ یہان بھی ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہان تو تخییر صحابہؓ نے سمجھی تھی یہان خود آپ ہی کے ارشاد سے منقول ہے **چھٹی روایت** بیہقی کی ایک طویل حدیث مین ہے کہ حضرت ملک الموتؑ نے عرض کیا کہ حق تعالی نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائین تو روح قبض کرون اور اگر آپ فرمائین تو چھوڑ دون مجکو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کرون آپ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالی آپکی لقا کا مشتاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ قد اشتاق الی لقائك کی تفسیر مین کہا ہے معناہ قد اراد لقائك بان یردك من دنیاك الی معادك زیادة فی قربك وکرامتك **ف** اس سے بھی آخرت کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہے اشتیاق حق تعالی پر بالمعنی اللائق بہ تعالی کما ذکرہ البیہقی پس جسطرح آپ نے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالی نے بھی آپ کے لیے اُسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواہب والمشکوٰۃ) **ساتوین روایت** مسلم مین

حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث مین جسمین ام ایمنؓ آپ کو یاد کر کے رونے لگین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیون روتی ہو کیا تمکو معلوم نہین کہ خدا کے پاس کی نعمتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہان سے) بہتر ہین اور اُنھون نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ تبلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہو گئی سو وہ دونون حضرات بھی رونے لگے **ف** اس حدیث سے بھی تین صحابیون کا اتفاق مدعاے مقام پر ثابت ہوا **آٹھوین روایت** امام مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت[عہ] کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندون مین سے کسی اُمت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہین تو اُس اُمت کے پیغمبر کو اُمت سے پہلے وفات دیدیتے ہین اور اُس پیغمبر کو اُس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہین اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہین تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اُسکو سزا دیتے ہین اور اُسکو ہلاک کر دیتے ہین اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اُسکے ہلاک ہونے سے اُس پیغمبر کی آنکھین ٹھنڈی کرتے ہین چونکہ اُن لوگون نے اُس پیغمبر کی تکذیب اور نا فرمانی کی تھی **ف** اِس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق مین علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات مین خود آپ کے حق مین اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا **نوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اُس حدیث مین جسمین آپ اُن لوگون کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن مین مرجاتی ہے، روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپنے فرمایا اپنی امت کے لیے مین آگے جاتا ہون کیونکہ میری (وفات کی) برابر اُن پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

[عہ] فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت
امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے **دسوین
روایت** ابن ماجہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری
(وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کرکے تسلی حاصل کرلے **ف** اسمین ثواب کے
علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی **گیارھوین روایت** قیس رض بن سعد سے
روایت ہے کہ مین مقام حیرہ مین ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے
دیکھکر آیا اور حضور مین عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے
آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کرو مین نے عرض کیا
نہین آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **ف** مطلب
آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمھارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسجودیت
کے لیے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حی حقیقی حق تعالی کے سوا کوئی نہین تو بس سجدہ اُسی کو
زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر
مین زندہ رہتے تو عجب نہین ہزارون نادانون کو شبہہ الوہیت کا آپ پر ہوجاتا
سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اُس سے عدم الوہیت پر استدلال ظاہر ہوگیا
اور امت کے لیے یہ بڑی رحمت ہے **بارھوین روایت** حضرت عمر رض سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اللہ تعالی سے اپنی وفات کے بعد
اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمد آپ کے اصحاب میرے
نزدیک بمنزلہ ستارون کے ہین کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب مین ہے
سو جو شخص اُنکے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے

روایت کیا اسکو رزینؒ نے **ف** یہ اختلاف فروع اجتہادیہ مین وجوہ دلالت نصوص کے اختلاف سے ہے جسمین ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ رحمت ہے کہ اسمین امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ مین نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتون سے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر کی پانچ روایتون سے امت کے حق مین اُسکی رحمت ہونے کی وجہ ثابت ہوتی ہین لیکن اِسکے یہ معنی نہین کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہین ہے اوّل تو خود روایات بالا مین بعض حکمتین خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہین دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا علیہم السلام کے اکمل البشر ہین علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی اُنسے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپ کے اخیر وقت مین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ھذا آخر موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اُسکے سیاق سے تاسُّف ظاہر ہے اور ابو نعیمؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموتؑ روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور مین نے آسمان سے آواز سُنی وا محمداہ اِس سے بکاء عزرائیلؑ کا ثابت ہوا اور ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت انسؓ سے آپکی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیے اصحاب کے پاس آنا اور اُن کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہون اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے

افضل ہوتے ہین تو اُنکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے اِسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات مین مصیبت ہونے کی وجود کی تصریح بھی ہے چنانچہ مرفوع حدیث مین مسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین اپنے اصحاب کے لیے سبب امن ہون جب مین چلا جاؤنگا تو موعودہ بلائین (فتن وحروب) اُن پر آوینگی اور میرے اصحاب میری امت کے لیے سبب امن ہین جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائین (بدعات وشرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث مین اور پر ساتوین روایت مین حضرت ام ایمنؓ کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی جس نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو بھی رولا دیا آچکا ہے یہ تینون امر اُسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہین اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتون مین مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہین ہے اس تحقیق کے بعد مختصرًا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپکا ابتداے مرض حضرت میمونہؓ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینبؓ بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہؓ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھین) اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن اور کُل مدّت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہین بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف مین تطبیق یہ ہے کہ مرض کی بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھکر شمار نہین کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہین اب سب اقوال جمع ہوجاوینگے اور مرض دردسر سے شروع ہوا اور اُسمین بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر مین یہودیون نے گوشت مین زہر دیا تھا

اور آپ نے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے اس مرض مین یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا پورا کام کر دیا ہے تو اس معنی کر حضورؐ کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اِسکے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات مین آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات مین خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہے بعض علما نے وجہ جمع مین یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مرضون پر آتا ہے ایک جو ورم حارسی ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہے دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعدؒ کی روایت مین تصریح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اُسمین شدت ہو گئی جب مرض مین شدت ہوئی حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور اُنھون نے سترہ نمازین پڑھائین اور درمیان مین ایک وقت نہایت تکلف سے آپ نے بھی بیٹھکر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے رنج و غم کو سُنکر باہر مسجد مین تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بہت سے وصایا ونصائح ارشاد فرمائین اور واحدی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قریب زمانہ وفات کے ہم لوگون کو حضرت عائشہؓ کے گھر مین جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سُنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے مین دین فرمایا میرے اِن ہی کپڑون مین (آپکا لباس ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑون مین یا یمانی چادر جوڑہ مین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل و کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھکر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھین گے

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھین پھر انکی عورتین پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر مین کون اتاریگا آپنے فرمایا میرے اہل بیت اور انکے ساتھ ملائکہ ہون گے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد مین حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسّم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اسوقت صحابہؓ کی بیتابی کا عجب حال تھا قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہوجاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑکر دولت خانہ مین تشریف لیگئے

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات مین اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن مین مذکور ہوئے ہین اور وفات[1] آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت ووحشت کہ بعضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش مین نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپکے غسل وکفن وصلوٰۃ ودفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اسلیے نہین کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتین واقع مین بھی ثابت ہوئین اور نص اسلیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہین کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاوین گو مستقل مزاج مخصوصین ومقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

---

[1] اور تاریخ کی تحقیق نہین ہوئی اور بارھوین جو مشہور ہے وہ حساب سے درست نہین ہوتا کیونکہ اُس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہوکر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہین ہوسکتی ۱۲ منہ

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اُسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جاوین ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عرب کے حساب مین رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اُسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا ورنہ خشک مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست ۔۔۔ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر ہو

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو اِن معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آیندہ حفاظت کے انتظام کی جُدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے اہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اُسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اِسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جاوین اِن مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عرب کے حساب مین رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اُسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر

فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاؑ کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہین جہان وہ انبیاؑ دفن ہونا پسند کرتے ہین آپ کو اُس جگہ دفن کرو جہان آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر نبی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات مین دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کردین تو اور بات ہے) اور حضرت ابو طلحہ رضؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف مین چار حضرات نے اُتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت عباسؓ کے قثمؓ او فضلؓ اور آپکی لحد پر نو اینٹین کچی کھڑی کی گئین وشقرانؓ نے کہ آپکے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اپنی راے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف مین بچھا دیا تھا مگر ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرہانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری مین سفیان تمار سے روایت ہے کہ اُنھون نے آپ کی قبر شریف کوہان کے شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ مین نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہین دیکھا ترمذی نے اُنسے روایت کیا ہے کہ جس دن حضورؐ مدینہ مین تشریف لائے ہین اُسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے اُسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب مین ہمنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہین کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے یا عمل مین فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے

وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب و بعد میں تفاوت اب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت له شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطیٰ و صغریٰ میں اسکو روایت کرکے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من جاءنی زائرًا لا تحمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعًا له یوم القیامة اسکو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق و تقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ ان کے ضعف کا جابر ہو سکتا ہے یہ فتوی استدلال تھا اور ذوق اس فتوے کو یہ لکھکر قوی کرتا ہے ؎

[١] عَلَیَّ بِرَبْعِ الْعَامِرِیَّةِ وَقْفَةٌ	[١] لیلیٰ عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھپر لازم ہے
لِیُمْلِیَ عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ کَاتِبٌ	تاکہ شوق مجھکو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو ١٢
[٢] وَمِنْ مَذْهَبِیْ حُبُّ الدِّیَارِ لِاَهْلِهَا	[٢] اور میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھروالوں کی علاقہ سے
وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ	اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزوں کے باب میں مختلف مذاہب ہیں ١٢

اور ایک حدیث میں جو وارد ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہاں استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنا کے چونکہ اصل اسمیں متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور جسقدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہے کہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اسطرح ہوگی لا تشد الرحال

الی مسجد الا الی ثلثة مساجد اس صورت مین مطلقاً مشاہد و مقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور مین مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال مین اسطرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا اور معنی اسکے یہ ہین کہ دوسرے مساجد کی طرف جنمین کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہین ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہان نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلیے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ مین برکات خاصہ ثابت ہین پھر زوروا القبور مین بھی اطلاق اذن ہے البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آوین خوب سمجھ لو من المواہب اللطیفۃ تمّ

۱ اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَنَا
وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَکُ جَافِیًا
۲ وَکُنْتَ رَحِیْمًا ہَادِیًا وَّمُعَلِّمًا
لِیَبْکِ عَلَیْکَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاکِیًا
۳ فِدًی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ
وَعَمِّیْ وَخَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَمَالِیَا
۴ فَلَوْ اَنَّ رَبَّ النَّاسِ اَبْقٰی نَبِیَّنَا
سَعِدْنَا وَلٰکِنْ اَمْرُہٗ کَانَ مَاضِیًا
۵ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ السَّلَامُ تَحِیَّۃً
وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِیًا

۱ یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے اور آپ ہمپر شفیق تھے اور سخت نہ تھے ۲ اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو رونا ہو آج آپپر روئے ۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری مان اور خالہ اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال ۴ سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اسکا حکم نافذ ہونے والا ہے ۵ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن مین راضی ہو کر داخل کیے جاوین ۱۲ منہ

فصل اٹھائیسوین آپ کے عالم برزخ مین تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل مین۔ **پہلی روایت** ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیّب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہون کذا فی المواہب **دوسری روایت** مشکوٰۃ مین حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھا سکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہین اور اُنکو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف مین ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدا کے لیے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیا علیہم السّلام مین اُنسے اکمل واقوی ہے اور **تیسری روایت** بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی قبرون مین زندہ ہوتے ہین اور نماز پڑھتے ہین کذا فی المواہب **ف** یہ تکلیفی نہین بلکہ تلذذ کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت حضرت انسؓ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اسکو مین خود سُن لیتا ہون اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجکو پہونچائی جاتی ہے یعنی بذریعۂ فرشتون کے جیسا مشکوٰۃ ہی مین نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین مین سیاحت

کرنے والے مقرر ہین کہ میری اُمت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہین
چوتھی روایت مشکوٰۃ مین نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبارؒ
حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہین آتا جسمین ستر ہزار فرشتے نہ آتے
ہون یہان تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے
احاطہ کرلیتے ہین اور آپ پر درود پڑھتے ہین یہان تک کہ جب شام ہوتی ہے
وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہین اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اُترتے ہین اور
ایسا ہی کرتے ہین یہان تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر کی شق ہوگی
تو آپ ستر ہزار فرشتون کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلینگے
روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** اس سے آپ کا شرف عظیم برزخ مین
ظاہر ہے **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین ابوداؤد وبیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ
ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھپر میری روح کو
واپس کردیتا ہے یہان تک کہ مین اُسکے سلام کا جواب دیتا ہون **ف** اس سے
حیات مین شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت وجبروت
مین مستغرق تھی جسطرح کہ دنیا مین نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے
افاقہ ہوکر سلام کی طرف متوجہ ہوجاتا ہون اسکو ردّ روح سے تعبیر فرمادیا کذا
فی اللمعات **تلخیص** مجموعۂ روایات سے علاوہ فضیلت حیات واکرام ملائکہ
کے برزخ مین آپکے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہین اعمال اُمت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا
غذا مناسب اُس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سُننا نزدیک سے خود اور دور سے

بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رؤیا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نکیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو بالخصوص روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے

تَاللّٰهِ اُقسِمُ مَا وَاَتَاكَ مُتَكَسِرٌ
اِلَّا وَاَصبَحَ مِنْهُ الْكَسْرُ يَنْجَبِرُ
[۵۲] وَلَا احْتَمٰى بِحِمَاكَ الْمُحْتَمِيْ فَزَعًا
اِلَّا دَعَا وَبِاَمْنٍ مَا لَهٗ خَضَرُ
[۵۳] وَلَا اَتَاكَ فَقِيْرُ الْحَالِ ذُوْ اَمَلٍ
اِلَّا وَفَاضَ مِنَ الْاِحْسَانِ لَهٗ نَهَرُ
[۵۴] وَلَا اَتَاكَ امْرُءٌ مِنْ ذَنْبِهٖ وَجِلٌ
اِلَّا دَعَا وَبِعَفْوٍ وَهُوَ مُغْتَفَرُ
[۵۵] وَلَا دَعَاكَ لَهِيْفٌ عِنْدَ نَازِلَةٍ
اِلَّا وَلَبَّاهُ مِنْكَ الْعَوْنُ وَالْيُسْرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

---

[۵۱] میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لیے عرض کرنیکو) نہیں پہونچا مگر کہ اسکی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) [۵۲] اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کے ساتھ واپس ہوا اس حالت سے کہ اسکو اپنی حاضری پر شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی) [۵۳] اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لیے عرض کرنیکو) حاضر ہوا مگر کہ اُسکے نشان قدم ہی سے اُسکے لیے نہر (حوائج کی) جاری ہوگئی اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) [۵۴] اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا (دعاے مغفرت کے لیے عرض کرنیکو) آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا ہوگیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) [۵۵] اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کے وقت آپکو (مزار پر حاضر ہوکر دعا کے لیے) پکارا مگر آپکی جانب سے عون و آسانی نے اسکو جواب دیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۱۲ منہ

فصل اُنتیسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو میدان قیامت مین ظاہر ہونگی

پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مین سردار ہون گا اولاد آدم کا (یعنی کُل آدمیون کا) قیامت کے روز اور مین اُن سب مین پہلا ہون گا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اوّل مین قبر سے اُٹھونگا اور سب (شفاعت کرنیوالون) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا) اور سب سے اوّل میری شفاعت قبول کیجاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث مین جو قیامت مین صعقہ سے سب سے اوّل موسیٰ علیہ السلام کا ہوش مین آنا آیا ہے سو یہ وہ صعقہ نہین ہے جسکے بعد بعث ہوگا کہ اسمین حضورؐ سب سے مقدم ہین بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیسا کہ آپ کا فاکون اوّل من یفیق فرمانا اسکا قرینہ ہے سو اُسمین موسیٰ علیہ السلام متقدم ہون گے جسمین احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اُس حدیث مین بھی اشارہ ہے فلا ادری احوسب بصعقۃ الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہوجانیکے عوض مین شاید اُسوقت بیہوش نہ ہوئے ہون یا پہلے ہوش مین آگئے ہون جیسا عنقریبعہ ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مین سب پیغمبرون سے زیادہ ہون گا اس بات مین کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہون گے اور مین سب سے اوّل دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤن گا۔ روایت کیا اسکو مسلم نے تیسری روایت مواہب مین ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین

عہ یعنی اسی فصل کی ساتوین روایت مین ۱۲ منہ

(قیامت کے روز) براق پر ہونگا اور تمام انبیا مین سے اُس روز مین اُسکے ساتھ مختص ہونگا۔ چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مین جسمین خصائص کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجکو شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لیے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچوین روایت حضرت ابوسعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ مین (قیامت کے روز) لوار الحمد ہوگا اور مین فخر کی راہ سے نہین کہتا اور جتنے نبی ہین آدمؑ بھی اور اُنکے سوا اور بھی وہ سب میرے اُس لوار کے نیچے ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین سبسے پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ مبعوث ہونگے اور مین اُنکا پیشرو ہون گا جب حق تعالیٰ کی پیشی مین آوینگے اور مین اُنکی طرف سے (شفاعت کے لیے) بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہون گے اور اُن سب مین مجھسے شفاعت کے لیے درخواست کیجاویگی جب وہ (موقف مین حساب سے) محبوس کیے جاوینگے اور مین اُنکا بشارت دینے والا ہون گا جب وہ نا امید ہوجاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیان اُس دن میرے ہاتھ مین ہونگی اور لوار الحمد اُس روز میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہون گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لیے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہون گے) گویا کہ وہ بیضے ہین جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہون

یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی ور دارمی نے **ف** اور فصل سابق کی چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپکے جلو مین ہونا مذکور ہو چکا ہے **ساتوین روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر مین عرش کی داہنی طرف کھڑا ہون گا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** لمعات مین ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعودؓ مجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب مین مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہین ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمین ہے وجاء بکم حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمین حضورؐ مقدم ہین اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمین حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہون گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے آگ مین زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہر حال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے مین حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے **آٹھوین روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے مین اپنی امت کو

لیکن گذرون گا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **نوین روایت** حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہین اور مجکو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے آپکے حوض کا اورون کے حوض سے پُر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپکے خصائص مین سے ہے **دسوین روایت** حضرت انسؓ سے ایک حدیث طویل مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعۃ کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب مین ایسے مضامین حمد وثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن مین حاضر نہین روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** یہ علمی فضیلت آپکی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات وصفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوۃ مین ہین

من القصیدۃ

[1] هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

[2] دَعَا إِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهٖ
مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

[3] إِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي مَعَادِي اٰخِذًا بِيَدِي
فَضْلًا وَّإِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

[1] وہی ہے ایسا محبوب خداے تعالیٰ کا کہ اُسکی شفاعت کبریٰ کی امید کیجاتی ہے ہر ہول کے لیے ہولہاے روز قیامت سے جسمین آدمی بزور داخل کیے جاوینگے [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو خدا کی طرف بلایا سو جس نے آپکے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اُسنے ایسی مضبوط رسّی کو پکڑ لیا جو کبھی نہین ٹوٹے گی (بلکہ قیامت مین بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی) [3] اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل وکرم وازروے عہد میری دستگیری آخرت میں یاد نہ فرمائیں گے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر (کہ کیون اعمال صالحہ نہ کیے)

۱۵۴ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
۱۵۵ وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِیْ
اِذَا الْکَرِیْمُ تَحَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ
۱۵۶ یَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ
۱۵۷ لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا
تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۱۵۴ اے بزرگترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم وعام کے آپکے سوا کوئی ایسا نہین ہے جسکی مین پناہ مین آؤن (صرف آپ ہی کا بھروسا ہے) ۱۵۵ اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصۂ قدر ومنزلت آپکا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اُسوقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا ۱۵۶ اے میرے نفس اُس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے نا امید مت ہو کیونکہ بے شک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل صغیرہ ہین ۱۵۷ امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اُسکو اپنے بندون پر تقسیم کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ مین آویگی ۱۲ عطر الوردۃ

فصل تیسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہون گے۔

پہلی روایت مشکوٰۃ مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور اُسکو کھلواؤن گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہین مین کہونگا کہ محمدؐ ہون وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجھکو حکم ہوا ہے کہ آپکے قبل کسی کے لیے نہ کھولون روایت کیا اسکو مسلم نے **دوسری روایت** امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت مین کہ مجھکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اور بخاری کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپنے یہ بھی فرمایا کہ اُسکے دونون

کنارون پر مجوّف موتی ہین اُسمین برتن (پانی پینے کے) اسقدر پڑے ہین جتنے ستارے اور نسائی کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے یہ ہے کہ وہ وسط جنت مین ہوگی اور اُسکے دونون کنارون پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اُسکی مٹی مشک ہے اور اُسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہین اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت مین ابن عمرؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسکے دونون کنارے سونیکے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت مین اسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اُسکے دونون کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاؑ کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت مین حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسمین پرندے ہین جیسے اونٹونکی گردنین حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانے والے اُنسے بھی زیادہ لطیف ہین ف یہ نہر جنت مین اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت مین ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض مین اسی نہر سے پانی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض مین پہونچے گا مجموعہ روایت شیخین سے اُن پرنالون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوتا ہے اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کی اور خاص ہونا اسکا حضورؐ کے ساتھ بھی واضح ہے تیسری روایت مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سُنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک درود بھیجتا ہے اُسپر اللہ تعالیٰ دس رحمتین بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا مین سے اُسکا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کریگا اُسکے لیے میری شفاعت واقع ہو گی اور مسند احمد مین ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد نبویؐ ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہین **ف** قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضورؐ ہی اسکے مستحق ہین کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپ ہی کے لیے ہے مگر اس ارشاد فرمانیکے وقت تک جزئیاً تعیین نہوئی ہو گی جو ایسا ارشاد فرمایا **چوتھی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار محل جنت مین دیے ہین اور ہر محل مین آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہین روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہین کہی جا سکتی اسلیے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے **پانچوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھولدینگے اور مجکو اُسمین داخل فرماوینگے اور میرے ساتھ فقرا مومنین ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** یہ بھی آپکی فضیلت

خاصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی کہ آپ کی امت کے لوگ سب امم سے پہلے جنت مین داخل ہون گے **چھٹی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے **ف** آپ کی امت مین سے دو بزرگون کا تمام امم اولین و آخرین کے کہول مین سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی **ساتوین روایت** حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہین آیا اسلیے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجکو آکر سلام کرے اور مجکو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام اہل جنت کی بیبیون مین سردار ہونگی اور حسنؓ اور حسینؓ تمام اہل جنت کے جوانون مین سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** آپ کے خاندان مین سے ان حضرات کا جنت مین جوانون اور عورتون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت مین ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرات حسنینؓ نے سن کہولت پایا ہے مگر انکو جوان سن شیخوخت کے مقابلہ مین کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخینؓ[1] سے کم ہوئی اسلیے شیخینؓ کو کہول اور حسنینؓ کو شباب کہا گیا یہ تین روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئین باقی سب مواہب سے ہین۔

---

[1] کیونکہ شیخین کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسنؓ کی عمر سینتالیس سے کچھ زائد اور حضرت حسینؓ کی عمر چھپن سے کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین سو وفات کے وقت کہول تھے حسنین مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرت حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہے گا ۱۲ منہ

من القصیدۃ

[1] فَحُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ
[2] وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ
[3] وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُولِيتَ مِنْ نِعَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

[1] پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جسمین کوئی آپکا شریک نہیں ہے جمع کرلی اور آپ ہر عالی مقام سے جسمین کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا۔ تھا گذر گئے یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب (مثل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے الحبیب) ہوئے جو اوروں کو حاصل نہیں ہوئے [2] اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جو آپ کو عطا کیے گئے [3] اور فہم و ادراک اُن نعمتوں کا جو آپ کو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئی دشوار تر ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل اکتیسوین آپ کے افضل المخلوقات ہونے مین اسکی تصریح اسلیے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ مین اکثر واقعات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہین افضلیت کو اور بدون اسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہین اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلّمات ضروریہ سے ہے جسپر استدلال ہی کی حاجت نہین مگر تبرکًا کچھ روایات لکھی جاتی ہین **اوّل روایت** حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالی کے نزدیک تمام اوّلین و آخرین مین زیادہ مکرم ہون روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **دوسری روایت** حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج مین بُراق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونیکے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہین ہوا ہے جو اُنسے زیادہ اللہ تعالے کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہوگیا کذا فی سنن الترمذی۔

تیسری روایت امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ (شب معراج مین) بیت المقدس مین تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ (مقتدی ہوکر جیسا کہ مسلم مین ابن مسعودؓ کی روایت مین حضورؐ کا ارشاد ہے فاممتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعیدؓ کی روایت مین ہے کہ بیت المقدس مین داخل ہوکر فرشتون کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضورؐ کے خطبہ کی نوبت آئی جسمین آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اُسکو سُنکر ابراہیمؑ نے سب انبیا علیہم السلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمدؐ یعنی اِن ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کذا فی المواہب **چوتھی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر بھی فضیلت دی اور آسمان والون (یعنی فرشتون) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچوین روایت** حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث مین) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایکبار اپنے کلام مین) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مُطّلع کردو کہ جو شخص مجھسے اِس حالت مین ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو مین اُسکو دوزخ مین داخل کرونگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمدؐ کون ہین ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی مین نے

کوئی مخلوق ایسی پیدا نہین کی جو اُنسے زیادہ میرے نزدیک مکرّم ہو مین نے اُنکا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزّت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور اُنکی امّت اُسمین داخل نہو جاوین (پھر امّت کے فضائل ہین امر کے بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجکو اُس امت کا نبی بنا دیجئے ارشاد ہوا اُس امت کا نبی اُسی مین سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجکو اُن (محمدؐ) کی اُمت مین سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگے وہ پیچھے ہون گے البتہ تمکو اور اُنکو دار الجلال (جنت) مین جمع کر دون گا روایت کیا اسکو حلیہ مین کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے آپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپکے ارشاد سے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہؓ کے ارشاد سے صریحًا بھی اور امامت انبیا و ملائکہ و ختم نبوّت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالًا بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلون مین اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلون مین بھی متعدد روایتون سے یہ امر کا لتصریح ثابت ہے -

من القصیدۃ

ل مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

٢ فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

لہ آپ اسم بامسمّٰی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہین

٢ اور آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیان (باستثنائے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کردے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپکی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیان تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہون گی ۱۲

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمٖ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

۱۵۴ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد ونہایت نہین ہے کہ کوئی گویا اُن کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر وبیان کرسکے ۱۵۵ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہین اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہین ۱۲ عطر الوردہ

فصل تینتیسوین اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنمین سے کچھ رسالۂ ہذا مین وارد کیے گئے ہین) معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ مین آسکتی ہے **اوّل** قال اللہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى یہان ضلال کے وہ معنی نہین جو اُردو محاورہ مین مستعمل ہین کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اُسکا محاورہ جُدا ہے سو عربی مین اِسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہین اور وہ اپنی دونون قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنیکے قبل ہوا اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ مین ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہین کیونکہ نبوّت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہین ظاہر ہے کہ قبل نبوّت وہ معلوم نہین ہوتے تو پس یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ **دوم** قال اللہ تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یہان بھی وزر کے معنی گناہ کے نہین جیسا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى سے شبہہ ہوسکتا ہے بلکہ لغت عربی مین وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہین خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہین لقولہ

تعالیٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہوا ور یہان بھی
ہے کہ اوّل اوّل آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ مین ہے کہ
اوّل اوّل آپ کو جاڑا چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح
لک صدرک اسکا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم
من ذنبک وما تاخر یہان بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہین بلکہ وہ اجتہادات
ہین جو نصوص سے منسوخ کر دیے گئے کہ نصوص کے بعد اُنپر عمل کرنا درست نہین چونکہ
ذات فعل کی نہین بدلی باعتبار ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اسمین صفت
ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال مین ذنب ہو سکتا ہے گو اُسوقت ذنب نہین
معاف فرماتے ہین اور آپ کی شدّت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار
فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہین۔ واستغفر لذنبک
چہارم قال اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین
اس امر دینی کا کبھی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہین بلکہ معنی یہ ہین کہ جسطرح ابتک
تقوی وعدم اطاعت عصاۃ کا صدور ہوتا رہا آیندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور
مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفّار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپکو
بلاتے تھے تو اُنکے سُنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لین کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف
کبھی نہین کرتے اسلیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماوینگے جیسا ارشاد ہوا ہے
وما انت بتابع قبلتہم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا
الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہان بھی احتمال شک لازم
نہین آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی

ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تمکو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو مؤکد کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تمکو شبہہ ہو تو محلہ والون سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تمکو حاجت نہ ہو گی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیے آمادہ ہین اور تمکو اجازت دیتے ہین کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔

ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک سباق مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اِسکے مخاطب ہی نہین کیونکہ اوپر ارشاد ہے ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون سب انبیا پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی مین بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہے مطلب یہ کہ سب انبیا پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی امت کو یہ خطاب سُنا دین لئن اشرکت لیحبطن عملک اور اگر آپ ہی مخاطب ہون تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے مقصود مبالغہ ہے ذم شرک مین جسطرح کہا کرتے ہین کہ اورونکی تو کیا حقیقت ہے اگر میرا بیٹا بھی میری مخالفت کرے تو اُسکو نہ چھوڑون گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ اُسپر کسی کو اصلا شبہہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالیٰ فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق اِس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہین آتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بات قرآن کے ذریعہ سے تبلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونیسے اُسمین تردد تھا کہ یون ہے یا یون ہے اب بعد وحی کے شک نہ کیجیے اور یہ شبہہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت مین احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہین آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات مین اثنائے کلام مین

یہ کہتے جاتے ہین کہ یقین مانو یہ بات اسطرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہین گو مخاطب کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے۔ ہشتم قال اللہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجاهلين اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہین آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر ہونا انبیا پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ لو شاء سے بقاعدۂ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہین ہے کما قال اللہ تعالیٰ سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ آپ بے علم نہ رہیے یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب اُسکا آیت ہفتم کے ذیل مین گذر چکا۔ نہم قال اللہ تعالیٰ واما ينزغنك من الشيطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہین آتا جسکی نفی اِس آیت مین ہے انه ليس له سلطان على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون الخ یعنی جس پر معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے گو تحرک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بُری رائے دے اِسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہین مگر اُسپر عمل ہونا محتمل نہین۔

دہم عبس وتولى ان جاءه الاعمى الخ بیان دو مصلحتین متعارض تھین ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد و ظاہر سے اُسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اسکا

مقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کافر جاحد پر اور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپ کی شان عظیم کے شایان اُسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہے شبہہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقۂ محبت مین بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلّف آداب سے وفی المثل السائر اذا جاءت الالفۃ رفعت الکلفۃ۔ ولنعم ما قیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

چنانچہ درمنثور مین مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوے التذاذ آتی ہے وھذا امر من لم یذاقہ لم یدرا اور احقر کی تفسیر مین ان آیات کی اور انکی امثال آیات کی تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ منتفع و مفید ہوسکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہون گے اُن سے ایسی احادیث بھی حل ہوجاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

مِنَ الْقَصِیْدَۃ

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِهٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ [1]
[2] أَعْیَی الْوَرٰی فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

[1] آپنے ہمکو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جنکے دریافت کرنے مین ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہوجاوین کیونکہ آپکو ہماری صلاح مرغوب تھی اسلیے ہم کسی حکم کے قبول کرنے مین شک مین نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت مین حیران و سرگردان یا مشتبہ و متوہم نہ ہوئے (چنانچہ اسی مین یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہوسکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کردیے گئے)

[2] آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کردیا پس نہین دیکھا جاتا ہے اشخاص قریب البصر یعنی خواص مین یا بعید البصر یعنی عوام مین درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپکے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہین (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر سطح مین بعضے شبہات پڑسکتے ہین جنکے حل کرنیکے لیے قواعد شرعیہ کافی ہین)

۵۳ كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ

۵۴ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۳ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہرؔہ و باطنیہ مین بشکل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قوس یا آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بُعد کے اُسکی واقعی مقدار نہین معلوم کرسکتا ہے اور اگر اُسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہوجاتی ہے اور اُسکی پوری حقیقت دریافت نہین کرسکتی (اسی لیے بعض امور مین گو نہ حیرت ہوجاتی ہے جیسا اوپر کی شعر کی شرح مین معلوم ہوا) عطر الوردہ۔

فصل تینتیسوین آپکے بعض لوازم عبدیت کے بیان مین جو کہ آپکے مراتب عُلیا سے ہے

جاننا چاہیے کہ آپکے تمام کمالات کا مدار دو صفت پر ہے عبدیت و رسالت جنپر جابجا آیات و احادیث مین تنصیص کی گئی ہے اور نماز مین جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُسمین بھی دونون کو جمع فرمادیا گیا ہے اور جیسا کمالاتِ رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کرکے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لیے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر آلہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی مرتفع منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہے نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے

پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھادیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیے ثابت کرنے لگے) مین تو اللہ کا بندہ ہون (مجھ مین الوہیت کی کوئی بات نہین) سو تم (مجکو) اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔ **دوسری روایت**

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات مین فرماتے تھے کہ مین نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر مین (کچھ) کھالیا تھا ہمیشہ اُسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو بخاری نے **تیسری روایت** بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہان تک کہ آپ کو (اُسکے اثر سے) یہ خیال ہوجاتا کہ مین فلان (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کر چکا ہون حالانکہ اُسکو کیا نہ ہوتا الحدیث **چوتھی روایت** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارہ سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ مین بشر ہون جیسے تم بھولتے ہو مین بھی بھولتا ہون سو مین جب بھول جاؤن مجکو یاد دلادیا کرو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **پانچوین روایت** حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس حدیث مین جسمین بعض لوگونکا حوض کوثر سے ہٹا دیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ مین کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) مین سے ہین (فرشتونکی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہین کہ انھون نے آپکے بعد کیا کیا (دین مین) اختراع کیا تھا مین کہونگا دور دور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین مین) تغیر تبدل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے درمیان کی ۳ روایت خود بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے (اِن روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان وذہول کا طاری ہونا) اور اخیر کی روایت سے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر تک آپ سے مخفی وغائب رہنا یا غائب ہوجانا جسمین تاویل بالذات وبالعرض کی بھی نہین چل سکتی اور جس سے

نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامۃ کے زمانۂ قبل عطاء علم مذکور پر محمول ہو سکنے کا شبہہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہہ اسلیے نہین ہوسکتا کہ اُس روایت مین نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہون اور بعد فرضِ عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے یاد رہتے ہون ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے غرہ اور تحجیل کی علامت مقرر ہونیکی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ مین وضو و نماز اور اسی ہوتا سب کچھ داخل ہے اور ان سب امور پر مطلع اور اُنکی یاد رہتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی ہے خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ بعلم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقاً یا الی یوم القیامۃ مرتفع ہو گیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات مین یہ امور بھی اور دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش و بعض اوقات رضا و غضب وغیرہ کے مبانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہین اور پہلی روایت مین خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۔

من القصیدة

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ أَحْيَا الظَّلَامَ إِلَى[لہ]
أَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

[لہ] مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُن نفس مقدسہ کے جنہوں نے شبہائے تاریک کو زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات مالک ممات کے لیے اُمید ثواب

۵۲
وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهُ وَطَوٰی
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

۵۳
دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

استراحت نہ فرمائی یہان تک کہ آپکے دونون قدم مبارک مرض ورم مین مبتلا ہوگئے جس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک بیداری عبادت مین دوسرے ورم قدم مبارک ۵۲ اور جنھون نے باعث گرسنگی کے اپنے سائے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلو سے سطح کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اُسکے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے قناعت کہ عبادت ہے کیونکہ آپنے باوجود اختیار زر وجاہ کے اسی حالت کو پسند فرمایا ۵۳ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے اے مخاطب تو چھوڑ دے اور ایسا دعوی اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ اُنکو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپکی مدح شریف مین جو صفت کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعوی کر اور اسکو خوب سمجھ اور استوار رکھ انتہی (نہ عبدیت کی نفی کرو نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ

فصل چونتیسوین آپ کی شفقت مین امت کے ساتھ فصول سابقہ مین تو آپکے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلامونکے ساتھ اور غلام بھی وہ جنھون نے آپ کی کوئی خدمت نہین کی کیا تعلق تھا **پہلی روایت** حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبید نے حضرت ابوذر رض سے روایت کی کہ لوگون نے حضرت ابوذر رض سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم كذا فی حاشیۃ عصام ف اسمین آپنے امت کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے **دوسری روایت** عباس بن مرداس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اسطرح قبول ہوئی کہ سب گناہونکی مغفرت کرتا ہون بجز حقوق العباد کے

کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپنے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہین تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اُس شام کو یہ دعا منظور نہین ہوئی جب مزدلفہ مین صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہوگئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون اسوقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہین معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہین اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپنے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہاے واویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ **ف** لمعات مین ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہین جنکے ایفاء کا قصد مصمم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہوگیا حق تعالیٰ خصماء کو قیامت مین راضی فرماوینگے **تیسری روایت** لمعات مین آپکے طائف تشریف لیجانیکے قصہ مین جبکہ وہان کے کفار نے آپ کو ایذاء شدید پہونچائی روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر اُن کفار کو ہلاک کردے آپنے اُس فرشتہ سے فرمایا نہین مجکو امید ہے کہ اُنکی پشتون سے ایسے لوگ پیدا ہون جو اللہ تعالیٰ کا توحید کے ساتھ ذکر کرین **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہین جو میرے بعد ہون گے کہ اُنمین سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجکو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت

میسر ہو جاوے تو وہ اُس پر دل و جان سے راضی ہوگا **پانچوین روایت** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مین بشر ہون مجکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مومن مرد یا مومن عورت پر مین (غصہ مین) بد دعا کر دون تو آپ اُس بد دعا کو اُس شخص کے لیے تزکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ **چھٹی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیونکو دیکھتے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہین ہین آپ نے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہین جو ہنوز نہین آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہین رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہؓ کو دوست اور بعد مین آنے والون کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ اُنکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والونکی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہؓ پر غیر صحابہؓ کی فضیلت محبت مین لازم نہین آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت مین ہم سے زیادہ ہوتے۔ **ساتوین روایت** ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہان ایک قوم ہے جو تمھارے بعد ہون گے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجھکو دیکھا بھی نہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے **ف** یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہین پھر اس بہتری مین بھی صحابہؓ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو

ایمانکی دولت صحابہؓ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ اُنھون نے دین کی لسانی سنانی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل اُنپر لازم نہین آتی **ف** ان روایات مین بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہین اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن مین کفار بھی داخل ہین اور بعض سے بعد مین آنے والون پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد مین آنے والونکی مدح اور اُنکے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت مین اور بعض سے مدح کی ساتھ اُنکے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتوین روایت مین مذکور ہے کہ مدح و محبیت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت مین جو شفاعت اور دعا و التجا امت کے لیے ہوگی اُسکی حدیثین مشہور اور بعضی انتیسوین تیسوین فصل مین مذکور ہین اور انکے علاوہ اس مضمون پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہین اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آئندہ کی تمہید مین بیان کیجاویگی

من القصیدة

ل بُشْریٰ لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَایَةِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمِ

ل اے گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہے کہ بیشک ہمارے لیے عنایات خاصۂ باری تعالیٰ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی منہدم و متبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الیٰ یوم القیامۃ ثابت و قائم رہیگا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے وہ کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہوگا

ل٢ لَمَّا دَعَی اللّٰهُ دَاعِیْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَکْرَمِ الرُّسُلِ کُنَّا اَکْرَمَ الْاُمَمِ

ل٢ جب خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرتؐ کو جو ہمکو طاعت خداوندی کی طرف بلانیوالے ہین بعنوان افضل و اکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعے سے سب امتون سے افضل ہوگئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی فضیلت کا واقعی سبب ہے

ل٣ اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ
مِنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمِ

ل٣ اگر مین گناہ کر رہا ہون یا کیا ہے تو میرا ذمۂ شفاعت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہے ٹوٹنے والا نہین ہے اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی ہرچند مین سیہ بخت ہون مجرم ہون حضرتؐ کی شفاعت سے نا امید نہین

حاشاہ[۴] اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ
اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

[۴] خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کر دیا ہے اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپکے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کر دیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ۔

فصل پینتیسویں آپ کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جنمیں اہم الحقوق محبت و متابعت فی الاصول و الفروع ہے۔ جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا واحسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسویں میں مخزون ہے اور انتیسویں فصل اس سے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اسکا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپکے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرتا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے

کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہو گی اور اِن
گو کسی کو بھی کلام نہین ہو سکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی اور
اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کیجاتی ہین **پہلی روایت** حضرت
انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کا کوئی شخص
مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیون سے
زیادہ محبوب نہ ہو جاؤن روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی
اگر میری مرضیات اور دوسرون کی مرضیات مین تزاحم ہو تو جسکو ترجیح دیجاوے
اُسی کے محبوب تر ہونیکی یہ علامت ہو گی **دوسری روایت** امام بخاری نے
ایمان و نذور مین عبداللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا
یارسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین بجز میرے نفس کے جو میرے
پہلو مین ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم مین کوئی مؤمن نہین ہو سکتا جب تک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو مین
محبوب نہ ہون حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل
فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہین جو میرے پہلو
مین ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا
فی المواہب **ف** حضرت عمر رضؓ نے اوّل محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقویٰ
سمجھکر نفس کو مستثنیٰ کیا پھر آپ کے اِس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا
ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونیکا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اُسکے اعتبار سے کوئی چیز
نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً

مقدم وراجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی احبّیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور رجوع کی اور مواہب کے مقصد سابع مین دوسرے صحابہؓ کی بھی حکایتین محبت کی عجیب و غریب ذکر کی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہین کیا فرمایا جس نے میری طاعت کی وہ جنت مین داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہین کیا روایت کیا اِسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اباء مخصوص بہ کفر نہین ہے ورنہ اسمین کونسا خفا تھا پس آپ کے اتباع نکرنیکو اباء سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا **چوتھی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھسے محبت کی اور جسنے مجھسے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپکی محبت کی آپکی سنت کی محبت ہے اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی موجب ہے **پانچوین روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم مین سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع مین سے کہا کہ اے اللہ اسپر لعنت کر کسقدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ مین) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم مین یہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے

ایک بشارت مذنبین کو کہ اُنسے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہین کی گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے مین کام نہ آئی تو کوئی اِس ناز مین نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزائے جہنم سے بچالے گی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اِس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہوجاوے گی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اِس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونیسے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاویگا پانچوین مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اُسپر لعنت نہ کرنا چاہیے اِس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُسکا ایک شمّہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے تو اُسکا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا ۵

جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند | صاف گر باشد ندانم چون کند

عہ للشیخ عبدالعزیز الدہلوی ۱۲ عہ میا اذ کر ۱۲

یَا سَائِرًا نَحْوَ الْحِمٰی بِاللّٰہِ قِفْ فِیْ بَانِہٖ ۱ وَاقْرَأْ طَوَامِیْرَ الْجَوٰی مِنِّیْ عَلٰی سُکَّانِہٖ ۲ اِنْ یَسْئَلُوْا عَنْ حَالَتِیْ فِی السُّقْمِ مُنْذُ فَقَدْتُہٗ فَالْقَلْبُ فِیْ خَفَقَانِہٖ وَالرَّأْسُ فِیْ دَوَرَانِہٖ ۱۱	۱ اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کے لیے اُسکے باغ درخت بان مین ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے دفاتر غم اُسکے رہنے والوں کو پڑھکر سُنانا ۲ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ مین دریافت کرین جب سے مین اُنسے غائب ہوا ہوں پس قلب اپنے خفقان مین ہے اور سر اپنے دوران مین ہے

٥٣ إِنْ فَتَّشُوا عَنْ دَمْعِ عَيْنِي بَعْدَهُمْ قَالُوا كَمَا
الْغَيْثِ فِي تَهْتَانِهِ وَالْبَحْرِ فِي هَيَجَانِهِ

٥٤ لٰكِنَّهُ مَعَ مَا جَرٰى مَشْغُوفُ حُبِّ الْمُصْطَفٰى
فَخَيَالُهُ فِي قَلْبِهِ وَحَدِيثُهُ بِلِسَانِهِ

٥٥ وَلَطَالَمَا يَدْعُو مُلِحًّا فِي الدُّعَاءِ مُبَالِغًا
لِيَطُوفَ فِي بُسْتَانِهِ وَيَشُمَّ مِنْ رَيْحَانِهِ

٥٦ يَا مَنْ تَفَوَّقَ أَمْرُهُ فَوْقَ الْخَلَائِقِ فِي الْعُلَا
حَتّٰى لَقَدْ أَثْنٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ فِي قُرْآنِهِ

٥٧ صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ آخِرَ دَهْرِهِ مُتَفَضِّلًا
مُتَرَحِّمًا وَحَبَاكَ الْمَوْعُودَ مِنْ إِحْسَانِهِ

٥٣ اگر وہ میرے اشک چشم کے متعلق اپنے بعد کچھ زمانہ مین تحقیق کرین تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اُسکے برسنے مین اور مثل بحر کے ہے اُسکے جوش مین ٥٤ لیکن وہ محب باوجود اس تمام تر ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بس آپکا خیال اُسکے قلب مین ہے اور آپکا تذکرہ اُسکی زبان پر ہے ٥٥ اور بہت زمانۂ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا مین الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپکے باغ مین طواف کرے اور آپکے ریحان سے خوشبو سونگھے ٥٦ اے وہ ذات پاک جسکا رتبہ تمام خلائق پر بلندی مین فائق ہو گیا یہان تک کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مین ثنا فرمائی ٥٧ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپکو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے ۱۲ منہ

چھتیسوین فصل ٣٦ آپ کی توقیر واحترام وادب کے وجوب مین یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپکے حقوق عظمت کے ہین اس باب مین چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیت اوّل سورۂ توبہ مین ہے ما کان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ آیت دوم سورۂ نور مین ارشاد ہے انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت

منهم واستغفر لهم الله ان الله غفور رحيم لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا آیت سوم سورۂ احزاب مین ارشاد ہے وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما الی قوله تعالیٰ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا آیت چہارم سورۂ فتح مین ہے انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا آیت پنجم سورۂ حجرات مین ہے يا ايها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سميع عليم الی قوله تعالیٰ ولو انهم صبروا حتی تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ نمبرا- مدینہ کے رہنے والون کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش مین رہتے ہین اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے عزیز سمجھین ۲- بس مسلمان تو وہی ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہین جسکے لیے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقًا وہان سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لین اور آپ اُس پر اجازت نہ دیدین مجلس سے اُٹھکر نہین جاتے اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہین بس وہی اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین تو جب اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانیکی اجازت طلب کرین تو اُنمین سے آپ جسکے لیے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہین اجازت دیدیا کرین اور اجازت دیکر بھی

آپ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بُلانے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کرین ایسا معمولی بُلانا مت سمجھو جیسا تم مین ایک دوسرے کو بُلا لیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اُٹھکر بے اجازت لیے چلدیا ع۳ اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جمکر بیٹھ جانے ہی کی صورت مین منحصر نہین بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر مین) جائز نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپکے بعد آپکی بیبیون سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور جسطرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل مین ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اسکے ارادہ کو دلمین پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ (کو دونون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس تمکو اُسپر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے اُس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہین جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیون پر اپنے باپون کے سامنے ہونیکے بارہ مین کوئی گناہ نہین اور نہ اپنے بیٹون کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیون کے اور نہ اپنے بھتیجون کے اور نہ اپنے بھانجون کے اور نہ اپنے دینی شریک عورتون کے اور نہ اپنی لونڈیون کے (یعنی انکے سامنے آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال مین) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی اُس سے کوئی امر مخفی نہین پس خلاف مین احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالےٰ

اور اُسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین ان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمھارے ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قصداً ایذا دیتے ہین اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت مین لعنت کرتا ہے اور اُنکے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۴۲ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا عموماً اور دنیا مین خصوصاً مسلمانون کے لیے بشارت دینے والا اور کافرون کے لیے ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُنکو اسلیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُسکے دین کی مدد کرو اور اُسکی تعظیم کرو (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات و منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو) اور صبح و شام اُسکی تسبیح و تقدیس مین لگے رہو ۵ اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل مین سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمھارے سب اقوال کو) سُننے والا اور (تمھارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُنسے ایسے کھُل کر بولا کرو جیسے آپسمین ایک دوسرے سے کھُل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپکے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمھارے اعمال برباد ہوجاوین اور تمکو خبر بھی نہو (اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً

بیباکی ہے اور جہر کجہر ما بینہم گستاخی ہے طبعًا بوجہ اِسکے کہ تابع قالًا وحالًا مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اسمین اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہین ہوتے لیکن یہ اُس عام مین سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہین ہوتے اُسوقت بوجہ عدم تحقق ایذا یہ امور موجب حبط نہین ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہین ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے حبط بھی ہوجاوے اور متکلم اس گمان مین رہے کہ تاذی نہین ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہو لا تشعرون کے یہی معنی ہین اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا کہ گو اِسکے بعض افراد موجب تاذی نہون گے لیکن اسکی تعیین کیسے ہو گی لہذا مطلقًا تمام افراد کو ترک کردینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کردیا ہے (یعنی انکے قلوب مین غیر تقویٰ نہین ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص مین وہ کمال تقوی کے ساتھ موصوف ہین کیونکہ کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس بہ حذرًا لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جسمین تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جسمین تاذی ہو جب بعضون نے مطلقًا رفع

صوت کو ترک کردیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس کو ترک کردیا پس کمال تقویٰ متحقق ہوگیا اور فی نفسہ کی قید اسلیے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونون فردین ذی باس ہین آگے اُنکے عمل کا ثمرۂ اُخروی مذکور ہے کہ) اِن لوگونکے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجرون کے باہر سے آپ کو پکارتے ہین اُنمین اکثرون کو عقل نہین ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نکرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہان تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلین تو معاف ہوجاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے **روایت اوّل** سنن ابو داؤد کتاب الحدود مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھکر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصّہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رائگان ہے (یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) **ف** اِن صحابی کا جوشِ محبّت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اِس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہ نہین ہوسکتا کہ سبّ نبی موجب نقض عہد نہین ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہین آتا یہ قتل سیاسۃً و زجراً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُس کافر کے مذہب مین بھی اُنکی

نہین پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد و استخفاف اسلام کی بلاشبہہ موجب زجر بالقتل ہے **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب الشروط مین قصۂ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اُسمین یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگون سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ مین بادشاہون کے پاس گیا ہون اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہون واللہ مین نے کسی بادشاہ کو نہین دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر تعظیم کرتے ہون جسقدر صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین واللہ جب آپ کھنکار پھینکتے ہین تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ مین پہونچتی ہے اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہین تو وہ آپکے حکم کی طرف دوڑتے ہین اور جب آپ وضو کرتے ہین تو اُن لوگونکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لیے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہین تو وہ لوگ اپنی آوازون کو آپ کے سامنے پست کرلیتے ہین اور وہ لوگ آپکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہین الحدیث **ف** اِس سے جو کچھ آداب صحابہؓ کے ثابت ہوتے ہین ظاہر ہے **تیسری روایت** مشکوٰۃ مین بروایت امام احمد براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مُردہ لحد مین نہین رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اسطرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے ہین انتہیٰ (نہایت سکون و سکوت کے ساتھ) **ف** صحابہؓ کا حضورؐ کی خدمت مین اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار

روایات اِس باب مین وارد ہین علمانے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہین چنانچہ مواہب مین ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آرا روا ہوا، کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہین تو آپکی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علمانے لکھا ہے کہ جسطرح حضورؐ کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپکے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کیلیے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل مسجد شریف کے قریب بھی مواہب مین ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین ابوجعفر نے امام مالکؒ سے کسی مسئلہ مین مسجد نبویؐ مین گفتگو کی تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین تمکو کیا ہوا اس مسجد مین آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات مین تھا سو ابوجعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے اُس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپنے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد میں آپکے نام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کی یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچوین روایت سے ظاہر ہے چوتھی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے کے قصہ مین روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم مین کہا کہ قسم اُس ذات کی

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اُسوقت ہاتھ اُٹھاکر ایک طمانچہ یہودی کے مُنھ پر مارا یہودی نے جاکر حضورؐ مین عرض کیا آپنے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُسنے یہ قصّہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم مجکو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جسمین اُنکی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل مین لڑائی جھگڑے تک نوبت پہونچ جانے سے اسکا شبہہ واقع ہوسکتا ہی) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچوین روایت** حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہی کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت مین آگئین اور بال بچّے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہین اور خداے تعالیٰ کو آپکے نزدیک شفیع لاتے ہین سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور اسقدر مکرر سہ کرر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہؓ کے چہرون مین دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کمبختی مارے خداے تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہین لایا جاسکتا خداے تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہؓ سے آپنے دربارۂ مغیث کے فرمایا کہ مین حکم نہین کرتا شفاعت کرتا ہون لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہی کہ شفیع اُس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز اور جس سے

سفارش کرتا ہے اُسکا محتاج ہوتا ہے اور عجز و احتیاج کا احتمال بھی خدائے تعالیٰ کی ذات مین محال ہے پس چونکہ اس عنوان مین اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر چونکہ سوءِ ادبِ حضرت حق کی شان مین آپ پر کسقدر گران گذرا اور کس اہتمام سے آپنے اس سے روکا

من القصيدة

۵۱ أَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ ۱۱

۵۲ كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ ۱۱

۵۳ كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ
فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ ۱۱

۵۴ كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ ۱

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ ۱

۵۱ کیا عمدہ ہے سرشت و صورت حضرتؐ کی جس کو آپکے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال مین کہ وہ سرتاپا جامۂ حسن مین لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان مند ہے ۵۲ ذات عالی صفات لطافت و نظافت مین مثل شگوفہ کے ہے اور مثل ماہ چہاردہم کے علو و بزرگی مین اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق مین اور مانند زمانہ کے ہمتون مین ۵۳ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ گر تنہا بھی ہون تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت و عظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا آپ ایک بڑے حشم و خدم مین ہین ۱۲ منہ ۵۴ گویا موتی جو اپنی صدف مین پنہان ہے اور اب تک باہر آکر دستمال نہین ہوا اپنی چمک اور دمک مین اُن گوہرونکے مشابہ ہے جو ان دو کانون سے نکلا ہو جنمین ایک کان دہان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دو لب غریب دندان درخشان خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہین نکلا وہ کمال صفائی و چمک مین آپکے کلام اور دندان سے مشابہ ہے گو انکی صفائی کو نہین پہونچ سکتا ۵۵ ان سلام و صلوات سے آپکا معظم صورۃً و معنیً ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے کمال محترم و واجب التوقیر ہونے کو ۱۲ عطر الوردہ

سینتیسوین فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت مین

یہ بھی فصلین سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ آپکے حقوق و آداب کے ہے۔ اس باب مین بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے **پہلی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالے اُسپر دس رحمتین نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہین اور اُسکے دس درجے بلند ہوتے ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیون سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے **تیسری روایت** نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین مین سیاحت کیا کرتے ہین اور میری امت کا سلام مجکو پہونچاتے ہین روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپکا نام مبارک سنکر اوّل بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اُسی مجلس مین اگر ذکر ہو تو مستحب ہے **پانچوین روایت** حضرت اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہون سو یہ تبلا دیجیے کہ کسقدر درود معمول رکھون (مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھون)

آپ نے فرمایا جسقدر چاہو مین نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہون تو پون گھنٹہ درود کے لیے رکھون) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور مین ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیے اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور مین دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ مین تمام وظیفہ درود ہی کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹہ یہی پڑھا کرون گا) آپ نے فرمایا تو اِس صورت مین تمھارے افکار کی کفایت کیجاوے گی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اِسکو ترمذی نے **ف** اِس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے **چھٹی روایت** ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص ایک درود بھیجیگا مین اُسپر دس رحمتین نازل کرونگا اور جو شخص ایک سلام بھیجیگا اُسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ مین صلوٰۃ وسلام دونون ہون تو اُسکے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتین حق تعالیٰ کی ہوتی ہین مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سیّدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیّدنا ومولانا محمد وبارک وسلم **ساتوین روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان وزمین کے اُسمین سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہین پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف**

چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہیں ہے اِسلیے حکم مرفوع مین ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ مین ہین اور اِس باب مین احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے بمقتضاے وارد قلبی اُسکی بعض حکمتین لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے **حکمت اوّل** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہین کہ صرف تبلیغ ماموربہ ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُنکی اصلاح کے لیے تدبیرین سوچین اُنکے لیے رات رات بھر کھڑے ہوکر دعائین کین اُنکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو ماموربہ تھی لیکن تاہم اُسمین واسطۂ نعمت تو ہوے بہرحال آپ محسن بھی ہین اور واسطۂ احسان بھی پس اس حالت مین مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائین نکلتی ہین خصوصًا جبکہ مکافاۃ بالمثل نہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعاے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہین اور اُسمین بھی رحمت خاصۂ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اِسلیے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہین وجوبًا کہین استحبابًا فرمایا ونحوہ فی المواہب **حکمت دوم** چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہین اور محبوب کے لیے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اِسکے کہ جسکی درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اُس محبوب کو پہونچاویگا اُس خیر کے ملنے مین اُس درخواست کی حاجت ہی نہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اِس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف مین چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لیے اِسلیے یہ ذریعہ ہوجاویگا خود اس شخص کو

حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسّر ہونے کا و نحوہٗ فی المواہب حکمت سوم نیز اس درخواست مین اظہار ہے آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت آلہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت۔ حکمت چہارم چونکہ آپ بھی بشریت مین مادّیت مین عُنصریت مین امت کے ساتھ شریک ہین اور بعض امور زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ مین اَوْرونکے ساتھ مساوی بھی نہین اور یہ اشتراک اور عدم مساواۃ بسا اوقات منجر ہوجاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت واتباع ملت سے جلیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یون کہا انؤمن لبشرین مثلنا وقومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرا منا واحدًا نتبعہ انا اذا لفی ضلال و سعر کسی نے کہا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اسلیے درود شریف مین اسکا پورا علاج ہے کیونکہ اسمین دعا ہے رحمت خاصّہ کی تو اِس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصّہ کے مستحق ہونے مین سب سے ممتاز ہین تو اُس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جسکے سامنے دوسرونکا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمین حکمت اول کے لحاظ سے استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہین اور عظمت و منّت کا استحضار رافع ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیّدنا و مولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاوین جن مین تصریح ہو آپ کے جد وجہد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہے ہمپر اور اس رفع استنکاف سے افتقار و انکسار حادث ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص اُس محل مین جسکے معظم ہونیکا نصوص مین اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الٰہی

ف یعنی بعض ایسے زور سے عقائد مین انتقاد کی صورتین معلوم ہوتی ہون اور مفوضہ [illegible] کمال انتقاد فی ذلک سبب محمود حسن ۱۲

بالخصوص حضرات انبیا علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے ابا و استغنا بغایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ هُوَ الذی بعث فی الاُمّیّین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و قال اللہ تعالیٰ لقد منّ الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین **حکمت بنجم** بعض طبائع مین غلبۂ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ اُن وسائط مین انبیا بھی ہین دل زیادہ آویختہ نہین ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفا مضر نہین جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع مین امام قشیری سے ابوسعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ اُنھون نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ مجکو معذور رکھیے کہ خداے تعالیٰ کی محبت مجکو آپ کی محبت مین مشغول نہین ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میری ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہین کہ واسطہ سے محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو سو لازم ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے مین پیش آیا تھا اھ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل

عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اُسکے پاس بھیجدے کہ اُسکو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیہ عقل یہ ہے کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیت حقیقیہ اسکے دل میں بسی ہوگی اُسی قدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ ہوگی کیونکہ اسمیں کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہوجاویگا جسکو یہ ناگوارا اور محبوب بالذات کی مقصودیت حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اُسی طرح جب اُس عاشق کو معلوم ہوگا کہ میں جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب اُسیقدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اُس میں مشغول رہے گا اور یہ شغل مانع عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہوگا بلکہ اُس اشتغال میں اور زیادہ معین ہوگا پس جسطرح اس مثال میں جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اِس محب کے نظر میں ہوگی اُسی درجہ کا التفات موصل کی حرکت و سکون پر ہوگا اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جسقدر التفات ہو وہ عین علامت ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونوں التفاتوں میں تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس ذوقی نقص کے رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہوا کہ اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اُسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہیں بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اُسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اُسکے توحید ہی تک

وصول نہین ہوتا وہاتان الحکمتان[عہ] مِن سوانح سالف الوقت **فائدۂ فقہیہ متعلقۂ ادب درود شریف** رد المحتار مین ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اِس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانیکے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنیکے وقت اِس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگون کو اُسکے آنے کی اطلاع ہوجاوے تو لوگ کھڑے ہوجاوین یا اُسکے لیے جگہ کردین یہ سب مکروہ ہے اور درمختار مین اسکو حرام کہا ہے رد المحتار مین حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لیے اُسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اِسلیے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا

لبعض العشاق

[۱] صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَاْسِ فِرَقِ النَّاسِ
مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ

[۲] صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ
کُلَّ مَنْ یَّظْمَأُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَاْسِ

[۱] رحمت بھیج اے پروردگار آدمیون کے گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے زمانۂ شدت مین [۲] رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی گرمی مین جو پیاسا ہوگا وہ اُس کو شراب (طہور) کا پیالہ پلاوین گے۔

[عہ] وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اداء ذاک المعنی والذی فی القلب اوسع واوقع وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

۵۳ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَآءِ الْکَرَمِ خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ	۵۳ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر جنھون نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگون کے لیے
۵۴ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ	۵۴ رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگون کے مونس پر جو وحشت کو قبر مین مبدل بہ انس کرنے والے ہین
۵۵ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاسِ	۵۵ رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جن کے قدمون پر ہم چلتے ہین سر کے بل ۱۲ منہ

۳۸ **اٹھتیسوین فصل** آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے مین دعا کے وقت گو جسطرح درود شریف[ف] قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہین مگر صرف ایک خاصیت مین درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونون سبب ہین دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لیے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ مین کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لیے مذہب منصور یہی ہوا **پہلی روایت** سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ مین عثمانؓ بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجکو عافیت دے آپنے فرمایا اگر تو چاہے اسکو

[ف] درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتوین روایت مین اور بہت حدیثون مین مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت مین اور بھی متعدد روایات مین مذکور ہوا ہے ۱۲ منہ

ملتوی رکھون اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دون اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجیے آپ نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ مین آپ سے درخواست کرتا ہون اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہون بوسیلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ مین آپکے وسیلہ سے اپنی اِس حاجت مین اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہون تا کہ وہ پوری ہووے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق مین قبول کیجیے **ف** اِس سے توسّل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اُسکے لیے دعا فرمانا کہین منقول نہین اِس سے ثابت ہوا کہ جسطرح توسّل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسّل دعا مین کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توسّل فی الدعاء کا یہ ہے کہ اے اللہ فلان بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اُس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہین پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسّل بالاعمال مین بھی تھوڑے تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپکے نزدیک موجب رحمت ہین اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہمپر رحم فرما اور اسمین جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے نداءِ غائب کا ثبوت نہین ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت مین حاضر تھا انجاح الحاجۃ مین ہے کہ اس حدیث کو نسائیؒ اور ترمذی نے کتاب الدعوات مین نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا **دوسری روایت** انجاح الحاجۃ مین بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر مین عثمان بن حنیفؓ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا

اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُسنے عثمان بن حنیفؓ سے کہا اُنھون نے فرمایا تو وضو کرکے مسجد مین جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُسنے یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو اُنھون نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کردیا الحدیث بیہقی نے اسکو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین ایسی سند سے نقل کیا ہے جسمین روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان وحاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُسمین ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب مین مضر نہین) اھ **ف** اس سے توسل بعد الوفاۃ بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اوّل کے ذیل مین جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونون حالتون مین مشترک ہے اور ندا کا شبہہ یہان بھی نہ کیا جاوے، دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبویؐ مین جانے کو فرمایا ہے سو وہان حضورؐ قریب ہی تشریف رکھتے ہین ندا، غائب لازم نہین آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے ندار المقصد تبلیغ ملائکہ اُنکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے کہ عقیدہ مین غلو رکھتے ہین اِسی لیے اُنکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لیے خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھکر نہ کرتے تھے اب اسمین بھی غلو ہے پس اُنکا فعل ان تابعین کے فعل کا مقیس علیہ نہین ہوسکتا ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا مین جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے **تیسری روایت** مشکوٰۃ مین حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگون پر قحط ہوتا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپکے

دربار مین اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمکو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپکے دربار مین اپنے پیغمبرؐ کے چچا کا توسل کرتے ہین سو ہمکو بارش دیجیے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اُسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اِس پر متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اِسلیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے اور چونکہ اُس توسل پر کسی صحابہؓ سے نکیر منقول نہین اسلیے اُسمین اجماع کے معنی آگئے **چوتھی روایت** ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ مین سخت قحط ہوا لوگون نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپنے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھکر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُسمین ایک منفذ کردو یہان تک کہ اُسکے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا اِس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اِسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپکے نبی کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبویؐ کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہین اور نبی کی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے **پانچوین روایت** مواہب مین بسند امام ابو المنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالی محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ مین قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک

اعرابی آیا اور زیارت کرکے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جسمین ارشاد فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین آپکے پاس اپنے گناہون سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور مین آپکے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہون پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ مین ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اسوقت نکیر منقول نہین پس حجت ہوگیا من الوضوح

[۱] وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهٗ
فَالْفَتْحُ مِنْ جُنْدِهٖ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ
[۲] دَعَاكُمْ مُسْتَغِيْثًا رَاجِيًا اَمَلًا
فَمَا لَهٗ مِنْ سِوٰى لُطْفِكُمْ نَظَرُ
[۳] فَاعْطِفْ اِلٰهِيْ عَلَيْنَا قَلْبَ سَيِّدِنَا
خَيْرِ الْاَنَامِ فَمِنْهُ الْعَطْفُ مُنْتَظَرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

[۱] اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اُسکے لشکر مین سے ہے [۲] اس بندہ نے آپکو یا رسول اللہ مستغیث ہوکر اور امید کی چیزون کا امیدوار ہوکر پکارا ہے سو اُسکے لیے سوا آپکے لطف کے کوئی نظرگاہ نہین [۳] سو اے اللہ ہمپر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو مہربان کردیجیے کیونکہ آپکی طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ

اونتالیسوین ۳۹ فصل آپکے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار مین چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواحق مضمون وجوب محبت نبوی ؐ سے ہے جو کہ پینتیسوین ۳۵ فصل مین مذکور ہے مگر ترتیب مین فصل توسل سے اسلیے موصول کی گئی کہ جسطرح توسل مین بعض نے غلو کرلیا ہے اسی طرح ذکر شریف مین بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط مین کوئی تفریط مین کوئی اشتباہ مین کوئی تخلیط مین مبتلا ہوگیا جسکا مختصراً اس فصل مین

بھی بیان کیا جاویگا مگر اوّل اس ذکر شریف کا شرعاً و طبعاً مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے

لابن ابی المجد رح

الا یا محبّ المصطفٰی زد صبابۃً[1]
وضمّخ لسان الذکر منک بطیبہ[2]
ولا تعبأنّ بالمبطلین فانّما
علامۃ حبّ اللہ حبّ حبیبہ

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک

پہلی روایت حضرت عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا مین کون ہون لوگون نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہین آپ نے فرمایا کہ مین (رسول تو ہون ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہون چنانچہ مین) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہون اللہ تعالی نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجکو اُنکے بہترین (یعنی انسان) مین سے کیا پھر اُن (انسانون) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) مین کیا پھر اُن (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) مین بنایا پھر اُن (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) مین بنایا پس مین اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب مین افضل ہون اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہون روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر بر سر منبر فرمایا **دوسری** روایت فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین مین اپنی سند متصل سے حضرت علیؓ سے

---

[1] سن رکھ اے عاشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق مین خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشبوئے ذکر نبویؐ سے خوب معطر کر [2] اور اہل بطالت کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت حب الٰہی کی اُسکے حبیب کی محبت ہے ۱۲ منہ

روایت کیا ہے کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلال رضؓ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کردو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت سُننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلال رضؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوٰۃ علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کذا فی الجلد الاول من فتاوی مولانا عبد الحی رح ص ۵۳ **ف** اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادہ جمع ناس بقصد نشر علم جیسا کہ ارشاد نبوی بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سُننے کو جمع ہو جاؤ **تیسری روایت** حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اُسپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسّان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اُسکے منظوم ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو **چوتھی روایت** حضرت حسن بن علی رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شمائل کی نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اُسکو اپنے ذہن میں جمالوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی **ف**

اس سے دوام ثابت ہوے حضرت حسن بن علیؓ کا شوق آپکے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپکے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل مین حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے ۔

پانچوین روایت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتین کیجیے انھون نے فرمایا کہ مین کیا کیا باتین کرون (کہ احاطۂ بیان سے خارج ہین اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے) کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپکے حالات سُننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالی کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ سلم کے قول و فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا **ایقاظ** سینتیسوین فصل مین وہ مواقع مذکور ہوے ہین کہ وہان درود شریف بھی خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطون نے آج کل اسمین بعض منکرات کو ضم کر لیا ہے وہ سوء ادب و نامشروع ہو جاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

طریق العشق کلہا آداب
ادبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدة

خَدَمْتُهُ بِمَدِیْحٍ اَسْتَقِیْلُ بِہٖ[١]
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ
وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَهٗ[٢]
وَجَدْتُهٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمِ

---

[١] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعۂ مدح و نعت خدمت کی کہ مین اسکے ذریعہ سے اس عمر کے گناہون کی معافی چاہتا ہون جو شعر گوئی اور اربابِ دنیا کی خدمت مین اور مدح و ثنا مین گذاری [٢] اور جب سے مین نے تعریفات حضرت صلعم اپنے افکار کو لازم کر دیئے ہین تو مین نے اسکو اپنی نجات کیلیے نہایت عمدہ صاحب و ضامن پایا ہے

ولن یفوت الغنی منہ یدا تربت
ان الحیا ینبت الازہار فی الاکم
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم[1]

۵۳ اور وہ توانگری جو بذریعۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محتاج نہین چھوڑے گی بلکہ سب کو مالامال کردے گی کیونکہ آپکا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ ٹیلہاے لائق زراعت کو جسمین اُسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تروتازہ کرتا ہے (اسمین اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین۔

جاننا چاہیے کہ جسکو بیداری مین یہ شرف نصیب نہین ہوا اُسکے لیے بجاے اُسکے خواب مین زیارت سے مشرف ہوجانا سرمایۂ تسلّی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت مین اکتساب کو اصلا دخل نہین محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ہزارون کی عمرین اسی حسرت مین ختم ہوگئین البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سنت و غلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہوجاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہین اسلیے اسکے نہونے سے مغموم و محزون نہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی مین حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضاے محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور ہجر ہو تب وللہ در من قال ؎

ارید وصالہ ویرید ہجری
فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمناے

---

[1] گر مرادت را مذاقِ شکرست * بے مرادی نے مرادِ دلبرست ۱۲ منہ

اِسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہو گی کیا خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنیؒ کہ معنیً قرب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اِس زیارت کی فضیلت مین لکھی جاتی ہین **پہلی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجکو خواب مین دیکھا اُسنے مجکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین تمثل نہین ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **دوسری روایت** حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجکو (خواب مین) دیکھا اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجکو ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** اِن دونون حدیثون کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین سید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِس باب مین دو قول نقل کیے ہین کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب مین علم ضروری کے طور پہ یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہین جنھون نے اسکو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہے جیسے مکدر آئینہ مین صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینون مین صورت ٹیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ مین ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت مین روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لیے اصل صورت پر ہونا ضرور نہین اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم **تیسری روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجکو خواب مین دیکھے وہ مجکو بیداری مین بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہین بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے

ف اسمین بشارت ہے اُس خواب دیکھنے والے کے لیے حُسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اُس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہین حضورؐ کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری مین بھی دیکھے گا یعنی آخرت مین مجھسے اُسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشّرہ مقیّد ہین ایمان و تقوی کے ساتھ اسی طرح احوال مبشّرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اُسمین کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالبًا دلیل اِنّی ہین اعمال مبشّرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت مین ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہین نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبۂ علامت مین ہے **تنبیہ** اگر خواب مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائین تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنیکے لیے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا رویا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رویا سے اسکا تاکد اس شخص کے حق مین بڑھ جاویگا واللہ اعلم

من القصيدة

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ[1]
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ
وَكَيْفَ تُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهٗ[2]
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

---

[1] ہاں رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کردیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق لذّات پر الم کا اثر ڈالدیتی ہے [2] اور ارباب غفلت جو اپنے خیال خواب کے تابع ہین حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا مین کسطرح دریافت کرسکتے ہین یعنی نہین کرسکتے پس شعر اول مین اظہار بشاشت ہے خواب مین زیارت ہونے پر اور شعر ثانی مین اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کرکے اتباع نہ چھوڑ دے ۱۲ عطر الوردہ ۔

فصل اکتالیسوین[1] اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ و اہل بیت و علما کی محبت و عظمت مین جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعاً محبوب ہوتے ہین خاص کر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہون بخصوص جبکہ اُن کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعاً بھی محبوب ہون گے اور سب سے بڑھکر ایسی حالت مین کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقامون کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومیؒ ؎

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ ۔ چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ۔ بوے گل را از کہ جوییم از گلاب

اِن وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگون کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُسکا دعویٰ حُبِ نبویؐ کے باب مین محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض روایات مذکور ہوتی ہین۔ **فضائل صحابہؓ**۔ **پہلی روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب مین بہتر ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ مین میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُنسے محبت کریگا اور جو شخص اُنسے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُنسے بغض رکھے گا اور جو اُنکو ایذا دیگا اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسکو پکڑ لیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے

---

[1] اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہین ۱۲ منہ

ف جو شخص اُنسے محبت کریگا الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُنسے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اُس شخص کو مجھسے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اِسکی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھسے بغض ہے اِسلیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھسے محبت ہوتی تو اُنسے بغض کیون ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم مین کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر سُونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مُد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** یعنی ثواب مین برابر نہ ہو **فضائل اہل بیت** **پہلی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اِسلیے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتین کھانے کو دیتا ہے اور مجھسے محبت رکھو خدائے تعالےٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہین اور مین اُسکا رسول اور محبوب ہون اِسلیے مجھسے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب مین محبوب ہون اور اہل بیت میرے منتسب ومحبوب ہین تو اُنسے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے **دوسری روایت** حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُسمین سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جُدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے

ف یعنی اُنکی محبت ومتابعت موجب نجات ہے اور بغض ومخالفت سبب ہلاک

دین کی روحانی تربیت کرتے ہین کہ یہی کام تھا حضرات انبیا علیہم السّلام کا ورنہ علماے بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علما سے مقابلہ کریگا یا جہلا سے مجادلہ کریگا یا لوگون کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لیے حاصل کریگا وہ قیامت مین جنّت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہے کہ جہنم مین ایک وادی ہے جس سے جہنّم ہر روز چار سَو بار پناہ مانگتا ہے اور اُسمین ریاکار علما داخل ہون گے اب علماے باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہین **پہلی روایت** کثیر بن قیسؓ نے حضرت ابو الدرداء سے ایک بڑی حدیث مین روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ عالم کے لیے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی مین مچھلیان استغفار کرتی ہین اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علما وارث ہین انبیا کے اور انبیا نے دینار اور درہم میراث مین نہین چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اسکو حاصل کیا اُس نے پورا حصّہ حاصل کیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے **دوسری روایت** حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسون پر ہوا جو آپ کی مسجد مین بیٹھے تھے اُنمین ایک عابدون کی مجلس تھی اور دوسری عالمونکی آپ نے فرمایا یہ دونون اچھے ہین اور ان مین ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہین اور اُسکی طرف التجا کرتے ہین سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہین تو

دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھلاتے ہیں سو یہ زیادہ افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ اُن لوگوں میں بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو دارمی نے **تیسری روایت** حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو اِنمیں کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** ان احادیث سے علما کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ مصرح ہے دوسری روایت میں آپکا اُنمیں بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہیں پس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا تتمہ ہے محبت نبویہ کا ے

ط ہو الالیق ۱۲ منہ

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ أَيَّدَهُمْ
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيقٍ وَّإِيثَارِ
فَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيمُ بِهِ
فَمَنْ أَحَبَّهُمْ يَنْجُو مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ لَا نَابَ لُنَارِ

ے۱ یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی کہ تائید فرمائی ہے اُن کی رب سماء نے توفیق و ایثار کے ساتھ ے۲ سو ان کی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ آتشِ دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

خاتمہ

اسمین بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہین مضمون اول متعلق فصل ۳۷ جس مین درود شریف کے فضائل مذکور ہین مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کر دیجاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان سب صیغون کو کم از کم ایک بار پڑھ لین کہ فصل ۳۷ پر ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہو جاوے۔ وہو ہذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

حدیث اول) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

[illegible] سخاوی زاد السعید میں منقول ۴۷

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِکْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ (۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۱)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ
وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۷) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ
لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضْلَةَ
وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ
اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۳)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَیْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَصَلَوٰاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰاتِكَ
وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا
عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۵) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(۲۷) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(۲۸) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۲۹) اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰاتُ

الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَ
بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (۳۱) اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۲)
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ
لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ (۳۳) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ
وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
(۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصّٰلِحِیْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
(۳۵) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ (۳۶) اَلتَّحِیَّاتُ
الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ (۳۷) اَلتَّحِیَّاتُ الصَّلَوٰاتُ
لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ (۳۸) اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰهِ الصَّلَوٰاتُ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۹) اَلتَّحِیَّاتُ
الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔
(۴۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ **مضمون دوم متعلق**
فصل ۳۰ جسمیں آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے کی برکت مذکور ہے۔

عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہو گئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سُنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی مین کہا ہے اُنھون نے پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اوّل مین یہ ہے اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ اِن کو تعجب ہوا کیونکہ انھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اُسوقت سُنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے سو اُنھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اِس قصّہ کی شہرت ہو گئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُس نے نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اُنھون نے بڑے بڑے آثار اِسکے اپنے دُنیوی و دینی امور مین دیکھے اور سعد الدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اُس سے قصیدۂ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اُسکو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُسکو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مؤلفہ حضرت مو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہین جب صرف اُن الفاظ مین جو کہ آپکے معنی و مدح کے صورت و مثال ہین اور پھر اُن نقوش مین جو کہ اُن الفاظ پر دال ہین اور اُس ملبوس مین جو کہ آپ کی نعال ہین اور پھر اُن نقشون مین جو کہ اُن نعال کی تمثال ہین سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات و اسماے جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہو گا ؎

نام احمد چون چنین یاری کند — تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصارے شد حصین — تا چہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ اسمین بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبوی فی المنام مین بزرگون کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہین اور زیارت فی المنام کی حالت مین بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُنے ہین وہ بھی مذکور ہین اسلیے یہ مضمون کہ دو جز مین ہے مجموعہ فصلین کے متعلق ہوگیا جزء اوّل منقول از زاد السعید شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات مین لکھا ہے کہ شب جمعہ مین دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص

دو۲ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس۲۵ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ دیگر۔ نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ دیگر۔ اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے جزء ثانی اسمیں دو۲ خواب ہیں رویائے اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو آدمی ہیں کانپور میں اُس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھکو بذریعہ خط کے

رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء میں اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے اسکی حاجت نہیں مگر فطری طور پر رویائے صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طبائع میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں تین چار روز ہوئے میں نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر معروف میں ہوں ایک بُراق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بُراق پر تشریف لائے ہیں۔ ایک نقاب چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوئے ہیں میری حالت اُسوقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا جاگ رہا ہوں اور حضورؐ کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضورؐ کی زیارت تو نہیں کر سکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر میں سُنتا ہوں اب یا تو میں نے یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجکو یہ یاد نہیں ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آجکل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں اسکی کیا اصلیت ہے اِسکے جواب میں حضورؐ نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اِسکے بعد حضورؐ نے صرف مجھکو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ اشرف علی سے کہدینا کہ جو کچھ تمنے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت اِن باتوں کے لکھنے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سُنا اور

غالباً کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سُنا بس اسکے بعد میری آنکھ کُھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہارشنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت اِن باتونکے لکھنے کے لیے مناسب نہین ہے الخ براہ شفقت و بطور رخصت ہی حکم اور عزیمت نہین علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے میری اس راے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہو چکی ہے رؤیاے ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدًا و بڑوتی مسکنًا نے (جو وضوح و صدق رویا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے ازحد شائق و راغب ہین اِسلیے بالخصوص اسمین تصرف خیال کا قطعًا ہی احتمال قطع ہے وہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پاے مبارک دراز کیے ہوے اور چادر سفید پاؤن سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید چُغہ زیب بدن ہے کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اُسکے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اِس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر مدح مین تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہون تب بھی وہ اتباع سے درجۂ متاخر مین ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور اُسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی مین ۱۳۲۹ھ کے پرچہ مین

بدیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنیکا ارادہ ہے عہ مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا ختم ہوا عہ اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ اسوقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا عہ عشرہ ہے۔ والحمد للہ اولاً وآخراً + والصلوۃ علی رسولہ باطناً وظاہراً + وعلی آلہ وصحبہ الذین کلٌّ منہم کان طیباً وطاہراً + ما دام الغیث متقاطراً والسحاب متماطراً + وکان ہذا فی سنۃ ۱۳۲۹ من الہجرۃ المبارکۃ +

مِن خَاتمۃ الرَوض

صَلّٰی وَسَلَّمَ مَن اَولاہُ کُلَّ عُلاً
آپ پر صلوۃ و سلام نازل فرماوے وہ ذات پاک جس نے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے

عَلَیہِ مَا جَنَّ لَیلٌ وَبَدَا سَحَرٌ
جبتک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے

وَآلِہِ الغُرِّ وَالاَصحَابِ اَجمَعِہِم
اور آپ کی آل پر انوار پر اور آپکے سب اصحاب پر

اَلعَابِدِینَ بِاِخلَاصٍ کَمَا اُمِرُوا
جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادات کرنیوالے ہیں

وَالتَّابِعِینَ بِاِحسَانٍ لَّہُم وَکَذَا
اور ان پر جو کہ اخلاص کے ساتھ انکے تابعین ہیں اور اسی طرح

یَعُمُّ فَضلًا اِلٰہِی کُلَّ مَن حَضَرُوا
اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو از راہ فضل عام ہو

عہ چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہوگیا ۱۲ منہ

عہ اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور بھی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ

عہ اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاوّل کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اسمیں عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور وفات کو عمر سے منتہی سمجھا جاتا ہے اور اسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا ربیع الاول تھا پس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپکے ظہور جسمانی کی ابتدا و انتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲ منہ

وَائْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوۃٍ مِّنْکَ دَائِمَۃٍ
اور رحمت دائمہ کے ابرون کو اجازت فرمائیے خاص نبی
عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْہَلٍّ وَّمُنْسَجِمِ
صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان و برستے رہین

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ
اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگون پر
اَھْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمِ
جو انسے ملے ہین جو سب صاحبان تقوی اور علم اور کرم ہین

ثُمَّ الرِّضٰی عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ
پھر رضاے حق ہو ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے
وَعَنْ عَلِیٍّ[1] وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ
اور علیؓ سے اور عثمانؓ ذی الکرم سے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبًا
یہ ابر ہاے رحمت اسوقت تک برستے رہین جب تلک شاخہاے درخت بان کو باد شرقی یعنی پُروا ہلاتی رہے
وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ
اور جب تلک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سرخی کو بذریعہ اپنے نغمون کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِھَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِھَا
سو مغفرت فرمادیجیے اس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سُننے والے کی
سَأَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ
مین آپسے خیر کا سوال کرتا ہون اے صاحب جود اور کرم کے

---

[1] تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

تمت

اعلان میرے تجارتی کتبخانہ سے حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب مد ظلہ۔ اور مولوی رشید احمد حسن صاحب اور مولوی عاشق الٰہی صاحب وغیرہ کی تصنیف کی ہوئی کتابین اور کانپور کے ہر مطبع کی موجودہ کتابین بہت جلد بکفایت ملین گی۔ اِنکے علاوہ اور بھی بہت عمدہ عمدہ کتابین موجود ہین جو صفحہ ۳۱۶ مین درج ہین۔ ان سب کتابون کے بکفایت ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

نام کتاب مع قیمت

اسلام کامل تینوں حصے
ایک ساتھ حسین جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کی سوانح عمری کو
نہایت دلچسپ اور عمدہ
اردو عبارت مین لکھا ہے
جسکے پڑھنے سے ایمان
تازہ ہوتا ہے رعایتی قیمت
صرف ۱۲ر اور محصول
ذمہ خریدار۔
تذکرۃ الرشید حصہ اول ۳ر
حصہ دوم صرف عہ
وصل الحبیب ۲۰ و ۲ر
تبلیغ دین۔ ۱۰ر
ایضاح الادلہ عہ
مکاتیب رشیدیہ ۳۰ر
مکتوبات امدادیہ ۲
لطائف رشیدیہ ۱۰ر
براہین قاطعہ ۱۲ر
ارشاد رشید عمدہ ۰ر
غذائے روح ۳ر
تحفۃ العشاق ۱۰ر
گلزار معرفت ۲ر
بہشتی زیور عمدہ خوشخط
سنہری ٹائیٹل کا فی حصہ ۳۰
بہشتی گوہر عمدہ سنہرے

نام کتاب مع قیمت

ٹائیٹل کا خوشخط صحیح قیمت ہے
رفع الارتیاب نسب کے
مسئلہ کا بیان یہ حصہ ۴
بہشتی زیور کا اضافہ ہے
زندگی اور موت کا شرعی
دستور العمل حصہ کا متن ہے ۱ر
اصلاح النساء یعنی حصہ کا
پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱۰ر
بہترین جہیز عمدہ صرف ۱ر
افلاح النساء۔ اسمین عمدہ
اور مفید نظموں کا بیان ہے ۳ر
اصلاح الرجال یعنی بہشتی گوہر
کا پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱ر
ازالۃ الرین یعنی بہشتی گوہر کا
دوسرا اضافہ صرف ۱ر
حقوق العلم۔ ۲ر
فتاوی اشرفیہ عمدہ حصہ اول ۳ر
حصہ دوم صرف ۴ر
مناجات مقبول عمدہ کاغذ
گلابی ٹائیٹل طلائی مینا کاری ۲ر
ایضاً کاغذ سفید۔ ۶ر
مناجات مقبول کے عربی حصہ کا
اضافہ مع اردو ترجمہ کے ۱ر
کلید مثنوی بعیر ٹائیٹل حصہ اول ۱۲
حصہ دوم۔ عہ
بیان القرآن۔ اردو کی نہایت

نام کتاب مع قیمت

عمدہ تفسیر قابل دید ہے جلد اول عہ
جلد دوم عہ
جلد سوم۔ عہ
جلد چہارم۔ عہ
جلد پنجم۔ عہ
جلد ششم۔ عہ
آمدنامہ کامل عمدہ مع
اضافہ ترجمہ و حواشی مفیدہ
و ترکیب تعلیم مطبوعہ جدید
کاغذ سفید چکنا ۳۲ صفحوں
مین قیمت صرف۔ ۱ر
تسہیل المصادر یعنی نظم و نثر
مین زبان اردو و آمدنامہ
کی نہایت ہی عمدہ شرح ۲۰ر
گوہر بے بہا یعنی اردو مین شرح
کریما مع ترکیب کے صرف ۴ر
فوائد فارسی یعنی اردو مین
قواعد فارسی کی نہایت عمدہ
شرح۔ صرف ۶
ہدیۂ افغانیہ یعنی اردو مین رسالہ
عبد الواسع کی عمدہ شرح عہ
معین القرآن یہ کتاب نہایت
فائدہ کی ہے اسکے پڑھ لینے

نام کتاب مع قیمت

سے بہت جلد قاعدہ کے موافق
قرآن مجید کا پڑھنا آجاتا ہے
بالفعل دو حصے تیار ہین حصہ اول ۱ر
حصہ دوم صرف ۲
مبارک خط جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کا منذر بن
ساوی عبدی بادشاہ و عامل
بحرین کے نام جو مسلمان ہوگئے تھے
بہت برکت کا خط ہے طلائی
مینا کاری کئی رنگون سے چھپا ہے ۲ر
نقشۂ نعل مبارک کا طلائی مینا
کئی رنگون سے چھپا ہوا بہت
برکت کا نقشہ ہے نمبر اول ۲ر
نمبر دوم قیمت ۲ر
وعظ سکھلانیوالی کتاب عمدہ عہ
تذکیر آخرت سورۂ اذا زلزلت
کا نہایت عمدہ وعظ قیمت ۳ر
مواعظ حسنہ سورۂ والعصر کا وعظ ۳ر
روزہ کا دلچسپ وعظ عمدہ ۲
الجواب المتین قیمت ۳ پائی
مولود ذکر الحبیب قیمت ۶ پائی
جامع الشفاء اردو طب کی عمدہ
کتاب ہے قیمت صرف ۶ر

عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ
کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

مخزن الحکمت یہ بھی عمدہ ہے قیمت ۶۔ بہترین وسائل ضرور منگائیے بہت عمدہ کتاب ہے صرف ۳ر کرامات صحابہ صرف ۶ر

یہ سب کتابین اس پتہ سے منگائیے محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

منتخب

[illegible]

اثبات تقدیر

اسمیں مسئلہ تقدیر و [illegible]

عجب کتاب ہے جو پڑھ

[illegible] بخوبی سمجھ سکتا ہے

قیمت [illegible] ۸/

[illegible] حدیث [illegible] کا مجموعہ

[illegible]

شوق وطن

اسکے دیکھنے سے شوق

آخرت پیدا ہوتا ہے

وعظ

سکھلانے والی کتاب

اس کتاب میں تمام انبیاء علیہم السلام کا حال پیدائش سے

وفات تک [illegible] اور

معجزات [illegible] و [illegible] محمدیہ کی

کرامات و حالات [illegible] تمام قرآن مجید کے مضامین کی فہرست اور ۱۵۳

صحیح حدیثیں اور [illegible] صحابہ و [illegible] کا

کا تاریخی حال و [illegible] وعظ مستند قرآن حدیث سے لکھے

ہیں اور تمام انبیاء سابقین پر خصوصیتیں و فضیلتیں جو ہمارے

بادشاہ محمد رسول اللہ کو رب جلیل سے ملی ہیں وہ سب اور اخلاق عظیم

اور جو تمام انبیاء سابقین پر حضرت کی امت مرحومہ کو

درگاہ خدا سے عطا ہوئیں وہ سب مرقوم ہیں اور عمدہ عمدہ حکایتیں

اور حالات بزرگان اور اولیاء اللہ کے مجاہدات وغیرہ

وغیرہ درج ہیں [illegible] لطف اٹھائینگے

اور [illegible] وعظ [illegible] کی

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

تیسیر مبتدی

مبتدیوں کی درستی تعلیم کیواسطے

[illegible]

وعظ

اشرف المواعظ

حضرت مولانا اشرف علی

صاحب کے چار وعظوں کا

مجموعہ ہے جو قابل دید ہے

قیمت اول حصہ [illegible]

دوسرا حصہ ۳/

نمازیں

شریعت مترجم

اسکا ترجمہ اردو نظم

میں کیا ہے جو قابل دید

اور باعث برکت و

ترقی درق ۲/

اعمال قرآنی

اسمیں عملیات و تعویذات

مجربہ ہیں قیمت تین حصہ کی

۱۲/

خدا سے التجا

والتجا والی کتاب

بہت عمدہ کتاب ہے

۲/

مخزن الحکمت

تشخیص امراض میں خواص ادویہ

میں شناخت علاج نسوان

وغیرہ وغیرہ میں بہت

عمدہ کتاب ہے

قیمت آٹھ آنہ

۸/

مجمع الفنون

اسمیں نبض قارورہ و زبان کی شناخت

سے مرض کی پہچان وغیرہ وغیرہ

چاہو انگریزی چاہو یونانی جو نسخہ

ہو اس سے علاج کیجیے ۱۲/

اصلی بہشتی زیور

صحیح مکمل مطلا شمیل کے دس حصہ

قیمت دو روپیہ تین آنہ

بہشتی گوہر یعنی

گیارہواں حصہ بہشتی زیور

کا قیمت ۳/

کتابوں کے ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی